پھول وتی

عرف

سندر شانتا شنتی

حصہ اول

از تصنیف جناب مولوی عبدالباری صاحب آسی الدنی مقیم لکھنؤ

مصنف سندر شانتا ۴ حصہ و عیار فقیر - و ملا زاغلول - و اقوال اکبر و شرح دیوان غالب

و شرح تحفۃ العراقین وغیرہ

جسمیں

کمال جانفشانی اور محنت سے سچے عشق کی داستان رقابت کے کرشمے، جوانی کے ولولے سحر و عیاری، سراغرسانی، ہندوستان کی حالت عصمت و عفت وغیرہ وغیرہ کی ایسی سچی تصویریں کھینچی ہیں کہ دیکھ کر دل پر خواہ نخواہ اثر ہوتا ہے

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

نولکشور پریس لکھنؤ میں چھپکر شائع ہوئی

سنہ ۱۹۲۱ء

اطلاع - اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شایقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے تین صفحے جو سادہ ہین اُن مین بعض کتب ناول مرغوب دل اُردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو -

نام کتاب	قیمت
کتب ناول مرغوب دل اُردو	
اندر سبھی - حصہ اول	عـہ ۴/
" " دوم	عـہ/
" " سوم	عـہ/
" " چہارم	۱۲/
کالیجک کی کٹھوتی - عرف بازیچہ اطفال مترجمہ منشی دوارکا پرشاد افق -	۸/
بزم اکبری - حصہ اول - تاریخی ناول قابل دید ہے	عـہ/
" حصہ دوم -	عـہ ۸/
مکاری کا پتلہ - عیارانہ کارروائیون کا مخزن -	عـہ/
بادشاہ سلامت - ناول	عـہ ۸/
اتالیا - اُردو	عـہ/
چابک سوار معشوقہ	۱۲/
کرشن کانتا - حصہ اول - عیارانہ اور ساحرانہ کارروائیان وغیرہ وغیرہ	عـہ/
کرشن کانتا - حصہ دوم	عـہ ۴/
کرشمہ تقدیر -	عـہ ۴/

نام کتاب	قیمت
نیرنگ فرنگ - تاریخی ناول ہے جسمین بوناپارٹ کے احوال درج ہین -	عـہ ۲/
شمس و قمر - درد انگیز عاشقانہ دلچسپ ناول -	۵/
حورالعین کامل - غدر ۱۸۵۷ء کا تاریخی واقعہ ہے دو حصون مین	عـہ ۴/
خوبی قسمت - مصیبت اور پھر وصال کا قصہ -	عـہ ۴/
اسرار پیشہ قیافہ شناسی - ایک ہندی کے حصہ کا کارآمد نوٹس -	۱۲/
الف لیلہ شہرزاد - بطرز ناول معروف بہ دنیازاد از مرزا حیرت دہلوی -	۱۲/
شب جفا - دنیا کے انقلاب کا حیرت خیز نظارہ	عـہ ۸/
گنجینہ سراغرسانی - حصہ اول و دوم	عـہ ۲/
ایضاً حصہ سوم و چہارم	عـہ ۲/
آفو کی دم فاختہ -	۸/
جفا و وفا -	۱۲/
حجاب عصمت -	۴/

پھول وتی

حصہ اول

زمانہ کو گذرتے دیر نہیں لگتی - آج بھیا
کل کے بچے جوان اور کل کے جوان بوڑھے
نظر آرہے ہیں - کل کی خزاں بہار سے
اور بہار خزاں سے متغیر ہو چکی ہے ۔ پنڈتا
ہم آپکو سندر شانتا اور کنور دلیپ سنگھ
کی طرف متوجہ کرتے ہیں - مگر کس حالت
میں کہ نہ آج دلیپ سنگھ کو کوئی کنور کہتا
ہے۔ اور نہ کوئی سندر شانتا کو راج کماری
کے نام سے یاد کرتا ہے - کیونکہ شادی
ہونے کے چند روز بعد ہی دلیپ سنگھ
کے والد کا انتقال ہو گیا اور تمام کاروبار جو
ریاست سے متعلق تھے وہ دلیپ سنگھ
کے سر پڑے اس لئے وہ آج بھاگوان
راجہ دلیپ سنگھ کے نام سے مشہور ہے
اور کسی کو خیال بھی نہیں آتا کہ کبھی ہم انہیں
کمار کے پیارے نام سے بھی یاد کیا کرتے
تھے - یہی حال سندر شانتا کا ہے - رانی
بنی ہوئی ہے اور اکثر راج گدی ہی پر
رہنے کا اتفاق ہوتا ہے بیٹھے ہیں شاید
کبھی ہو آتی ہوں - ایشور کی کرپا سے
دو بچوں کی ماں ہے - جس میں سے ایک
کا نام کنور ہری سنگھ ہے اور دوسرے
کو مان سنگھ کہتے ہیں دونوں نوجوان
اور نیک ہیں خدا نے خوبصورتی ہیں
دونوں کو پورا پورا حصہ دیا ہے ایک
کو دوسرے پر ترجیح نہیں دے سکتے ۔

ادھر رنجیت سنگھ کی کملا دیوی
کے ساتھ شادی ہونے کا حال ہم پہلے
ہی بیان کر چکے ہیں جسے ناظرین سندر شانتا
دیکھ چکے ہیں - صرف اتنا بتا دینا اور
ہے کہ رنجیت سنگھ کے یہاں کملا دیوی
سے بھی دو لڑکے پیدا ہوئے جن میں بڑے
کا رنجیت سنگھ اور چھوٹے کا اودے سنگھ
نام ہے اور ان دونوں کے بھی ہری سنگھ
اور مان سنگھ کے ساتھ ہی تعلقات
ہیں جو راجہ دلیپ سنگھ کی اسکی جوانی

الغرض ایسے الجھن میں ڈالنے والے تھے
مگر پھر بھی دلجیت سنگھ کے جگانے پر مجبور
ہو گئے - اور آخر شانہ ہلایا - اس پر نیند
کے متوالے دلجیت سنگھ نے دو ایک
مرتبہ اون - اون - کی صدائیں بلند کیں -
مگر پھر کمار کی اس گھبراہٹ کی آواز نے
(کہ اٹھو تو سہی تم تو نیند میں ایسے غافل
ہو جاتے ہو کہ دین و دنیا کی خبر ہی نہیں
رہتی) اوسے ہوشیار کر دیا - اور وہ آنکھیں
ملتا ہوا اٹھ بیٹھا - اور کچھ دیر بعد حسب
ذیل گفتگو ہوئی -

دلجیت سنگھ - فرمائیے کیا حکم ہے جو
آپ اسقدر بیقرار ہو رہے ہیں -
کمار - کیا کہوں عجب الجھن میں ہوں -
دلجیت سنگھ - پھر بھی فرمائیے تو سہی
کمار - واقعی دل تو یہی چاہتا ہے کہ اس
بات کو تم سے نہ کہوں -
دلجیت سنگھ - اگر یہی ارادہ تھا تو پھر
مجھے فضول جگایا -
کمار - اچھا قسم کھاؤ کہ اس راز کو کسی
پر ظاہر نہ کرینگے -
دلجیت سنگھ - آپ کی یہ نئی بات -
اور اوکھا خیال دیکھکر آج مجھے تعجب
ضرور ہوا - ہیں اور آپ کی بات کسی
پر ظاہر کردوں ؟

غیروں سے راز آپکا کہنے کو جائینگے
ہم ایسے ہیں کہ آپکو رسوا کرینگے ہم

کمار - نہیں مجھے تم سے امید تو ہرگز یہ
نہیں ہے کہ تم ایسا کروگے - مگر مجھے تم سے
اتنی بات کہہ دینی فرض تھی سو کہہ دی -
اچھا تو ذرا یہ پرچہ دیکھو تو سہی کس کا
ہے اور اس کا مطلب کیا ہے -

دلجیت سنگھ نے پرچہ لیا - اور اوسکے
مختصر مضمون کو پڑھا - اور پوچھا کیوں کمار
یہ پرچہ آپ کو کہاں سے ملا -
کمار - اپنے تکیہ کے پاس سے -
دلجیت سنگھ - کس وقت -
کمار - یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ رکھنے والے
نے یہ کب رکھا ہے - مگر مجھے ابھی نظر پڑا -
دلجیت - عجب پیچدار بات ہے - میں
تو اسکو ایک چیستان یا معمہ سے کم نہیں
سمجھتا - خیال تو فرمائیے - کہ اس مکان
میں جہاں برابر پاہرون کا پہرہ رہتا ہے
کون غیر شخص آسکتا ہے - کس کی مجال
ہے - میرا تو خیال یہ ہے کہ کسی آپس
ہی کے آدمی نے مذاق کیا ہے -
کمار - ہاں ممکن تھا - کہ ایسا ہوتا - مگر
اس کچھ شک نہیں تم بھی اپنے خیال کو بدل دوگے
دلجیت سنگھ - وہ کیا -
کمار - یہ پرچہ تکیے سادہ ملا - اور اس پر

سوائے ان الفاظ کے اور کچھ لکھا ہوا
نہ تھا۔ کہ اگر تم ہوشیار ہو تو اسے پڑھو۔
یہ الفاظ پڑھکر میں خود الجھن میں پڑ گیا تھا
اور دیر تک اسی فکر میں غلطاں پیچاں
رہا تھا کہ ایک سادہ پرچے کو کیا پڑھوں
اور کیونکر پڑھوں آخر جیب میں ٹھونس لیا
تھا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوا
تھا۔ تو مجبور ہو کر میں نے اسے جلانا چاہا
مگر یہ کاغذ بھی عجب سخت جان نکلا۔
جلانے سے جلا بھی نہیں۔ اور جلانا کیسا
اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی نظر آئی۔ اب
فرمائیے آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ مذاق ہے
دلچسپ شگفتہ کچھ دیر خاموش ہوئے۔
اور گہری فکر میں پڑ کر واقعہ کی تہ کو پہنچنے
کی کوشش کی۔ مگر پہنچ نہ سکے۔ اگرچہ
یہ سمجھ گئے کہ یہ پرچہ کوئی معمولی بات
نہیں ہے۔ واقعہ ضرور کچھ نہ کچھ عجیب
ہے اور آئندہ اس کا کچھ نہ کچھ اچھا برا
نتیجہ ضرور پیدا ہوگا۔ مگر صرف اس نظر
سے کہ شاید میرے کہنے سے میری تسکین و
اطمینان ہو جائے۔ انھوں نے دروغ
مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز پر عمل
کیا۔ اور کہار کو یہ جواب دیا۔ کہ
کل ہی واقعی اس سے پہلے بھی جب تک
کہ آپ نے مجھے اپنے بیٹے کا حال
بیان نہ کیا تھا مجھے بھی خیال تھا کہ کچھ نہ کچھ
بات ضرور ہے۔ مگر یہ بات سنکر وہ بات
میرے دل سے نکل گئی۔ اور اب میں یہ
سمجھ گیا کہ ضرور یہ کسی آپس کے آدمی
ہی کا کام ہے اور صرف آپکو چھیڑنا
مقصود تھا اور آپ کی عقل کا امتحان
کرنا چاہتے تھے۔ سو شکر ہے کہ آپ اس میں
پورے اترے۔

دوسرا باب

اگرچہ ہمیں امید ہے کہ ناظرین کو پہلے
باب کے واقعات سے گہری دلچسپی ہوگئی
ہوگی۔ اور فکر ہوگی کہ کاغذ کا اصلی واقعہ
کیا ہے۔ مگر ہم تھوڑی دیر کے واسطے
قصہ کو ملتوی کرکے آپ کو اس کوہستانی
سلسلہ کی سیر کراتے ہیں جو ریاست
راجگڈھ کے قریب ہے۔ اگرچہ پہلے
بھی ہم اس کا مجملاً کچھ ذکر کر چکے ہیں۔ مگر
مفصل تذکرہ کی چونکہ اسوقت کوئی
خاص ضرورت نہ تھی اس واسطے
ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اس وقت ہم
کچھ اور حال سناتے ہیں۔ امید ہے کہ
ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائیں گے۔
صبح کا وقت ہے۔ نسیم بہار کے ٹھنڈے

نہیں ہوا اور دھوکا ہوا۔ یہ کبھی کچھ بات ہوتی پہیلیاں بوجھنے کا تو یہ وقت نہیں ہے ذرا صاف صاف بیان کرو۔

دوسرا۔ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ جگموہن اور بھادیو واپس آتے ہیں۔

پہلا۔ کیا تم ان دونوں کو دیکھ آئے۔

دوسرا۔ ہاں دیکھکر بلکہ باتیں کرکے واپس آیا ہوں۔

پہلا۔ تو خیر۔ چلو اطمینان ہوا۔ ورنہ اس وقت تک میرا کلیجہ تھر تھر کانپ رہا ہے۔

یہ باتیں کرکے یہ دونوں آدمی پھر اسی طرف چلے گئے جدھر سے آئے تھے۔

تیسرا باب

وہی صبح کا سہانا سماں جسکا نقشہ ابھی ابھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ یہی منظر مختلف جگہوں میں مختلف طرح سے جلوہ گر ہوتا ہے ابھی ابھی آپ نے پہاڑی پر اس پر رونق وقت کو دیکھکر دل و دماغ کو مسرور کیا تھا تو وہاں آپ کو کچھ اور لطف ملا ہوگا اور اسی وقت آپ ایک دوسری جگہ میں اس عالم کو دیکھئے کہ یہاں کیا حال ہے

ایک بڑا قلعہ ہے جو سرخ پتھر سے بنایا گیا ہے جس میں مختلف مکانات ہیں ایک طرف کو دیکھئے تو برابر برابر بہت سی بارکیں بنی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ اور ان میں معمولی درجہ کے سپاہی رہتے ہیں دوسری طرف نظر اٹھائیے تو دفتر کا سماں دکھائی دیتا ہے۔ محرر برابر برابر بیٹھے ہوئے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں ایک طرف یہ عالم ہے کہ اجلاس ہو رہا ہے مقدمات اور معاملات پیش ہیں۔ کوئی خوش نصیب رہا ہوتا ہے۔ کوئی بدنصیب ہمیشہ کے لئے غم میں مبتلا ہوتا ہے۔

اسی قلعہ میں ایک باغ ہے۔ اور اس کے درمیان میں ایک خوبصورت سنگ مرمر کی عمارت بنی ہوئی ہے۔ جو بنگلے کے طور پر بنائی گئی ہے۔ اس میں ایک نہایت ہی مکلف کمرہ ہے جس میں ایک تخت پر ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے اور کئی ایک سہیلیاں اس کے گرد بیٹھی کھڑی ہیں اور اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں اتنے میں باہر سے ایک عورت اور جس کی وضع قطع بھی انھیں کنیزوں سے ملتی جلتی ہے آئی اور با ادب اس حسینہ عورت سے کہنے لگی۔

عورت۔ رانی۔ بھادیو اور جگموہن

حاضر ہوئے ہیں۔ اور وہ کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔
خجستہ رانی۔ اچھا اُن کو فوراً بلاؤ۔

پیغامبر عورت تو اُلٹے پیروں واپس چلی گئی۔ اِدھر اُس نے ان عورتوں سے جو اس کے پاس تھیں کہا۔ کہ تم کچھ دیر کے لئے باہر چلی جاؤ۔ مجھے کچھ تخلیہ کی باتیں کرنی ہیں۔

عورتیں یہ حکم سنتے ہی رخصت ہو گئیں۔ اُدھر وہ گئیں۔ اِدھر آگئے ہیں۔ اور مہادیو اور ان دونوں کو غالباً ناظرین سمجھ ہی گئے ہونگے یہ دونوں وہی ہیں جنھیں ناظرین نے اس سے کچھ ہی پہلے جوگی کے بھیس میں دیکھا تھا) آگئے۔ اور سب نے سلام کیا۔ رانی نے بھی نہایت ہی خوشی کے ساتھ جواب دیا اور وہ اس بات کی منتظر رہی کہ اب ان میں سے کوئی بات کے سلسلہ کو شروع کرے۔ مگر یہ دونوں شخص چپ چاپ کھڑے رہے تو رانی نے خود ہی باتیں کرنا شروع کیں۔

رانی۔ مہادیو۔ کہو جس کام کے لئے تم کو مقرر کیا گیا تھا۔ کیا تم وہ کام کر آئے۔

مہادیو۔ حضور کا اقبال ایسا نہیں ہے کہ ہم کسی کام کو ادھورا چھوڑ آئے۔

رانی۔ میں اس قصہ کو مفصل سننا چاہتی ہوں

مہادیو۔ مجھے سنا دینے میں کوئی عذر نہیں ہے

رانی۔ نہیں اگر کوئی خاص نقصان ہوتا ہو تو ہرگز نہ سناؤ کیونکہ مجھے تو صرف اس بات سے غرض ہے کہ میرا کام ہو جائے اور کیا مطلب۔

مہادیو۔ نہیں کوئی نقصان خاص نہیں ہے۔ اور خاصکر آپ کے سنانے میں کوئی حرج نہیں ہو سکتا کیونکہ جو کچھ کام ہے وہ آپ ہی کا ہے۔

رانی۔ خیر اگر ایسا ہے تو کہو۔

مہادیو۔ میں نے یہ تو حضور سے پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ سر تا سر کھوج نے میں مجھے بڑی سخت دقتیں اٹھانی پڑیں۔

رانی۔ ہاں وہ میں سن چکی ہوں۔

مہادیو۔ تو بس پھر آپ خیال فرما لیجئے کہ جب ایسی جان جوکھوں کے کام میں ہم نے پروا نہ کی۔ تو ایک لفافہ کے وہاں تک پہونچا دینے میں کیا دیر ہو سکتا ہے۔ ہم نے اُسے وہاں تک پہونچا دیا ہے

رانی۔ شاباش عیاروں کا یہی کام ہے مگر جواب۔

مہادیو۔ جواب ابھی کیا مل سکتا تھا ابھی تو صرف ابتدا ہوئی ہے۔

رانی۔ جہاں تک میں نے اس کی صورت سے اندازہ کیا ہے۔ وہ ایک نہایت سادہ دل آدمی ہے اور اسی وجہ سے مجھے یہ امید نہیں ہے کہ کوئی

جواب ملے گا۔ مگر خیر تم آج پھر جاؤ۔ اور یہ لفافہ بھی اسی صورت سے وہاں تک پہونچا دو۔ اس کا بھی کوئی جواب نہ ملا۔ تو پھر اور کچھ تدبیر کرنی پڑیگی۔

مہادیو۔ حضور سے ہکو بڑی بڑی امیدیں ہیں

رانی ان باتوں کا مطلب سمجھ گئی اور اُس نے جواب دیا کہ انعام کے لیے جلدی نہ مچاؤ۔ یقین رکھو کہ ہم تم کو تمھاری امید سے زیادہ خوش کر دینگے۔ مگر صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

مہادیو اور رگھوبیر نے رانی کی اس تقریر پر سنکر آگے کچھ کہنا سننا فضول سمجھا۔ اور دونوں سلام کرکر کے رخصت ہو گئے

چوتھا باب

کمار ہری سنگھ کو دلجیت سنگھ نے اپنے مقدور بھر سب ہی کچھ سمجھا دیا اور تسلی دی۔ مگر آنکے دل کی خلش ابھی گئی نہیں وہ دوپہر تک اسی طرح بیقرار رہے اور اُن کا دل انھیں اس قصہ کے معلوم کرنے کے لیے اشتیاق دلاتا مگر مجبوری کی وجہ سے وہ کچھ معلوم نہ کر سکے۔ اور اس سے وہ اور بھی زیادہ دردمند اور بیقرار ہو گئے آخر انھوں نے دل کے بہلنے کی ایک تدبیر سوچی۔ اور دلجیت سنگھ کو بلایا۔

دوپہر کا وقت تھا دھوپ سخت پڑ رہی تھی اس لئے دلجیت سنگھ کچھ گھبرا گئے کہ آخر اس وقت مجھے کیوں بلایا گیا۔ انھوں نے چپراسی تک سے اس حال کو دریافت کیا مگر وہ بیچارہ اس کے سوا اور کیا جواب دیتا کہ کمار نے مجھے بھیجا تو میں چلا آیا۔ مجھے کیا معلوم ہے کیوں آپ کو بلایا ہے اور کیوں نہیں۔ ہاں اتنا مجھسے ضرور کہدیا ہے کہ فوراً اپنے ساتھ لیکر آؤ۔ چنانچہ گھبرا کر دلجیت سنگھ ساتھ ہو لیے اور کمار کے پاس آ پہونچے۔ کمار اپنی نشست گاہ کے کمرہ میں موجود تھے۔ مگر اس وقت عجیب قسم کی بدحواسی اُن کے چہرے سے ظاہر ہو رہی تھی۔

دلجیت سنگھ نے سب سے پہلے یہی سوال کیا۔ کہ آپ اس وقت اسقدر پریشان کیوں ہیں۔

کمار۔ جس وقت سے کہ وہ لفافہ مجھے ملا ہے میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا ہوں دل کو بہلانے پر بھی میرا شبہ نہیں جاتا۔ تم نے مجھے ہر پہلو سے اطمینان دلایا۔ مگر کوئی چیز ہے کہ پھر بھی میرے دل میں چٹکیاں لے رہی ہے۔

دلجیت سنگھ۔ میرے خیال میں تو آپکو

یہ فضول فکر کرنا نہ چاہیئے۔
کمار۔ صحیح ہے مگر میں دل سے مجبور ہوں
دلجیت سنگھ۔ اچھا اگر فرضاً کوئی بات
بھی ہے تو پھر اس کے دفعیہ کی تدبیر
کونسی ہے فرمائیے۔
کمار۔ میری طبیعت اس وقت کچھ بہت
ہی اچاٹ ہے۔ آؤ اسوقت طوطا گڑھ چلیں
وہاں چلکر ہنومان سنگھ سے ملینگے۔ آج
رات کو وہیں رہیں گے کل چلے آئیں گے
وہ ایک پرفضا مقام ہے مجھے امید ہے کہ
وہاں ضرور دل بہل جائے گا۔
دلجیت سنگھ۔ اگر آپ کی یہ خوشی ہے
تو مجھے اس میں بھی کوئی عذر نہیں ہے
مگر میں چاہتا یہ تھا کہ اس گتھی کو سلجھاتا۔
اور اس بات کا پتہ لگاتا۔ کہ یہ پرچہ آپ
کے پاس کیوں آیا اور کہاں سے آیا۔
ہری سنگھ۔ او خیر پھر دیکھا جائے گا۔

اس قبل اس کے کہ ان دونوں کا
طوطا گڑھ جانا اور وہاں کے حالات بیان
کیے جائیں یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا
ہے کہ ہم پہلے بتا دیں کہ طوطا گڑھ کس مقام
کا نام ہے۔ اور یہاں سے کتنی دور ہے
ہنومان سنگھ کون ہیں۔ کمار کے ان سے
تعلقات کیا ہیں۔

سنئے اسی ریاست کے قریب دس بارہ
میل پر یہ قصبہ واقع ہے۔ چونکہ پہاڑ کے
دامن میں ہے۔ اور پہاڑ بھی زیادہ تر
سرسبز و شاداب ہے اس واسطے قدرتی
طریق پر یہ جگہ ایک پرفضا مقام کہنے کی
مستحق ہو گئی ہے۔ چونکہ جس زمانہ کا ہم حال
لکھ رہے ہیں یہ وہ زمانہ ہے کہ ہر ایک
زمیندار خودمختار اور اپنے گھر کا راجہ ہے
اس لئے ہنومان سنگھ بھی جو یہاں کے
زمیندار ہیں راجہ کے لقب سے مشہور ہیں
اور ہر امر میں وہ خودمختار ہیں۔ کمار ہری سنگھ
سے ان کے صرف دوستانہ تعلقات ہیں
اور کچھ واسطہ نہیں۔ دوستی کا سبب یہ ہے
کہ ہنومان سنگھ کے چچا جو اس گدی کے
وارث تھے ان کے کمار کے دادا سے
بڑے گہرے تعلقات چلے آتے تھے اور صرف
اسی وجہ سے کمار ہری سنگھ کے والد دیپ سنگھ
کے واسطے بھی ان سے ویسے ہی رہے اور
فرصت یا ضرورت کے وقت آمد و رفت
جاری رہی۔ کمار ہری سنگھ بھی اکثر اپنے
والد کے ساتھ ساتھ اس جگہ جاتے تھے اور
وہ دو دو چار چار روز تک قیام کرکے واپس
آ جاتے تھے۔ اسی وجہ سے ہنومان سنگھ کے
ساتھ ان کے مراسم بڑھے۔ اور دوستی کی
بنا پڑی۔ زمانہ کے انقلابات ہمیشہ سے
مشہور چلے آتے ہیں۔ چند روز کے بعد ہنومان سنگھ

کے چچا نے دنیا کو خیر باد کہا۔ اور خود شوبھان سنگھ
بوجہ اس کے کہ دوسرا کوئی گدی کا صحیح وارث
نہ تھا اس گدی کے مالک بنے۔ اس مختصر
تمہید کے بعد ہم پھر اپنے قصہ کی طرف
متوجہ ہوتے ہیں۔

کمار نے جب دلجیت سنگھ کو بالکل
تیار پایا تو سائیس کو حکم دیا کہ دونوں
کے واسطے گھوڑے کسے جائیں اتنا حکم دینے
کے بعد یہ اپنے بھائی مان سنگھ کے پاس
گئے اور ان سے تذکرہ کہہ دیا کہ اگر کوئی
دریافت کرے تو ہمارے طوطا گڈھ جانے
کا حال بیان کر دیا جائے۔ دلجیت سنگھ
بھی اپنے مکان پر واپس گیا اور صرف
اطلاع کرنے کے بعد واپس آگیا۔ ساز و سامان
بہت کچھ اور نقد ہوا اور پھر دونوں گھوڑوں
پر سوار ہو کر طوطا گڈھ کو روانہ ہو گئے۔

یہ دونوں سوار بے تکلف باتوں میں اپنا
راستہ طے کرتے ہوئے شام کے وقت تک
طوطا گڈھ پہونچ گئے۔ اور شوبھان سنگھ
سے ملکر ایک رات بہت خوشی میں گذاری
اس کے بعد سو گئے جب صبح ہو گئی آفتاب
عالمتاب نے اپنی کرنوں سے تاریک دنیا
کو جس پر رات کی سیاہ چادر کے پڑے
ہونے کے سبب سے کسی کو ہاتھ پاؤں نہ سوجھتا
تھا منور کر دیا۔ تو یہ دونوں نوجوان بھی
اٹھے بود و باش سے فراغت کرنے کے بعد
تجویز ہوا کہ تھوڑی دیر تک سیر پر فضا پہاڑی
پر ٹہل کر اپنا جی بہلا دیں اور صبح کی
قدرتی بہار سے کچھ فائدہ اٹھا دیں۔ یہی
خیال کرکے دونوں چل دئے۔

راستہ راج محل کی گلیوں کی طرف سے
ہوکر بازار کو جاتا تھا اور وہاں سے پہاڑی
قریب تھی۔ دونوں ساتھی باتیں کرتے ہوئے
جا رہے تھے۔ مگر کسی خاص ضرورت
کی وجہ سے دلجیت سنگھ کو ساتھ چھوڑ کر
کمار سے کچھ دور آگے نکل جانا پڑا۔
انھوں نے کچھ دور تک تو اپنی ضرورت
کی وجہ سے خیال نہ کیا کہ کمار کہاں ہیں
مگر جب انھیں ہوش آیا اور کمار کو ساتھ
نہ پایا۔ تو ایک قسم کی بے چینی پیدا ہوئی
اور فوراً کمار کو آواز دی۔ مگر صدا ئے
بر نخاست کا مضمون ہوا۔ کچھ دیر کھڑے
ہوئے سوچتے رہے کہ شاید کچھ مذاق کیا
گیا۔ یا وہ کسی ضرورت سے رک گئے
مگر دوسری آواز پر بھی جب کوئی جواب
نہ ملا تو مجبور ہو کر اسی پچھلی گلی کے
راستے سے پھر پلٹے۔ مگر عجب واقعہ دیکھا
جس سے دل میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی
دل بے چین ہو گیا یعنی کمار خاص راج محل
کے نیچے بے حس و حرکت بے ہوش پڑے

ہوئے تھے اور کئی ایک پہرہ داروں وغیرہ
کا اُن کے گرد اگرد مجمع تھا۔ دلجیت سنگھ نے
سب سے پہلے نبض دیکھی منہ پر جو پسینہ
آیا ہوا تھا رومال سے صاف کیا۔ اور پھر
شانہ ہلا کر کمار کو آوازیں دینے لگے تب
ایک مرتبہ کمار نے ہوں کی۔ اور آنکھیں
کھولنے کے بعد ایک آف کی صدا انکے
منہ سے نکلی۔

دلجیت سنگھ۔ (آہستہ سے) کمار جی میں ابھی
اس وقت نہیں پوچھتا کہ آپ کس حال
میں ہیں اور آپ کو کیا ہوا۔ آپ ذرا
اپنے کو سنبھالئے۔ دیکھئے تو سہی اس حالت
میں خدانخواستہ کوئی آپ کو دیکھا کیا کہیگا۔
یقینی بڑی ہماری بدنامی ہوگی۔

یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کمار پر اس تقریر
کا کہاں تک اثر ہوا۔ مگر ہاں دو دوسری
مرتبہ ایک سرد آہ کھینچتے ہوئے کھڑے ہوگئے

دلجیت سنگھ۔ چلئے میرے خیال میں آپ
سیر کو ملتوی کیجئے۔ اور پھر دیوان سنگھ
کے مکان کو واپس تشریف لے چلئے۔

کمار۔ وہاں چلکر اب اور زیادہ میری طبیعت
گھبرائیگی۔ مناسب ہے کہ کچھ دیر تک
جنگل کی ہوا کھاؤں ممکن ہے کہ یہاں
کچھ دل بہل جائے۔

دلجیت سنگھ۔ بہت اچھا۔ چلئے۔

یہ کہہ کر پھر بدستور چلدئے تھوڑی
دیر میں پہاڑی پر جا پہونچے اور ایک جگہ
جہاں ایک جھرنا تھا۔ اور کائی کے
جم جانے سے بہار آرہی تھی خودرو سبزہ
نے زمین کو سبز مخمل سے مشابہ کر رکھا تھا
بیٹھ گئے۔ کچھ دیر ادھر اُدھر کی باتیں
کرنے میں صرف ہوا۔ آخر دلجیت سنگھ
کی زبان سے وہی بات نکل گئی جو دیر سے
اُسکے دل میں چٹکیاں لے رہی تھی کہنے لگا
کہ کمار ایشور کے لئے آپ اس وقت
مجھ سے اپنا حال نہ چھپائیے جو کچھ کہ میں پوچھوں
سچ سچ بتائیے۔

کمار۔ تمہارے کہنے سے پہلے میں تمہارے
منشاء کو سمجھ گیا۔ مگر پیارے دلجیت سنگھ
یہی بہتر ہے کہ تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو
اور کچھ نہ پوچھو۔

دلجیت سنگھ۔ (ٹھنڈی سانس لیکر)
پیارے کمار ویسے تو میں تمہارا تابعدار
ہوں۔ تمہارے ہر حکم کو بسروچشم تعمیل
کرنے کے واسطے تیار رہوں۔ مگر تمہیں بتاؤ
کہ تمہیں کوئی تکلیف پہونچے اور میں بات
تک نہ پوچھوں اس کا سبب تک معلوم
نہ کروں یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور ویسے
یہ بالکل ظاہر ہے کہ کسی کے دبیر کوئی
چھپ نہیں سکتا اگر تم مجھے نہ بتاؤ گے

تو مجبوراً خاموشی کے سوائے میں کر ہی کیا سکتا ہوں۔
کمار - اف دلجیت سنگھ تم نے بھی ستانا
شروع کیا - معلوم ہوا کہ تم برا مان گئے -
باوجودیکہ میں نے ہرگز کوئی بات تم سے
اس خیال سے نہیں کہی -
دلجیت سنگھ - اس خیال سے آپ نے کچھ
نہیں فرمایا ہے تو اور کس خیال سے
کمار - میں یہ کہتا ہوں کہ اچھا تم پوچھکر کیا کروگے -
دلجیت سنگھ - اگر کسی سچے خادم کا کسی اپنے
آقا سے کسی سخت حادثہ کی بابت پوچھنا بیکار
ہے - تو میرا پوچھنا بھی قریب بیکار ہوگا -
اور اگر کسی آقا کو دنیا میں آپکی طرح اپنے کسی غلام
کا اعتبار نہیں ہوتا تو آپکا بتانا بھی بیکار
ہے - نہ بتایئے اور اگر ایسا نہیں ہے اور
معاملہ برعکس ہے تو آپکو ضرور بتانا پڑیگا -
اتنا کہکر دلجیت سنگھ کا دل بھر آیا - اور
خودبخود اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے
اب کمار گھبرا گئے - اور بیتابی سے کہنے لگے
کہ دلجیت سنگھ روتے کیوں ہو فضول
مجھے ڈرانے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے -
دلجیت سنگھ خاموش ہو گئے - اور آنسو
پونچھکر کمار کے کہنے کو بغور سننے لگے -
کمار - اے مجھے خبر نہ تھی کہ اس مرتبہ
طوطا گل بدن آکر میرا مقدر مجھسے خفا ہو جائیگا
اس وقت جب میں تمھارے ساتھ آرہا تھا
وہیں تک الفاظ بخوبی اس کی زبان
سے نکلے اور پھر خودبخود آنسوؤں کا تار بندھ گیا
دلجیت سنگھ - واہ آپ کا کہنا نہ کہنا
برابر ہو گیا - اچھا اگر یہی ہے تو آپ پہلے
خوب دل کھول کر رو لیجئے - جب آپکے
دل کی خوب بھڑاس نکل جائے اور آپ
کو ہنسی آنے لگے تب کچھ کہیے -
دلجیت سنگھ کے آخری مذاقیہ فقرے
نے آخر کمار کو ہنسا دیا - اور وہ خاموش ہوئے
دلجیت سنگھ - ہاں پھر آگے کیا ہوا کیا کوئی
آفت آئی - یا آسمان پر سے بلا اتری -
کمار - آہ پھر آگے کیا بتاؤں کہ کیا ہوا واقعی
آسمان سے ایک بلا گلاب کے پھول کی
صورت میں نازل ہوئی اور میرے سر آئی
دلجیت سنگھ - خیر مذاق کو چھوڑیئے کہیئے
کمار - میں بے خبر چلا آرہا تھا کہ یکایک
میرے سر پر ایک گلاب کا پھول گرا - جس کے
گرتے ہی فوراً میری آنکھیں اوپر کو اٹھ گئیں
اور فوراً مجھے دیکھ کر کسی نے اوپر کے دروازے
کا (جس سے ابھی ابھی ایک خوبصورت
چہرہ نکلا ہوا تھا) جھٹ بند کر لیا -
دلجیت سنگھ - واہ یہ کونسی بڑی بات
ہے ایسا ممکن ہے کہ وہ کوئی باندی وغیرہ ہو
کمار - دلجیت سنگھ تم کچھ کہو - مگر نظر کے
تیر کا جو درست نشانہ میرے دل پر کاری

طور سے لگ چکا ہے اگر تم مجھے لاکھ طرح
سے نفرت دلاؤگے تو ممکن نہیں۔ کہ یہ خیال
عمر بھر میرے دل سے نکل جائے۔
دلجیت سنگھ۔ واہ کیا خوب تمہارے بخشوانے
آئے تھے روزے گلے پڑ گئے۔ مہربانی فرما کر
اور خود نہیں تو خیر میری خاطر سے ایسے پریشان
خیالات اپنے دل سے نکال دیجیے۔ کوئی
ہوگا آپ کو کیا مطلب۔ یہ بھی نہ سمجھ لیجیے
کہ اُس نے آپ ہی کو تاک کر پھول مارا
تھا۔ بلکہ جہاں تک میرا خیال ہے اُسکے
ہاتھ سے گر گیا ہوگا۔
کمار۔ یہ کون کہتا ہے کہ اُس نے عمداً
ایسا کیا ہیں تو یہ کہتا ہوں کہ جو کچھ کیا
میرے پھوٹے مقدر نے کیا۔ مگر ہائے
ناممکن ہے کہ اب یہ خیال عمر بھر میرے
دل سے نکل جائے۔

تا دم مرگ اب امید رہائی کی نہیں
کس بلا میں مرے اللہ پھنسایا مجھکو

دلجیت سنگھ۔ اب ذرا یہ تو خیال فرمائیے
کہ یہاں آنے سے آپکی مراد کیا تھی۔
کمار۔ دلجیت سنگھ میں نے کوئی بات اپنی
خوشی سے نہیں کی تم مجھے اس معاملہ میں
فضول قصوروار ٹھہراتے ہو۔ اچھا اگر تمہاری
خوشی یہی ہے تو آیندہ سے کوئی لفظ اس کے
متعلق میری زبان سے نہ نکلے گا۔ زبردستی
مارے اور رونے نہ دے والا حساب ہے۔
دلجیت سنگھ۔ مجھے آپ ناحق مجرم قرار دیتے
ہیں میں نے کیا کیا۔ اچھا بہر صورت میں تو
آپ کی خوشی کا پابند ہوں میں ہی قصوروار
سہی۔ مگر آپ مکان کو واپس تشریف لے چلیئے
کمار۔ ہاں اب میری وحشت دم بدم
ترقی کر رہی ہے چلو۔ بلکہ ابھی چلو۔
یہ کہہ کر کمار اور دلجیت سنگھ دونوں
اُٹھ لیے اور طوطا گڈھ میں پہونچکر منوہان سنگھ
سے رخصت ہو کر راجگڈھ کی طرف روانہ ہوئے
راستہ بھر ہری سنگھ نے سوائے آہ
کے نہ کوئی بات کہی نہ دلجیت سنگھ نے
سوتے ہوئے فتنہ کو جگا کر آتش شوق کو
مشتعل کرنا چاہا۔

پانچواں باب

ہری سنگھ اور دلجیت سنگھ کو راجگڈھ
میں چھوڑ کر ہم ناظرین کو پھر طوطا گڈھ لیے
جاتے ہیں۔ اور اسی مکان میں جہاں کمار
یکلخت بے ہوش ہو گئے تھے اندر پہونچا کر
اُس کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہیں۔
یہ مکان تمام و کمال پتھر کا بنا ہوا ہے۔
کاریگروں نے اس کے در و دیوار پر
نقاشی کی ہے اور بیل بوٹے پھول پتے

بنائے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آج دنیا میں اُن بنانے والون کا ہمسر موجود نہیں ہے۔ یہ مکان معمول سے زیادہ وسیع اور بڑا ہے چارطرف اس مین نفیس نفیس دالان بنے ہوئے ہیں۔ جن کے اوپر اچھے اچھے کمرے بنائے ہین۔ اور یہی کمرے یہان کے رہنے والون کے لئے مخصوص ہوگئے ہین۔ یہ راج محل کے نام سے مشہور ہے۔ ہنومان سنگھ کی چچی۔ والدہ۔ بہن اور بیوی وغیرہ سب یہین رہتی ہین۔ اگرچہ سب کے رہنے کے لئے جدا جدا یا الاغانے اور کمرے بنے ہوئے ہیں۔ مگر پھر بھی جب جی چاہتا ہے ایک جگہ جمع ہوسکتی ہین کیونکہ بنانے والون نے اس مکان کا انداز ہی ایسا رکھا ہے کہ جب چاہیں علٰحدہ علٰحدہ ہو جائین۔ اور جب چاہین مجتمع ہوسکیں تمام مکان کی چھت ملی ہوئی ہے۔ ہر کمرہ مین ایک زینہ ہے جس سے نیچے کے درجے میں آنے مین دوسری طرف جانے کی محتاجی نہین ہوتی۔

نیچے کے درجہ مین بجز باندیون اور اوپر کا کام دھندا کرنے والیون کے اور کوئی نہین رہتا چونکہ نیچے بھی ایک وسیع صحن ہے۔ اس کے درمیان مین ایک باغ لگایا گیا ہے۔ جو اپنی آب وتاب مین بے نظیر ہے ہر طرح کے پھول۔ ہر طرح کے پھل اس مین موجود ہین۔ ایک چھوٹا سا سنگ مرمر کا حوض بنا ہوا ہے جس مین رنگ برنگ کی مچھلیان چھوڑی گئی ہیں۔ اور اکثر رانیاں یا ہم عمر لڑکیان یہان آکر نہاتین۔ اور مچھلیون کے تماشے دیکھتی ہیں۔

اسی حوض کے چارون طرف نہایت خوبصورت پھولون کے گملے رکھے گئے ہیں جنھون نے حوض ہی کو نہیں بلکہ تمام مکان کی آرایش کو دوبالا کر رکھا ہے۔

اس مکان میں چار دروازے ہیں۔ ایک دروازہ خاص قلعہ سے جاملتا ہے۔ دوسرا عام دروازہ ہے جس سے معمولی آدمی آتے جاتے ہین۔ تیسرا چور دروازہ ہے جو ایک سرنگ سے ملتا ہے اور جسکا بھید بجز خاص خاص آدمیون کے کسی کو معلوم نہین۔ چوتھا دروازہ ہمیشہ بند رہتا ہے اور کسی خاص تقریب کے موقع پر کھولا جاتا ہے اس مکان کے تکلفات اسکی نوعیت اسکی کیفیت دکھانے کے لیا ہم آپکو ایک کمرہ کی حالت دکھاتے ہیں۔ جس طرح اور کمرے آراستہ و پیراستہ ہین اُن سے ویسے تو اس کا درجہ بھی کسی صورت سے کم نہیں ہے۔ مگر اس وقت یہان کے عالم نے تمام تکلفات کو ماند کر رکھا ہے اور تمام

زیبایش و آرایش پر پانی پھیر دیا ہے۔
اس میں ایک سہری بچھی ہوئی ہے
جس پر ایک نوجوان لڑکی جسکی عمر غالباً
سولہ سترہ برس سے زیادہ نہیں ہے بیٹھی
ہوئی آہوں کے ذریعہ سے اپنے دل کی
بھڑاس نکال رہی ہے۔ اُس کے چہرے
پر غم کی گھٹا سیاہ زلفوں کی طرح چھائی ہوئی
ہے۔ جس سے اُسکے گلاب کے مانند رخسارے
بجائے اُس کے کہ شاداب نظر آئیں اور کملا
رہے ہیں۔ اُس کے اٹھتے شباب کو درد دل
اُٹھا اُٹھا کر بٹھائے دیتا ہے۔ اُسکی گرم گرم
آہوں نے اُس کے سرخ سرخ ہونٹوں کو
خشک کر رکھا ہے وہ از خود رفتگی کے سبب
سے کچھ دیر تک سکوت کے عالم میں رہتی
ہے۔ مگر پھر اسکی گہری فکر اس کے دل
میں چٹکیاں لیتی ہے۔ اور اُس کی زبان
سے اُف کا کلمہ نکل جاتا ہے اسکی دیوانہ پن
کی باتیں جنھیں ہم آگے چلکر ضبط تحریر میں لائینگے
پتہ دیتی ہیں کہ کسی غم کا نشتر اس کے دل
میں تیر دلدوز کی طرح بیٹھا ہوا ہے۔ اور
وہ آہ و نالہ یا اور جو کچھ کرتی ہے مجبور ہو کر
کرتی ہے۔ لہٰذا ہم بھی ناظرین کو اُس کی
وہ باتیں سنائے دیتے ہیں جو اس وقت
دیوانہ پن کی بے تکی باتوں سے زیادہ ہمارے
دل میں وقعت نہیں رکھتیں۔ اور اُمید ہے کچھ
ہی نتیجہ مترتب کیوں نہ ہو مگر اس وقت
تو ہم انھیں ان مل بے جوڑ کہنے کے
واسطے تیار ہیں۔ ؎

مجھ سا برگشتہ مقدر بھی نہ ہوگا کوئی
جسکا دنیا میں نہ ہرگز کوئی ارماں نکلا

اے موذی آسمان۔ بے مہر۔ کینہ جو۔
فتنہ خو۔ کیا مجھکو ستا کر ابھی تک تیرا کلیجہ
ٹھنڈا نہیں ہوا۔ ظالم کیا مجھ ناشاد کے لئے
وطن اور اپنے عزیز و اقارب سے چھوٹنا۔
کچھ کم تھا۔ کیا مجھے اس سے کوئی تکلیف
نہ پہونچی تھی کہ جن لوگوں کیساتھ میں پلی بڑھی
جو میری رفاقت میں ہمیشہ میرے پسینہ پر
خون گرانے کو تیار ہیں۔ اُن سے جدا کر دی گئی
ہائے۔ اور جدائی بھی وہ جدائی جس کی اپنی
زندگی میں مجھے انتہا ہی نظر نہیں آتی۔
اُف تو نے مصیبت ڈالی۔ اور وہ مصیبت
کہ جس کے ختم ہونے کی کوئی میعاد ہی
نہیں۔ غم کا پہاڑ توڑا اور ایسا توڑا جسنے
میرے دل و جگر کو پیس کر سرمہ کر دیا مگر
دیکھ عورت ذات ہو کر میں نے مردوں
کی طرح یہ سب مصائب استقلال کے ساتھ
برداشت کیں۔ جو صدمہ پڑا سہہ گئی۔ جو
کڑی پڑی اٹھا گئی۔ مگر کمبخت تجھے اب
بھی چین نہیں۔ آج تو نے جو درد دیا
ہے۔ میں اس کو ہر درد اور ہر صدمہ سے

زیادہ محسوس کر رہی ہوں۔ اور مجھے قطعی
خیال ہو گیا ہے کہ یہ غم جانگداز میری جان
لیکر جائیگا۔ اف وہ دکھ جو مجھے ایک مکروہ صورت
دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ ہرگز ہرگز اسکے
برابر نہیں ہو سکتا۔ وہ غم ایسا ہے جس سے
کم سے کم چند روز کے لیے میں زندہ ضرور
رہ سکتی ہوں۔ مگر یہ رنج ایسا جگرخراش
اور جانگزا ہے جس سے زندگی بالکل
محال ہے۔ یہ کہہ کر خود بخود اسکا دل
بھر آیا۔ اور گرم گرم آنسو اس کی آنکھوں
سے نکل کر رخساروں تک آپہونچے۔ وہ
زار وقطار بے خبر رو رہی تھی کہ اتنے میں
دروازہ کمرہ کا جو اس نے احتیاطاً پہلے
ہی بند کر رکھا تھا کھلا۔ اور ایک اسی کی
ہم عمر عورت داخل ہوئی۔ اس حسینہ لڑکی
نے اسے دیکھکر اپنے دلی رنج و غم کو چھپانا
چاہا اور فوراً رومال سے اپنے آنسو پونچھ لئے۔ مگر

غم دل گر میں چھپاؤں تو کہیں چھپتا ہے
میری صورت وہ بتی ہے کہ عیاں ہوتا ہے

آنے والی عورت صورت سے پہچان گئی کہ
کچھ نہ کچھ دال میں کالا ضرور ہے۔ وہ کچھ
دیر خاموش کھڑی رہی اور اس نے انتظار
کیا کہ رونے والی عورت خود بخود کچھ کہیگی
مگر جب اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی تو
اسنے خود ہی اس سکوت کے طلسم کو توڑا
اور بولی۔

آنیوالی عورت۔ پیاری پھول وتی۔ تو
یہ تو خوب جانتی ہے کہ یہاں میرے سوا
دوسرا تیرا غمخوار نہیں ہے۔ مگر میں یہ بھی
دیکھتی ہوں کہ اب اکثر باتیں تو مجھسے
بھی چھپاتی ہے۔

پھول وتی۔ نہیں بہن ایسا نہیں ہے
بلکہ واقعی میرا خیال یہ ہے کہ جس مصیبت
میں میں مبتلا ہوں اور جس بلا میں مجھے
آسمان نے پھنسا دیا ہے۔ اس سے اگر
مجھے نجات دلانے والا کوئی ہے تو وہ تو ہے

آنیوالی عورت۔ مگر اس کا عملی ثبوت تم
بالکل خلاف کر رہی ہو۔ کیونکہ اگر ایسا
ہے تو تم مجھے اس وقت مجھے اپنے رونے
سبب بتا دوگی۔

پھول وتی۔ میرا اول تو میں رو رہی
تھی۔ اور اگر ایسا تھا اور تمھارے دل
میں یہی بات بیٹھی ہوئی ہے تو میں امید کرتی
ہوں کہ تم مجھے اس کے پوچھنے سے معاف
رکھوگی۔ ہاں میں تمھیں یہ ضرور یقین دلاتی
ہوں کہ میرا رونا اپنے پچھلے دکھڑے کی وجہ
سے نہ تھا۔ بلکہ یہ ایک تازہ مصیبت
ہے جس کا تم سے ذکر کرنا بالکل فضول ہے
کیونکہ میں جانتی ہوں۔ کہ بجائے نفع پہونچنے
کے مجھے اس معاملہ میں تم سے نقصان پہونچے گا

ہیرا - نہیں تم یہ ہرگز خیال نہ کرو اگر مجھے
تمھیں اس بارے میں کوئی نفع بھی نہ پہنچیگا
تو یہ بھی یقینی بات ہے کہ کوئی نقصان بھی
نہ ہوگا۔

پھول وتی - ہیرا میں سچ کہتی ہوں کہ
تم بھی اسی وقت مجھسے میرے برگشتہ مقدر
کی طرح خفا ہو جاؤگی میں پھر کہتی ہوں کہ مجھسے
کچھ بھی نہ پوچھو ۔

نہ پوچھو حال سوز دل کا کچھ بھی ہمدمو مجھسے
ابھی تم ہنس پڑو گے دیکھ لینا میرے شیون پر

ہیرا نے یہ سنکر بجائے اس کے کہ وہ خاموش
ہو جائے اور بھی زیادہ اصرار کرنا شروع کیا
اور آخر مجبور ہو کر پھول وتی نے اپنا حال
کہنا شروع کیا۔

پھول وتی - ہیرا تم جانتی ہو کہ میں
اپنے غم غلط کرنے کی بہت سی ترکیبیں کیا
کرتی ہوں اور ہر وقت یہ چاہتی ہوں کہ
کسی صورت سے میرا جی بہلا رہے - آج بھی
ایسا ہی معاملہ تھا - مگر افسوس مقدر نے میری
تدبیر کو الٹا کر کے دکھایا۔

ہیرا - میں چاہتی ہوں کہ تم آکدم مجھسے اپنا
تمام قصہ کہہ ڈالو۔

پھول وتی - آج بھی مالن معمول کے موافق
پھول لیکر آئی تھی - اور کسی آیاب گجرے
بھی تھے معمول کے موافق خوف کی وجہ

سے لے تو میں نے ضرور لئے تھے - جبر ہار
اور گجروں کا پہننا تو جیسا تھا - مگر میں
گلاب کا ایک پھول اچھال کر اپنا جی
بہلا رہی تھی - سڑک کی طرف کا دروازہ
کھلا ہوا تھا - اتنے میں میں نے دیکھا
کہ دو نوجوان - جن کی وضع قطع سے
مجھے یہ ضرور معلوم ہو گیا کہ وہ طوطا گڈھ
کے رہنے والے نہیں ہیں - نیچے سے
گذرے کہیں جا رہے ہیں - اتفاق وقت
سے اسوقت یہاں کوئی باندی وغیرہ تو تھی
نہیں - میں نے خود ہی چاہا کہ کواڑ اُبند
کر دوں - میں جلدی سے آگے بڑھی
مگر اس گھبراہٹ اور اضطراب میں
پھول میرے ہاتھ سے گر گیا - اور انھیں
میں سے ایک کے سر پر جا پڑا - مجھ
کمبخت کو بھی یہ سوجھی کہ دیکھوں ایا
اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے کواڑ بند کرنا بھول
گئی - اور نتیجہ کی منتظر رہی - ہائے بس
اور کیا ہوا - اب کیا کہوں جانے دو -

ہیرا - سمجھنے کے لیے تو میں یہ ضرور سمجھ
گئی کہ آگے کیا ہوا - مگر میں اسے صرف
تمھاری زبان سے سننا چاہتی ہوں -

پھول وتی - ہائے ہیرا تو مجھے مجبور
کرتی ہے اور مجھے شرم آتی ہے -

ہیرا - شرم کو تھوڑی دیر کے لئے تہ کر رکھو

شرم کے اور بہت سے موقع آئیں گے۔
پھول وتی۔ بہن تم نہیں مانتیں۔
ہیرا۔ میں ہرگز مان نہیں سکتی۔
پھول وتی۔ پھول کے سر پر پہونچتا ہی
نیچی شرمیلی نظریں اوپر اٹھیں۔ اور
دلدوز تیر کی طرح اپنا کام کر گئیں شرم
نے میرا دامن پکڑ کر کھینچ لیا۔ ورنہ سچ یہ
ہے کہ اُس وقت مجھے یہ خیال بھی نہ رہا
تھا کہ میں دروازہ بند کرنے کے لئے
بڑھی۔ میں نے دروازہ بند ضرور کر لیا
مگر کمبخت دل نے مجبور کر کے مجھے وہیں
کھڑا کئے رکھا۔ اور میں دروازوں سے
برابر دیکھتی رہی کہ دوسری طرف کیا
ہوگا۔ مگر میں جانتی ہوں کہ میرا غریب
دل بیکار نہیں گیا۔ اُس کا ساتھی آگے
بڑھا چلا گیا۔ اور وہ بھی پتھر در و دیوار کو
تکتا رہا۔ آخرکار میں نہیں کہہ سکتی کہ پھر کیا
ہوا۔ وہ بھی بیہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔
تھوڑی دیر کے بعد اس کا ساتھی پھر پلٹ کر
آیا اور اُسے اٹھایا۔ اور ایک طرف
کو لیکر چلا گیا۔ ہیرا جو کچھ اس کے سننے سے
تم نے نتیجہ نکالا ہوگا۔ اُسے میں سمجھ گئی۔ اور
اسی واسطے میرے خیال میں اب اسکا
دُھرانا بالکل بیکار۔ اور بے نتیجہ ہے۔
مگر مجھے تم سے یہ ضرور امید ہے کہ تم میری
آبرو۔ اور میری بیکسی کا خیال رکھو گی۔
اتنا کہہ کر پھول وتی کے آنسو نکل آئے
اور وہ بے اختیار ہو کر رونے لگی۔
ہیرا نے حکمت عملی سے پہلے تو بہت
کچھ سمجھا بجھا کر پھول وتی کو رونے سے
باز رکھا۔ اور جب اُسے یہ اطمینان ہو گیا کہ
اب اس کا دل ذرا ٹھکانے آگیا تو وہ کہنے لگی
ہیرا۔ تمھارے اس کہنے سے کہ ان دونوں
کی وضع قطع سے پتہ چلتا تھا کہ وہ یہاں
کے رہنے والے نہ تھے۔ میں اُن دونوں
کو سمجھ ضرور گئی ہوں۔ مگر یہ امید نہ رکھنا
کہ تم سے بھی کہہ دوں گی۔ مگر مجھے اسکے
متعلق تم سے صرف اتنا کہنا ہے کہ ہندو مان سنگھ
جو تم پر جان دیتا ہے۔ اور جس نے تمھارے
لئے اپنی جان تک کی پروا نہیں کی آخر وہ
اگر اس واقعہ کو سنے گا تو کیا کہے گا۔ مجھے
یہ معلوم ہے کہ تم اس کی محبت کی قدر نہیں
کرتی ہو۔ مگر کیا یہ ظلم بھی کرنا چاہئے کہ تم
اپنے نازوں کا پالا ہوا دل کسی اور کو
دیدو۔ یہ تو سراسر خلاف ہے۔ اول تو تم
انصاف سے دیکھو تو تم کو ہندو مان سنگھ
کسی طرح دنیا کے خوبصورتوں سے کم نہ
دکھائی دیگا۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص
دنیا بھر سے کہیں بہتر اور خوبصورت بھی ہو
مگر اپنے اوپر جان دے تو خود دیدی اور

تمام دنیا کو بھی اس کے اوپر ترجیح دینا نہ چاہیے۔ تیسرے یہ کہ تم جانتی ہو کہ اگر اس معاملہ کی ہنومان سنگھ کو کسی صورت سے خبر ہو گئی۔ تو وہ اگر اور کچھ بھی نہ کر سکے گا تو اپنی جان ضرور دے دیگا ؎

غیر سے بات بھی کی تم نے تو جاں کھو دیں گے
بات والے مری جان بات پہ مر جاتے ہیں

پھول وتی۔ خیر یہ اپنا اپنا خیال ہے میں تمھیں اس بارہ میں ملزم نہیں ٹھہرا سکتی مگر مشکل ہے کہ میں اپنے خیال کو تمھارے خیال سے بدل ڈالوں۔ اگر ایسا ہی میرا خیال تھا تو مجھ پر یہ ستم کیوں کیا جاتا جو تمھیں اچھی طرح معلوم ہے

ہیرا۔ خیر تم جانو۔ مگر اچھا ہوتا کہ تم ابھی سے اپنے خیال کو بدل ڈالتیں ورنہ ایک ایسا وقت ضرور آئے گا کہ تمھیں اپنا یہ خیال بدل دینا ہوگا ؎

سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار
اب مانو نہ مانو تم ہو مختار

چھٹا باب

ہنومان سنگھ اپنے خاص نشست گاہ کے کمرے میں بیٹھے ہوئے۔ کوئی کتاب پڑھ رہے تھے اتنے میں وہ چپراسی جو پہرہ پر تھا آپہونچا۔ با ادب سلام کر کے کہنے لگا کہ حضور آپ کا عیار بادری ناتھ آیا ہے کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ حاضری کی اجازت مانگتا ہے۔

ہنومان سنگھ۔ بلاؤ۔

چپراسی پلٹ گیا۔ اور فوراً ہی بجائے اس کے ایک کشیدہ قامت بڈھا آپہونچا دستور کے موافق سلام کر کے کچھ پوچھنے کا منتظر رہا۔

ہنومان سنگھ۔ کہو بادری ناتھ کیا کہنا ہے۔ امید ہے کہ اب تو تم نے مزاج میں بہت کچھ تبدیلی پیدا کر دی ہوگی۔ اور اب تو یقینی ہم اپنے مقصد میں جلد کامیاب ہوں گے۔

بادری ناتھ عیار۔ میں حضور سے عرض کرتا ہوا ڈرتا ہوں۔ مجھے خود افسوس ہے کہ میرے تمام کئے کرائے پر پانی پھر گیا اور ؎

ایک غم بھولا نہ تھا درد جگر پیدا ہوا
روز ہجراں کا ابھی سے ہم کو ڈر پیدا ہوا

ہنومان سنگھ (کچھ گھبرا کر) ہیں یہ کیا ہوا کچھ کہو تو سہی۔

عیار۔ حضور میں اتفاقیہ پھول وتی کے کمرے میں جا نکلا تھا۔ خیر معمول کے موافق اگرچہ اسے رنج و غم میں مبتلا پایا مگر جو نئی باتیں سننے میں آئیں

مین بہت ہی گھبرا گیا - کل جو مہمان آپکے
یہان آئے تھے وہ کون تھے -

ہنومان سنگھ - وہ کنور ہری سنگھ - اور اُنکا
عیار دلجیت سنگھ تھے - اچھا پھر -

بدری ناتھ - پھول دتی نے اُنھین
دیکھا - اور پھر آپ جانتے ہین کہ کیا نتیجہ
ہو سکتا تھا -

ہنومان سنگھ - تم صاف صاف بیان کرو -

بدری ناتھ - بس اُسی کا غم لگ گیا -
اور اُسی کے غم مین زار و نزار ہو رہی ہین
اور جہانتک مین نے دریافتون وغیرہ
سے معلوم کیا دوسری طرف بھی یہی
حال ہوا ہے -

ہنومان سنگھ - آف - ہاے - بدری ناتھ
یہ کیا سنا دی تم نے - افسوس آج میری
رہی سہی اُمیدین خاک مین مل گئین ؎

جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پر زار ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

ہاے اب میری زندگی کے لالے
پڑ گئے - میرا جینا دشوار ہو گیا - بے نیازی
ناز غمزہ سب کے ستم ناروا مین نے
سہہ لئے - مگر ؎

آتش رشک عدو خاک کریگی مجھکو
لاگ کی آگ بری ہوتی ہے جلنے کے لیے

بدری ناتھ - حضور ایسی ناامیدی
کی باتین کرنے لگے - یاد رہے کہ جب تک
بدری ناتھ کے دم مین دم ہے اُسوقت
تک دوسرے کی یہ مجال نہین ہے کہ اپنے
مقصد مین کامیاب ہو - اور ادھر آنکھ بھر کر
بھی دیکھ سکے - زمین و آسمان کے قلابے
ملا دونگا - اینٹ سے اینٹ بجا دونگا
مگر یہ ناممکن ہے کہ حضور کے دل پر
کوئی صدمہ پہونچنے دون -

ہنومان سنگھ - یہ سب صحیح ہے مجھے
تمھاری ذات سے ایسی بہت کچھ اُمیدین
ہین - اور ایسی ہی اُمیدین ہمیشہ اچھے
پرانے خادمون سے رکھنی چاہئیں مگر ؎

کیسا گلہ رقیب کا کیا طعن اقربا
تیرا ہی جی نہ ہو تو بہانے ہزار ہین

بدری ناتھ - نہین نہین حضور کو اسی
کی بابت اطمینان دلاتا ہون کہ دوسرے
کا خیال خود پھول دتی ہی کے دل مین
رہنے نہ پائیگا - آج ہی سے مین نے
اُس کی پرواز ڈالنی شروع کی ہے -
دوسرے یہ ہے کہ کسی کی مجال ہی کیا
ہے کہ وہ میرے ہوتے ہوئے اُسکی
طرف نگاہ ڈالے - اور آپ کے محل
تک پہونچ جائے - خط و کتابت تو کسی
کسی کو بات تک کرنے کی مہلت نہین
دیجا سکتی ہے -

بدری ناتھ یہ جملے ختم نہ کرنے پایا تھا
کہ ایک پادری آئی - اور اس نے
ہنومان سنگھ کو ایک کاغذ کا پرچہ دیا -
جس میں لکھا ہوا تھا -
بیٹا ہنومان سنگھ جہاں تک خیال
کیا جا سکتا ہے یہ پھول وتی کا آخری
وقت ہے - اور اب کوئی صورت ایسی
نہیں معلوم ہوتی کہ اس کو اس مرض سے
افاقہ ہو یہ تمھاری لائی ہوئی ہے تم بھی
اس کی محبت میں مٹے ہوئے ہو - لہذا تم
کو خبر کردی گئی - وہ قریب ایک
گھنٹہ سے بیہوش ہے - اور سکتہ کا عالم
ہے ہر چند ہوش میں آنے کی تدبیریں کی
گئیں مگر کچھ بھی نہ ہوا - تم جلد سے جلد آؤ
بیہوش ہو جانے کا واقعہ بھی تم سے سب
بیان کر دیا جائیگا - .... راقمہ
ہنومان سنگھ پہلے ہی سے ایک غم
جانگزا میں مبتلا ہو رہے تھے - اور غم
بھی یہی غم تھا جس کی خبر یہ افسوسناک
سنائی گئی اس واسطے وہ بیچارہ اس [illegible]
اور فوراً بدری ناتھ سے کہا کہ جلد چلو -
بدری ناتھ - حضور اپنا دل مطمئن رکھیں
گھبرائیں نہیں -
ہنومان سنگھ - (پرچہ دکھا کر) دیکھو - اب
بتاؤ اس حالت میں مجھے کیا خاک اطمینان
ہو سکتا ہے -
بدری ناتھ نے پرچہ پڑھا - اور چکر
میں آ گیا - مگر یہ سمجھ کر کہ یہ جو کچھ ہے عشق
کے جن کا فسانہ ہے - ہنومان سنگھ سے
کہہ دیا کہ چلئے دیکھئے اگر ایشور کو منظور
ہے تو ابھی ابھی آپ کے سامنے اسکی
حالت درست ہوئی جاتی ہے -
دونوں آئے اور راج محل کی طرف چلے گئے
اس مکان کی کیفیت سے ہم ناظرین
کو پہلے ہی مطلع کر چکے ہیں - اور امید ہے
کہ ناظرین نے اسے بھلا نہ دیا ہوگا تاہم
پھر یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ اس کی
چھت تمام ایک ہے اور ہر کسی کے
رہنے کے کمرے علیحدہ علیحدہ بنے ہوئے ہیں
اس لئے یہ دونوں بے تکلفانہ ایک
دوسرے کمرے کے زینے سے ہوتے ہوئے
پھول وتی کے کمرے میں پہونچ گئے -
اس وقت یہاں کا جو عالم ہے اس کا
بیان ہونا نہایت دشوار ہے - اور
جسقدر ہم بیان کر سکتے ہیں وہ منظر بھی
ایک نہایت دردانگیز ہے -
ایک مسہری پر نوجوان پھول وتی
بیہوش پڑی ہوئی ہے - اسکی زلفیں
جو سانپ بن بن کر ہنومان سنگھ کیا دنیا
کے دلوں کو ڈستی تھیں اس وقت

پریشان نظر آ رہی ہیں۔

اُس کے برگ گل کی طرح کے ہونٹ برگ سوسن کی طرح سے نیلے ہوئے ہیں۔ اُس کے پھول سے رخساروں کو غم کی لو نے اس وقت بالکل پژمردہ بنا رکھا ہے اُس کے ہاتھ پیر ایسے کمزور ہو رہے ہیں کہ جن کا بیان مشکل ہے۔ اُس کے چہرے سے غم کا عالم صاف صاف ظاہر ہوتا ہے اگرچہ اُس کے گرد اگرد عورتوں اور باندیوں کا ہجوم ہے کوئی لخلخہ لئے ہوئے ہے۔ کوئی عطر سنگھانے کے لئے تیار ہے کوئی اُس کے تلوے سہلا رہی ہے کوئی اس کے بازو کو کس کس کر رومال باندھ رہی ہے۔ کوئی اُسکے رخسار نازک کو انگلیوں سے ہلا کر پھول وتی۔ پھول وتی کہہ کہہ پکار رہی ہے۔ مگر سب بے فائدہ اور بے سود ہے۔ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہے اور اُسے معلوم نہیں کہ کوئی کیا کر رہا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ وہ اس وقت کسی کے ہنسنے اور رونے سے بے خبر ہے اور اُسے کچھ بھی پروا نہیں ہے۔

یہی عالم تھا کہ ہنومان سنگھ بھی اپنے عیار کے پہونچے۔ عورتوں کا ہجوم دیکھکر بدری ناتھ نے کہا کہ اس وقت سب یہاں سے ہٹ جائیں۔ کیونکہ اس فضول بھیڑ سے اور بھی مریضہ کو تکلیف پہونچتی ہے اور ہنومان سنگھ نے بھی اس خیال کی تائید کی۔

اب اس کمرہ میں سوائے خاص خاص آدمیوں کے اور کوئی نہ رہ گیا۔ ہنومان سنگھ ایک بڑھیا سے جو اسکی چچی ہے مخاطب ہوا۔ اور کہا کہ چاچی تمھارے پرچے سے مجھے صرف اس کے سخت مرض میں مبتلا ہونے کا ہی حال معلوم ہوا۔ مگر یہ نہ کھلا کہ کب اور کیوں اس کا ایسا حال ہوا۔

بڑھیا۔ کیا کہوں ایک عجیب بات ہے مجھے ایک باندی نے خبر دی کہ پھول وتی بلاپ پر لاپ کر رہی ہے۔ خیر یہ تو میں سمجھ گئی کہ جو خفقان اسے مدت سے سوار ہے اس وقت بھی اُسنے پریشان کر رکھا ہوگا۔ مگر پھر بھی میرے جی میں یہ آیا کہ میں چلکر اپنی آنکھ سے اسکی حالت کو دیکھ لوں۔ اُٹھی اور اُٹھکر اُس کے کمرہ تک آئی۔ مگر دروازہ بند تھا۔ مجبوری تھوڑی دیر کے لئے ایک جگہ خاموش چھپکر کھڑا ہونا پڑا۔ اور اسکی باتیں سننے لگی۔ اس کی زبان سے یہ کلمے نکل رہے تھے۔

اے میری خیالی پیاری تصویر کیوں مجھے دیوانہ بنائی ہے۔ تجھسے بار بار کیوں پوچھتی ہوں

کہہ چکی کہ جب تک میری جان میں جان ہے
سوائے تیرے دوسری صورت دیکھنا
پسند نہ کروں گی۔ میرا کچھ کہے۔ مگر میرا
جو ارادہ ہے اُسے ضرور پورا کرونگی
اور کچھ نہ ہوگا تو اپنی پیاری جان کو
تجھ پر فدا کر دوں گی۔

اسی قسم کی بہت سی باتیں کہ جو مجھے
اچھی طرح اب یاد بھی نہیں رہیں اسکی
زبان سے نکلیں اور یہ برابر روتی رہی
آخرکار یہ ایک دم غاش ہوئی۔ اور
پھر میرے آوازیں دینے پر بھی دروازہ
نہ کھولا مجھے قطعی یہ یقین ہو گیا کہ اسکی
زندگی کا چراغ گل ہو گیا اور یہ ہمیشہ
کے لئے دنیا کو خیرباد کہہ گئی۔

میں نے ہزار ہزار تدبیر کر کے دروازہ
کھولا۔ اندر آ کر دیکھا تو اُسکی جان
تو البتہ بچی ہوئی تھی مگر بیہوش ایسی تھی
جیسی کہ اب تک ہے۔

پادری ناتھ۔ ہمارا تو جیا ہنومان سنگھ
کی بچی کو کہا گیا۔ بہتر ہے کہ آپ بھی
اس وقت کمرے سے چلی جائیے۔ اور میری
تکلیف دہی کی جرأت کی مجھے معافی دیجئے

بڑھیا۔ کیوں اس سے کیا ہوگا۔

پادری ناتھ۔ دیکھئے میں ایک تدبیر
کرتا ہوں ممکن ہے کہ اس سے اس کی
جان بچ جائے ورنہ جہانتک میرا خیال
ہے۔ یہ عشق بہت سخت ہے اور اس
سے اُس کی جان جانے کا اندیشہ ہے۔

بڑھیا۔ خیر اگر یہ ہے تو میں جاتی ہوں
یہ کہہ کر ہنومان سنگھ کی بچی کمرے سے نکل گئیں
اسکے بعد عیار ہنومان سنگھ سے مخاطب
ہوا۔ اور بولا کہ حضور میں آپ سے بھی
یہی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جب تک کہ
میں نہ بلاؤں آپ بھی نہ آیئے۔

ہنومان سنگھ۔ آخر بتاؤ تو سہی کہ تم
کیا تدبیر کرو گے۔

عیار۔ یہ وقت بتانے کا نہیں کیونکہ
اس وقت دیر میں اندھیر نظر آتا ہے
اگر کچھ بھی غفلت کی گئی تو نتیجہ خراب
نکلے گا۔ بہرصورت میں تدبیر بہت
معقول کروں گا اور وہ بھی آپ پر ظاہر
ہو جاویگی۔ مگر میں اسکے ہوش میں آجانے
پر آپ سے انعام ضرور لوں گا کیونکہ جیسا
یہ سخت مرض ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔

ہنومان سنگھ۔ یہ سب کچھ ہو جائے گا
کسی صورت سے اس کی جان بچ جائے

اتنا کہنے کے بعد ہنومان سنگھ بھی
کمرے سے نکل گیا۔ اور وہاں یہاں صرف
پادری ناتھ عیار رہ گیا۔ اور اُس نے
حسب ذیل کارروائیاں کیں۔

فوراً اپنا لباس بدل ڈالا۔ مردانہ صورت سے زنانہ صورت میں آیا۔ اور ایک طاق سے قلمدان اٹھا کر ایک کورے کاغذ پر کچھ لکھا۔ اور اُسے لفافہ میں بند کرکے پتہ پر پھول وتی کا نام لکھکر پھول وتی کی مسہری کے پاس آیا۔ شانہ پکڑکر ہلایا مگر تو بیچاری غریب پھول وتی اسقدر بیہوش تھی کہ اگر اُس کا کوئی عضو بھی کاٹ ڈالا جاتا تو یقینی اُسے خبر نہ ہوسکتی تھی۔

عیار نے جب دیکھا کہ اب یوں کام نہیں بنتا تو وہ پھول وتی کے کان کی طرف اپنا منہ لے گیا اور بولا۔

پھول وتی مجھے فرصت بہت کم ہے یہ اپنا خط لے لو۔ مجھے جواب لکھدو پھر تم بے ہوش ہوجانا۔ یا کچھ کرنا۔ اتنا میں بتائے دیتی ہوں کہ یہ اُسی کا خط ہے جس کی خاطر تمھاری جان پر بنی ہوئی ہے۔ بدری ناتھ عیار یہ کہکر سر اٹھانے والا تھا کہ پھول وتی نے آنکھیں کھولیں اور بھوچکا متحیر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اور خدا جانے ان الفاظ میں کیا جادو بھرا ہوا تھا کہ اُس کی زبان بھی کھل گئی۔ اور اُسنے کہا۔ تم ابھی ابھی کیا کہہ رہی تھیں۔ لاؤ خط میرے حوالے کرو۔ لاؤ جلد لاؤ۔ ایسا نہ ہو کوئی آجائے۔

عیار۔ ہاں ہاں میں بھی تم کو اپنا قول سچ کرکے دکھاتی ہوں مگر تم اپنی حالت درست کرلو۔

پھول وتی۔ میری حالت بہت اچھی ہے

عیار۔ تو تم اُٹھ بیٹھو۔

پھول وتی میں اگرچہ طاقت نہ تھی مگر وہ اٹھی۔ عیار نے بھی زیادہ کچھ پریشان نہ کرنا چاہا اور یہ بھی وہ سمجھ گیا کہ اگر اسوقت میں نے تغافل کیا تو یہ یقین ہے کہ اُسکا دم نکل جائے گا۔ اور پھر بہتیرا لاکھ تدبیر کروں گا۔ مگر کچھ بھی نہ ہوسکے گا۔ ایسی ایسی باتیں سوچ کر اُس نے خط نکالا۔ اور پھول وتی کے حوالے کردیا۔ اشتیاق کا بُرا ہو کہ پھول وتی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً اُسے پڑھنا شروع کیا۔ مگر پڑھتے پڑھتے اُس کا چہرہ کھل گیا۔ کیونکہ اس مصنوعی خط میں بہت سی ایسی باتیں لکھی ہوئی تھیں جس سے پھول وتی کو یقین ہوگیا کہ اُس کا جذب دل بیکار نہیں گیا ہے اور دوسری طرف بھی اتنی ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ آگ لگی ہوئی ہے جب اُسے خط پڑھنے کی محویت سے ذرا فرصت ملی۔ تو اُس نے نقلی قاصد یعنی عیار سے جسے وہ اپنا کسی ہمجولی نہ پہچان سکی تھی [illegible] سے پوچھا۔

کیا تمھارا نام پتّا ہے۔
عیار۔ جی ہاں میرا نام پتّا ہے۔
پھول وتی۔ پیاری پتّا اس خط سے
مجھے سب باتیں ظاہر ہو گئیں۔ مگر ہائے
یہ اب تک پتہ نہ چلا کہ تم کہاں سے آئیں
اور جب انھیں بغیر میرے دیکھے آن پانی
حرام ہے تو پھر وہ طوطا گڈھ سے چلے
کیوں گئے اور دو چار دن رہتے۔ ہائے
کیا یہ پھر وہی انھیں نہ بیاہتی ہرگز نہیں
پتّا۔ ذرا خط کو سمجھ کر پڑھیے۔
پھول وتی۔ سمجھنے کی تو اس میں کوئی
بات نہیں ہے۔ جو کچھ لکھا ہے وہ
صاف صاف ہے۔ لو سنو جہاں کوئی
ایسی بات ہو جو میں نہ سمجھی ہوں وہ تم
مجھے سمجھا دینا۔

(مضمون خط)

پیاری۔ میں حیران ہوں کہ تمھیں
کیا لکھوں۔ مجھے یہی ڈر ہے کہ کہیں تم
پیاری کے لکھنے ہی سے خفا نہ ہو جاؤ
کیونکہ مجھے ابھی اس کا بھی کوئی حق
نہیں ہے۔ خیر دل نے پریشان کر رکھا
ہے اس سے مجبور ہوں۔ ہو سکے تو تم
مجھے معاف کر دینا۔ در حقیقت یہ ہے کہ
میں اپنی جرأت کے سبب سے سزا کا
مستحق ہوں۔ مجھے ضرورت نے مجبور رکھا۔
تو وہاں سے چلا آیا۔
پتّا۔ دیکھو تم کہتی ہو کہ چلے کیوں گئے
اس کا یہ جواب ہے کہ ضرورت نے مجبور
کیا اچھا اور پڑھو۔

مضمون

میں مصلحت کی وجہ سے ابھی تک اپنا
نام و مقام اس میں لکھنا مناسب نہیں
سمجھتا۔ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ یہ خط
کسی دشمن کے ہاتھ پڑ جائے اور تمھارے
اوپر میری خاطر مصیبت آئے۔ تم پتّا سے
پوچھ لینا جواب دے دیگی۔ مگر تم اسکا
جواب جلد سے جلد بھیج دینا۔ یہ سمجھ لینا
کہ جس وقت تک تمھاری چٹھی مجھے
نہ ملے گی اس وقت تک مجھے کسی صورت
سے چین نہیں آئے گا۔ اور سہ

ترا پرچہ اگر آتا رہے گا
ترے پرچہ سے دل پرچا رہیگا

پتّا۔ تمام باتیں تو صاف صاف لکھدی
گئی ہیں پھر اور کیا پوچھتی ہو۔ نام و مقام
مجھ سے پوچھو۔
پھول وتی۔ میرے ہوش و حواس
ٹھکانے نہیں ہیں۔ تم خود ہی بتاؤ۔
پتّا۔ وہ موتی گڈھ کے راجہ کے لڑکے
ہیں۔ ظالم سنگھ نام ہے۔ در اصل میں
کہتے ہوئے ذرا اوچھی ہوتی ہوں۔

پھول وتی - نہیں تمہیں کہو -
پنّا - پیاری پھول وتی جہاں تک میرا
خیال ہے تم اُن کی محبت کا کچھ بھی پھل
نہ پاؤگی کیونکہ جیسا اُن کا نام ظالم
ہے اسیقدر یہ خود بھی ظالم ہیں -
پھول وتی - ہوں - مجھے اس سے غرض نہیں
پنّا - دراصل مجھے تمھارے اوپر ترس
آتا ہے اول تو یہ معاملہ اتنا نازک ہے
کہ اگر ذرا بھی ہنومان سنگھ کو خبر ہوجائیگی
تو تمھاری اور میری جان پہ بن جائیگی
دوسرے اگرچہ میں مجبور حکم کی تعمیل
کے لئے حاضر ہوگئی مگر جی نہیں چاہتا
کہ ایسے بے محبت آدمی کے عشق میں
کسی دوسرے کو مبتلا کروں -
پھول وتی - پنّا تم بھی کچھ اچھی آدمی
نہیں ہو - جن کی تم نوکر ہو انہی کی
برائیاں کرتی ہو -
پنّا - آپ کی سمجھ میں نہیں آتا تو خیر جانے
دیجئے - مجھے اس کا جواب دیا کیجئے -
پھول وتی میں اس کا جواب اس وقت
کچھ بھی نہیں لکھ سکتی - بہتر ہے کہ تم کسی
دوسرے وقت آنا - یہ کہہ کر پھول وتی
خاموش ہوگئی - اور طرح طرح کے خیالات
نے آکے گھیر لیا - پنّا - یعنی ہنومان سنگھ
کے عیار نے بہت کوشش کی مگر اُسے
ایک حرف بھی نہ لکھا -

ساتواں باب

ناظرین کو یہ بات تو ابھی اچھی طرح
یاد ہوگی کہ یہ پنّا ہنومان سنگھ کا عیار
بدری ناتھ ہے اور اس وقت یہ صرف
پھول وتی کو ہوش میں لانے کے لئے
آیا تھا - اور خط وغیرہ کی جو ترکیبیں کہ
اس نے کیں وہ سب اسی وجہ سے کیں -
جب پھول وتی ہوش میں آگئی -
اور اسے خط وغیرہ لکھکر نہ دیا تو یہ
مجبور ہوکر اٹھا - اور لگا ہنومان سنگھ کو بلایا
ہنومان سنگھ - کیا وہ ترکیب جو تمنے
کی مجھے سنا سکتے ہو -
بدری ناتھ - سب کچھ آپ سے عرض
کردونگا - اس وقت تو آپ صرف
دو باتیں کیجئے ایک یہ کہ مجھے انعام دیجئے
دوسرے آپ کو جو کچھ پھول وتی سے
کہنا سننا ہو وہ کہہ لیجئے -
آخر ہنومان سنگھ یہ سنکر پھول وتی
کے پاس چلے - ادھر اس نے اپنا لباس
اور اپنی شکل کو تبدیل کرنا شروع کیا
اور تھوڑی ہی دیر میں وہ پہلی سی صورت
بن گیا - ادھر پھول وتی کے کمرہ میں پہنچا ہوگا -

اگرچہ ہمیں ابھی یہ بات ظاہر کر دینی چاہیے
کہ آخر ہیرا کی صورت اس نے کیوں بنائی
اور ہیرا یعنی پھول وتی کی وہ سہیلی جس نے
اسے فراز و نشیب کی باتیں سمجھائی تھیں
اور ہیری سنگھ اور ہنومان سنگھ کی محبت
کے نتیجے سے پھول وتی کو آگاہ کیا تھا۔
اور دونوں کی ہر بات کو مقابلتاً بتایا تھا
کہاں گئی جو اس عیار نے اسکی صورت بنائی
مگر پھر بھی ہم اس بات کے واقعات
کو چھوڑ کر دوسرا ذکر ابھی چھیڑنا نہیں
چاہتے اور کچھ دیر کے لئے معاملہ کو یوں ہی
گول مال میں رکھتے ہیں۔ آگے چلکر موقع
بموقع سب بتا دیا جائے گا۔

اس وقت ہم کو یہ کہنا ہے کہ نقلی ہیرا
یعنی ہیری ناتھ عیار کے جاتے ہی
ہنومان سنگھ کے آجانے سے پھول وتی
اک دم گھبرا اٹھی اور وہ سوچنے لگی کہ
ایسا نہ ہو کہ بنا بنایا کھیل ہی بگڑ گیا ہو اور اس کا
خط لانا اور بھیجنا بھی پر ظاہر ہو گیا ہو۔ وہ
اگرچہ بہت [illegible] مگر اتنا اچھا ہوا
کہ اس کے اسقدر [illegible] جانے کی وجہ
سے بالکل سکوت کا عالم ہو گیا۔ اور وہ
کچھ بول نہ سکی جس سے ہنومان سنگھ ہی کو
یہ خاموشی کا [illegible] پڑا
اور وہ بولا۔

تمھارا مزاج اب کیسا ہے۔ اور
یہ تمھیں یکایک کیا ہو گیا تھا کہ تم بیہوش ہو گئیں
پھول وتی ہنومان سنگھ کی صورت
سے جیسی بیزار تھی اس کا حال ابھی تک
ناظرین پر ظاہر نہیں ہے نہ یہ معلوم ہے
کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ اور پھول وتی
کون ہے۔ مگر جہاں اور بہت سی باتیں
ابھی اخفا میں ہیں اسی طرح اس بھید
کو بھی ہم چھپانا ہی مناسب سمجھتے ہیں
موقع پر خود ہی ناظرین کو معلوم ہو جائیگا۔
چنانچہ اس کی بددلی اور نفرت
نے اس وقت بھی کوئی جواب نہ دینے
دیا۔ اور وہ ہنومان سنگھ سے کچھ بھی نہ بولی
مگر ایک حکیم کا مقولہ ہے ؎

قرار در کف آزادگاں نگیرد مال
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

ہنومان سنگھ نے دوبارہ سوال کیا
مگر دوسری دفعہ بھی کوئی جواب نہ ملا۔
اور جب اسے برخاست کا مضمون رہا تو
اسے خواہ مخواہ سختی کا لہجہ اختیار کرنا پڑا
اور بولا۔

پیاری پھول وتی میرا کہنا مانو دیکھو
سمجھو کہ جو کچھ ہوا تھا وہ ہو چکا [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible]

جان جاتی رہے۔ مگر یہاں تو مضمون
دوسرا ہے۔ میں مروں گا۔ اور ضرور
مروں گا۔ خوشی سے مروں گا۔ مگر یہ یاد رہے
کہ دشمنوں کے خوش ہونے کے واسطے تمہیں
کبھی دنیا میں نہ چھوڑ جاؤں گا۔

پھول وتی۔ میں صرف یہ کہکر خاموش
ہوئی جاتی ہوں ؎

کسی مرتے کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اسکو گر مارا تو کیا مارا

مہوان سنگھ۔ صرف یہ جواب دینے
سے کام نہیں چل سکتا ؎

لگانا ہم سے دل کو اور الگ بچکر نکل جاتا
ترے دامن سے لیتا ہے میں بدلہ گریباں کا

پھول وتی۔ مجھسے کوئی کیا بدلہ لے گا
ایک میری جان ہے سو اسکو میں اپنی
نہیں سمجھتی ہوں جو چاہے مجھسے لے سکتا
ہے مگر ہاں اگر دنیا میں تو مارنے والے
کا بہادر دل تو ضرور داد دے گا کہ
شاباش مردوں کا یہی کام ہے کہ ایک
بیکس بے بس عورت کو جسکا کوئی
حامی [illegible] نہ ہو مارا۔

مہوان سنگھ۔ افسوس [illegible]
[illegible] باتیں کرتا ہوں [illegible]
[illegible] اچھا [illegible]
[illegible]

اور پوچھتا ہوں کہ آخر میں نے ایسا کونسا
زبردست قصور کیا ہے جس کے عوض میں
مجھے یہ بھی نہیں بتایا جاتا۔ کہ اس سخت
علالت کی وجہ کیا ہے اگر میں مجرم ہوں تو
دوسرے معاملات میں ہوں۔

پھول وتی۔ خیر یہ ذکر چھوڑیئے۔ سنئے
میرے رنج و غم کا تو جو کچھ سبب ہے وہ
آپ کو معلوم ہی ہے۔ اسوقت بھی ؎

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

میری طبیعت خود بخود گھبرائی۔ اور
پھر ہر چند میں نے ضبط کیا اور خود کو سنبھالا
مگر سنبھل نہ سکی اور آخر غم نے اپنا کام
کر لیا میں بیہوش ہو گئی۔

مہوان سنگھ۔ خیر اور کیا کہوں خدا
کرے [illegible]

پھول وتی۔ خیر اگر آپ کو یہی خیال
ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ تو [illegible]
اب [illegible] جھوٹ ہو جائے۔

مہوان سنگھ [illegible] اور بہت
سی ایسی باتیں پیدا ہوتی ہیں کہ اگر پھول وتی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] پھول وتی

کو دیکھتا ہوا چلا گیا اور اپنے خاص
کمرے میں بیٹھنے لگا۔
وہ اُسے غیر کو لکھا جو جس نے اُسکو لکھا تھا
دل بیتاب یہ ہے فائدہ مضموں طرازی کا

آٹھواں باب

سہوبان سنگھ کو کمرے میں بیٹھے ہوئے
اسی طرح کے خیالات نے کچھ دیر تک
گھیرے رکھا۔ اور اُس کے آنسو بھی
نکلتے رہے۔ بیخودی کی حالت میں بھی
کچھ اُس نے کہا جس کا ذکر ہم محض فضول
اور بیکار سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور واقعات
لکھے دیتے ہیں۔

یہ انھیں خیالوں میں غرق تھا کہ
بدری ناتھ عیار پہونچا۔ اور جاتے ہی
اُس نے سلام کر کے سہوبان سنگھ سے
کہا کہ مہاراج جب تک آپ کا داس
بدری ناتھ زندہ ہے اُس وقت تک
آپ کو اسقدر گھبرانے فکر کی ضرورت
نہیں ہے

سہوبان سنگھ۔ بدری ناتھ یہ معلوم
ہے کہ تو صرف میرا نوکر ہی نہیں ہے بلکہ
میں تجھے اپنا ایک بڑا ہمدرد اور شفیق اور
غمگسار بھی جانتا ہوں مگر میں اپنے دل
سے مجبور ہوں جو یہ سب باتیں مجھ سے
ظہور میں آتی ہیں۔

بدری ناتھ۔ پھر بھی آپکو صبر کرنا پڑیگا

تاب لاتے ہی بنے گی غالب
واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

سہوبان سنگھ۔ خیر اگرچہ یہ امر میرے لئے
انتہا سے زیادہ دشوار ہے۔ مگر میں تیری
نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کرونگا
اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے پھول وتی
کی بیہوشی کو کیونکر دفع کیا۔

بدری ناتھ۔ خیر حکم کی تعمیل ضرور کرتا
ہوں اور آپ کو بتاتا ہوں مگر شاید یہ
بات بھی آپ کے لئے رنج دہ ثابت ہوگی
میں نے یہ سوچا کہ بیہوشی کے دور
ہونے کی کوئی ترکیب مہارانی جی نے
اُٹھا نہ رکھی ہوگی اس لئے میرا اب پھر
انھیں ترکیبوں کو دہرانا بیکار ہے مجھے
کوئی نئی تدبیر کرنی چاہیئے سوچتے سوچتے
میں نے سوچا کہ ہری سنگھ کے نام کا ایک
خط اُس کو دینا چاہیئے اس سے دو
فائدے ہوں گے۔ ایک یہ کہ اس کے
یک دم بیہوش ہو جانے کا سبب
بہ آسانی سمجھ میں آجائے گا یعنی اگر میں
دیکھوں گا کہ خط کو دیکھکر ہوش میں آجاتی
اور اُس کا چہرہ بحال ہو جائیگا تو میں

سمجھ لوں گا کہ اس کے سوائے اور کوئی
وجہ نہیں ہے ہنومان سنگھ سے اس کی
طبیعت بیزار ہے اور کنور ہری سنگھ کی
خیالی صورت اس کے دل میں اپنا گھر
بنائے ہوئے ہے۔

ما سوا اس کے دوسرا فایدہ یہ دیکھا
کہ اگر ایسا ہوا تو یہ فوراً اپنے دل کی باتیں
جنھیں یہ آیندہ کے لئے اپنے واسطے
مفید سمجھتی ہے مجھے بتا دے گی اور میں
ابھی سے ان کے دفعیہ کی تدبیریں کرنے
لگوں گا۔ مگر اس بات میں مجھے ایک
گہرا نقصان بھی نظر آیا۔ یہ کہ اگر ہری سنگھ
کا نام اور پتہ اسے بتا دیا گیا تو بہت
ممکن ہے کہ موقع پا کر یہ ہمارا گڈھ
کا راستہ لے۔ اس لئے میں نے اس
سے بھی گریز کیا۔ نام و مقام کو بالکل بدل کر
لکھا۔ اور لفافہ بنا کر میں اس کے پاس
پہونچ گیا۔ میری تدبیر بہت کارگر ہوئی
اسے ہوش آ گیا۔ اور وہ پڑھنے میں
کچھ ایسی محو ہوئی کہ اس نے مجھسے
کوئی بھی ایسی بات نہ پوچھی جس کا مجھے
پہلے سے اندیشہ تھا۔ میں نے کرودھ مقام
بتا یا تھا۔ اور نظام سنگھ میں نے اس کا
نام بتا یا تھا جس پر صرف ایک دفعہ کے
دیکھنے سے اس کی جان جاتی ہے۔ مگر
وہ اپنے خیالات میں ایسی پکی ہے کہ
اس نے مجھے کسی بات پر بھی نہ ٹوکا۔ اور
سب کو قبول کر لیا۔ وہ اس وقت تک
اپنے خیال پر قائم ہے۔ چنانچہ ایک اور
ترکیب میں نے اسکو نفرت دلانے کی
یہ کی تھی کہ اس سے ہری سنگھ عرف نظام سنگھ
کی برائیاں کی تھیں۔ مگر اس پر وہ
بگڑ گئی اور کہنے لگی کہ افسوس ہے تم انھیں
کی نوکر ہو اور انھیں کی برائیاں کرتی ہو
ایسا تمھیں زیبا نہیں ہے۔ خیر میں نے
جوں توں کر کے اس بات کو ٹال دیا۔

یہاں تک مجھے اس کے خیالات کا تو
خوب اندازہ ہو گیا۔ اور اس کے دل
کا حال میں اچھی طرح معلوم کر چکا مگر اس پر
بھی مجھے چین نہ آیا۔ اور میں نے چاہا
کہ ایک خط بھی اس کے ہاتھ سے خط
کے جواب میں لکھوا لوں۔ تاکہ آیندہ
کام آئے۔ مگر معلوم نہیں کیا سمجھ کر وہ
کسی طرح اس پر راضی نہ ہوئی اور کوئی چٹھی
اپنے ہاتھ سے لکھ کر مجھے نہیں دی مجبور
ہو کر میں چلا آیا اور آپ کو آ کر خبر دی۔
بس واقعات اور حالات تو یہ تھے اب
آپ کا جو کچھ جی چاہے وہ تدبیر کیجئے۔
ہنومان سنگھ۔ تم سے بہتر تدبیر کیا
سوچ سکتا ہوں تم جیسا کہو۔

بدری ناتھ۔ میں یہ بھی کسی طرح مناسب
نہیں سمجھتا ہوں کہ ہری سنگھ کو آپ کچھ لکھیں۔
ہنومان سنگھ۔ کیوں۔
بدری ناتھ۔ اس میں بڑے نقصان
پیدا ہوں گے۔ بڑا نقصان تو یہ ہے کہ
آیندہ وہ جو کچھ اسکے متعلق کوئی کارروائی
کریں گے وہ نہایت احتیاط کے ساتھ
کی جائے گی۔ دوسرے یہ کہ وہ جواب
دے سکتے ہیں کہ آپ خواہ مخواہ الزام لگاتے
ہیں تیسرے یہ کہ اس کے بعد پھر انھیں
کبھی ضد ہو جائے گی کہ جب ہم کو بدنام کیا
ہے تو ہم بھی اب ایسا کیوں نہ کریں۔
چوتھے یہ کہ آپ کے اُن سے معمولی دوستانہ
تعلقات نہیں ہیں۔ بلکہ بہت دنوں
سے ایک گہرا تعلق چلا آتا ہے۔
ہنومان سنگھ۔ یہ سب کچھ صحیح ہے
مگر اب آخر اس کا علاج بھی تو ہونا چاہیے
بدری ناتھ۔ علاج تو میں نے کر ہی
دیا ہے کہ اُس کو پتہ اور نشان غلط بتا دیا
ہے پھر یہ کہ آپ کو معلوم ہی ہے کہ میں
ہمیشہ پھول وتی کے پاس رہتا ہوں۔
یقینی ہر وقت میں اُس کے خیالات کو
بدلتا رہوں گا۔ اور کبھی نہ کبھی وہ مجبور
ہو کر ان باتوں کو چھوڑ ہی دے گی۔
ہنومان سنگھ۔ مگر میرے دل کو ان
باتوں سے تسکین ہونا ناممکن ہے۔
بدری ناتھ۔ پھر آپ جو کچھ فرمائیں وہ
کیا جائے فرمایئے میں کیا کروں۔
ہنومان سنگھ۔ اچھا دیکھو میں کوئی
معقول رائے بتاؤں گا۔ مگر بدری ناتھ
میں تم سے بارہا کہہ بھی چکا ہوں اور پھر
بھی کہے دیتا ہوں کہ اگر پھول وتی
نہ ہوگی تو ساتھ ہی میری جان بھی نہ ہوگی۔
بدری ناتھ۔ خیر آپ ایسے خیال
نہ کیجیے اور ہمت نہ ہاریے۔ اچھا اب
میں اپنی نوکری پر جاتا ہوں ذرا ذرا سی
بات سے آپ کو ہمیشہ مطلع کرتا رہوں گا

بدری ناتھ کی دو باتیں اسوقت
تک ناظرین نہ سمجھ سکے ہوں گے۔ ایک
یہ کہ اُس نے کہا تھا کہ میں ہر وقت
پھول وتی کے پاس رہتا ہی ہوں۔ دوسرے
یہ کہ اُس نے اپنی نوکری کا بھی ذکر کیا
اس کی نوکری کیا ہے۔

ہم ان دونوں باتوں کا تذکرہ اسی
وقت کیے دیتے ہیں میرا جسے پھول وتی
سے باتیں کرتے ہوئے آپ نے سُنا ہے
وہ دراصل یہی عیار ہے جو ہر وقت
ہنومان سنگھ کے حکم کے بموجب اُسکے
پاس رہتا ہے۔ اور پھول وتی کو اُسکی
طرف سے صاف رکھنے کی کوشش کیا

کرتا ہے - یہ بات پھر بھی تشریح طلب
رہتی ہے کہ پھول وتی دراصل کون ہے
اور ہنومان سنگھ سے اسقدر نفرت کی
وجہ کیا ہے - یہ بات کسی اور جگہ ظاہر
ہو جائے گی -

باری تا نصف [illegible] چلا گیا - اور ہنومان سنگھ
دیر تک بدستور اپنے خبط کی باتیں کرتا رہا
اور آخر وہ بھی کسی کام کے لئے چلا گیا -

نواں باب

کنور ہری سنگھ کی حالت ایک
ہی دن میں کچھ سے کچھ ہو گئی - ان کا چہرا
برسوں کے بیمار کی طرح اتر گیا - جوں توں
کرکے وہ راج گڑھ پہونچ تو ضرور گئے
مگر راج گڑھ پہونچ کر اور رنجیت سنگھ
سے جدا ہو کر ان کی حالت بہت ہی
خراب ہو گئی - وہ شام ہی سے منہ لپیٹ کر
پڑ رہے اور کسی کے کچھ پوچھنے پر انھوں
نے بیماری کا حیلہ حوالہ کر دیا - نہ کچھ
کھایا نہ کسی سے کلام کیا - [illegible]
جسے اصلی حالت میں آنکھوں سے [illegible]
دیکھا تھا ان کے سامنے گھڑی گھڑی آتی
اور انھیں اپنے حسن و دلکشی کی طرف
متوجہ کرتی رہتی - وہ جیسا [illegible]
رہے دیوانہ وار بیقرار رہے - اور جب
اتفاق سے انھیں نیند آگئی تو بھی خواب
میں وہی نازنین ناز و انداز کے ساتھ
ان کے دل سے کاہ و کہربا آہن و مقناطیس
کا کام کرتی رہی - وہ خواب میں اس سے
اپنے دل کی سب تمناؤں کا اظہار کرتے
رہے اور بار بار روتے رہے ان کے
اوپر یہ رات اسی قدر سخت گذری
جس طرح ایک عاشق صادق کو شب فراق
گذرنی چاہئے - رنجیت سنگھ جو ہمیشہ
ان کے پاس رہتے تھے دوپہروں رات
تک ادھر ادھر کی باتیں کرکے انکا دل
بہلایا کرتے تھے ان کے کرب و اضطراب
کو دیکھتے رہے - اور اصلی وجہ کو سمجھ کر
ٹالنے کی غرض سے بہت سی باتوں
میں لگانا چاہا - مگر ناکام رہے آخر وہ
بھی سو گئے - اور ان کی بھی صبح کو اس
وقت آنکھ کھلی جب ہری سنگھ بیقراری
کے ساتھ درد انگیز اشعار پڑھ رہے
تھے - آخر وہ اٹھے اور [illegible] سے کہنے لگے -

پیارے سے کیا عشق و محبت کے افسانے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

آپ کی جو حالت ہو گئی وہ کہیں برسون مین ہوا کرتی ہے - مین نہایت عاجزی کے ساتھ ادب سے آپ کو اتنا سمجھاتا ہون - کہ ذرا ضبط اور صبر سے کام لیجیے اگر یہ راز کھل گیا تو مین اور آپ دونون بدنام ہو جائین گے - اور پھر یہ بدنامی کا داغ چھڑائے سے بھی نہ چھوٹے گا آپ اگر میری غرض کے موافق عمل نہین کر سکتے اور اس خیال کو جو نقش کالحجر ہو کر آپ کے دل مین بیٹھا ہے دور نہین کر سکتے تو اس شعر کو ضرور مد نظر رکھیے کہ ؎

بہ مطلب میرسد جویائے کام آہستہ آہستہ
ز دریا میکشد صیاد دام آہستہ آہستہ

ہری سنگھ اول تو دلجیت سنگھ کی باتون کو سنکر خاموش رہے - مگر جب دلجیت کی باتون کا سلسلہ ختم ہی ہوا - اور وہ سمجھ چکے کہ بغیر جواب دیئے پیچھا چھوٹنا محال ہے تو کہنے لگے - ؎

درد بے درد کی بلا جانے
جسپہ گذری ہو وہ کیا جانے

دلجیت سنگھ کوئی کسی کا کیسا ہی رفیق اور غمگسار ہو کسی کو کیسا ہی کسی کی عزت و آبرو کا خیال کیون نہ ہو - مگر پھر بھی اپنی ذات کے لئے کوئی شخص ذلت و خواری کو پسند نہین کر سکتا - اسی طرح مجھے لیجیے کہ مین ہرگز نہین چاہتا کہ تم مجھے سمجھاؤ اور مین ٹھنڈے دل سے اُسے سنون - مگر ایک نشتر ہے جو بار بار دل مین چبھتا ہے اور مجھے اس حال پر رہنے کے لئے مجبور کرتا ہے - پھر بھی مین یہ نہین چاہتا کہ تم میرے واسطے کسی قسم کی کوئی تکلیف اٹھاؤ -

دلجیت سنگھ - خیر آپ کا یہ خیال ہے تو ہوا کرے مگر مین یہ ضرور کہہ سکتا ہون کہ جب تک دلجیت سنگھ کی جان مین جان ہے اس وقت تک وہ ہر کام کے لئے خوشی سے آمادہ اور مستعد ہے -

دلجیت سنگھ نے یہ کہہ کر گفتگو کا سلسلہ دوسری طرف پھیرنا چاہا - اور اسی لئے اُس کاغذ کا ذکر چھیڑ دیا جو تکیہ کے نیچے سے پا گیا تھا - کہنے لگے کہ اگرچہ وقت گذر گیا اور مین نے بہت کچھ سوچنے کے بعد اپنے دل مین سمجھ لیا کہ کسی نے مذاق کیا ہے - مگر اب تک ایک کھٹک سی دل مین باقی ہے کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے -

ہری سنگھ - اس کا خیال مجھے بھی تم سے کم نہین ہے - مین نہین جانتا کہ یہ عمل کس نے کیا - مگر اتنا جانتا ہون

کہ مجھے اس تکیہ کے نیچے سے ملا۔ یہ کہکر
اُنھون نے اس تکیہ کو اُٹھا لیا پھر تو شُد
دو شُد کا معاملہ ہوا۔ یعنی ایک بند لفافہ
ملا۔ جسے دیکھکر دونون حیران رہ گئے
اور تعجب کے ساتھ ایک دوسرے کا
منھ تکنے لگے۔

ہری سنگھ۔ آہا۔ اب مین سمجھا۔ یہ سب
کچھ آپ ہی کا مذاق ہے پہلے بھی جو کچھ
کیا وہ آپ ہی نے کیا۔ اور آج بھی
آپ ہی کی کارروائی ہے۔

دلجیت سنگھ (ہنسکر) آخر آپ نے
یہ کیونکر سمجھ لیا۔

ہری سنگھ۔ ہان یہ مین جانتا ہون
کہ اس مکان مین جنات کا تو دخل
ہے نہین کہ وہ آکر رکھ جائے۔ میرے
اور تمھارے سوا کوئی تیسرا شخص
یہان مشکل سے آتا ہے پھر اور اسکے
سوا کون سا نتیجہ نکل سکتا ہے۔

دلجیت سنگھ۔ مجھے یاد ہے کہ اُس
روز بھی مین نے آپ کو یہی باتین بتائی
تھین۔ مگر آپکو یقین نہ آیا تھا۔ خواہ مخواہ
اُلجھن مین پڑ گئے تھے۔ آج کون سی وجہ
ہے کہ آپ نے اسے یاد کر لیا۔

ہری سنگھ۔ انسان کی طبیعت ہر وقت
یکسان نہین رہتی۔ طرح طرح کے خیالی
اُس کے دل مین چکر لگاتے رہتے ہین۔
اور ہر وقت اُسکے ارادے بدلتے رہتے
ہین۔ اس کے مزاج مین تبدیلی پیدا
ہوتی رہتی ہے۔ اس روز مین نے
بیشک تمھارے کہنے کو لغو خیال کیا تھا۔
مگر اب میرا خیال قطعی بدل گیا۔

دلجیت سنگھ۔ اگرچہ اسکی کوئی وجہ بھی

ہری سنگھ۔ ہان خیر ایسا ہی سمجھئے۔

دلجیت سنگھ۔ نہین کمار اگر ابھی تمھارا
یہی خیال ہے تو اُس کو چھوڑ دیجئے مین
اول تو تم سے کبھی مذاق نہین کرتا۔
اور اگر مذاق کرتا ہون تو وہ اس قسم
کا مذاق نہین ہوتا کہ خواہ مخواہ تمھین
کسی فکر مین مبتلا کر دون۔ اور خود چین
کی بنسی بجایا کرون۔ کاغذ فی الواقع
مین نے نہین لکھا اور نہ اب تک اسکا
مجھے کوئی حال معلوم ہے۔ مین کل
پرسون سے اسی خبط مین پھنسا ہوا
تھا۔ کہ اس معمہ کو کسی نہ کسی صورت
سے حل کرون۔ مگر اب یہ گرہ شگفت
کیا ہے۔ اچھا اس کے کھولو اور اسکو
[illegible] کبھی پہلے اسے پڑھنا
چاہئے کہ اس مین لکھا ہوا کیا ہے۔

دلجیت سنگھ۔ ممکن ہے کہ اس مین
کوئی ایسی بات لکھی ہو جو آپ کے اور

لکھنے والے کے درمیان میں کوئی راز
ہو - اور میرا پڑھنا مضر ثابت ہو -
کمار - خیر بہر صورت لو اسے پڑھو
ان باتوں کے لئے اور بہت سا وقت
پڑا ہوا ہے -
دلجیت سنگھ نے اور کچھ نہ کہا لفافہ
لے لیا - اور بیٹھتے ہوئے آہستہ کھولنا
شروع کیا سب میں پہلے جو انہیں نظر
پڑا وہ یہ شعر تھے -

نامہ کو کھولنا تو ذرا دیکھ بھال کے
ہیں اس میں رکھ چکا ہوں کلیجہ نکال کے
قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

بیقرار دل کو بیقرار ... رکھنے والو
نذار و نزار کرنے والے -
مجھے میں یہ دعا دیتے کہ آخر کسکا دل لاؤں
جو اسکے کو ہوتی ہوں بھلا منہ سے نکلتا ہے
لہذا یہی کہہ کر اپنے اصلی مطلب
کی طرف رجوع کرتی ہوں کہ بھلا تو
بتلاؤ - تم ستاتے ہو تو ستاؤ - مگر میری
پھر بھی یہی دعا ہے کہ اللہ حسن روز افزوں
میں ترقی دے - میرا ایک خط اس سے پہلے
بھی پہونچ چکا ہے جس کا اگرچہ جواب
مجھے نہیں ملا ہے مگر یہ ضرور مل گیا ہے
مگر میں نے یہ سمجھ کر کہ تم اس کی ایک

معمولی پرچہ کاغذ سے زیادہ قدر کرنا پسند
نہ کرو گے - اور اس کے مختصر الفاظ کو
ایک لایعنی تحریر سے زیادہ نہ سمجھو گے یہ
دوسرا پرچہ لکھا ہے - اور ساتھ ہی ساتھ
دعا کے طریقہ پر یہ الفاظ بھی میری زبان
سے نکلتے جاتے ہیں کہ خدا کرے تم اپنے
پیارے پیارے نازک ہاتھوں سے اسکا جواب لکھو

کسی جلتے ہوئے کو جلانا مرتے کو مارنا
کسی مذہب میں روا نہیں ہے بس میں
اور کچھ نہیں چاہتی ہوں صرف اسقدر
تمنا ہے کہ جیسے ایک مرتبہ صورت
دکھا کر تم نے شکاری کی طرح مجھے اپنے دام
محبت میں اسیر کیا ہے اسی طرح دوبارہ
اپنے پیارے پیارے بھولے بھالے چہرہ
دکھا کر بیقرار آنکھوں کو سیراب کر دو -
ہاں تمہیں یہ ضرور خیال پیدا ہوگا
کہ آخر میں کون ہوں - میں نے تمہیں
دیکھا کہاں ہے - میرے خرمن ہوش و خرد
پر تمہارے حسن عالم سوز نے کہاں بجلی
گرائی ہے - سو پیارے اسکے بتانے
کے لئے میں ابھی تیار نہیں ہوں - اتنا
کہتی ہوں کہ اگر تم وصل کا اقرار و وعدہ
کر کے میرا دل بڑھا دو گے تو میں یہ بھی
تم کو بتا دوں گی - پھر یہی کہنا پڑتا ہے
کہ اب تو اگر مجھے ارادہ ہے تو صرف اتنی

ہے کہ تم بُرا بھلا اپنے ہاتھ سے میری چٹھی کا مجھے جواب لکھ بھیجو۔

تمھیں یہ بھی معلوم نہ ہوگا کہ میں نے تمھارے پاس صرف ایک پرچہ بھیجے ہیں کیا کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں خیر مجھے تمھارا شکوہ کرنا منظور نہیں ہے ؎

جانتا ہوں کہ تو شرمندہ نہ ہوگا اس سے
پھر بھی شکوہ ترا کرنا نہیں شایاں مجھکو

راقمہ وہی دل جلی۔

جس نے پہلے بھی کچھ سمع خراشی کی تھی۔ خط کا مضمون ختم ہونے کے بعد کچھ دیر تک دونوں ایک دوسرے کا منھ دیکھتے رہے آخر ہری سنگھ ہی نے اس گہری خاموشی کو توڑا اور کہنے لگے۔

کہو دلجیت سنگھ اب تم کیا سمجھے اور کیا کہتے ہو۔

دلجیت سنگھ۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ خط دیکھکر میری الجھن کچھ کم نہیں ہوئی ہے بلکہ اور بڑھ گئی۔

ہری سنگھ۔ میرے نزدیک تو اسکا جواب لکھ کر اسی تکیہ کے نیچے رکھدیا جائے اور اس کے بعد منتظر رہنا چاہیے کہ کیا ہوتا ہے۔

دلجیت سنگھ۔ خیر یوں سہی مگر میرا خیال ہے کہ جواب لکھنے سے اچھوڈگی ہے پورا پورا حال نہ معلوم ہو سکے گا۔

ہری سنگھ۔ خیر اگر اس کے بعد بھی نہ معلوم ہوگا تو دیکھا جائے گا۔

اس کے بعد ہری سنگھ نے ایک نوکر کو آواز دی قلم دوات سنبھال کر خط کا جواب لکھنے بیٹھ گئے اور مندرجہ ذیل مضمون لکھا۔

نامعلوم مہربان

تمھارے دو مہربانی نامے عجیب طرح سے میرے پاس پہونچے۔ پہلے سے تو نہیں لیکن پچھلے خط سے مجھے کچھ کچھ مفصل حالات معلوم ہوگئے۔ اسکے متعلق مجھے دو تین سوال کرنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تمھاری تحریر سے صاف صاف معلوم ہوگیا۔ کہ تم عورت ہو۔ پھر بھلا خیال تو کرو عورت اور مرد کی دوستی کیا۔ یہ بات نہایت شرمناک ہے خاصکر ایک راجپوت کے لیے بہت ہی غیرت اور شرم کا باعث ہے۔ مگر میں اس پر بھی نہاک ڈالتا ہوں میرا تو مطلب ہے کہ تمھیں حالت میں کہ میں نے تم کو کبھی دیکھا بھی نہیں۔ تمھارے اخلاق اور عادات کا بھی مجھے اندازہ نہیں ہے پھر تمھیں کہو کہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام کی مصداق ہیں کیونکر بن جاؤں۔ خیر یہ بھی

کہدے گا کہ تجھ سے زیادہ دنیا میں کوئی
دوسرا غمگین نہ ہوگا۔ میری ابھی آنکھ
نہ کھلی تھی۔ میری ابھی بادشاہی کی عمر
تھی۔ دنیا کی گرم سرد ہوا اب تک مجھے
نہیں لگی تھی کہ میری شفیق ماں جیسے
پرایا اب کوئی دوسرا شفقت کرنے والا
اور مجھے پیار سے رکھنے والا یقینی مجھے
ساری عمر نظر نہ آئے گا۔ میرے سر سے
اٹھ گئی۔ میں نے سوچا۔ خیر ابھی باپ
کی گود میرے لئے موجود ہے وہ بھی
آغوش مادر سے کم نہیں ہے۔ خیر میں
دودھ نہ پیوں گی۔ مگر انگوٹھا چوس چوس کر
اپنا گذارہ ضرور کروں گی یوں بھی کام
نہ چلے گا تو میرے لئے دنیا کے ریوڑ
اور بکریوں کے گلے موجود ہیں انہیں
کے سہارے سے میرے دن کٹ جائینگے
اور اس دشوار گذار منزل سے نکل جاؤنگی
اور ایسا ہی ہوا بھی۔ مگر ہائے ہائے
میں ابھی اپنے گذشتہ غم والم کو بالکل
اپنے دل سے محو نہ کر چکی تھی کہ اور
آسمان ٹوٹ پڑا۔ باپ مرا۔ اور مجھے
لاوارث کا خطاب دیکر دنیا سے چل بسا
پھر میرا جو کچھ حال ہوا اب اُسے زیر قلم
کرنا میرا جی نہیں چاہتا۔ مگر میں اس گھر
عورتوں کو بھی مثال دونگا ان سے بہتر

سمجھتی رہی۔ اور اس پر بھی میں نے صبر
کیا۔ کیونکہ مجھے خیال تھا۔ کہ صبر کا پھل
میٹھا ہے اور خدا صبر کرنے کو اچھا
جانتا ہے اور اُن کے ساتھ رہتا ہے
مگر وہ اصل نتیجہ برا نکلا۔ مجھے ایک
ایسے ظالم خود غرض کے پنجے میں ڈالدیا
جس سے رہائی ملنا مجھے عمر بھر دشوار
معلوم ہوتا ہے۔

ہائے اس فکرات میں بھی مجھے
خوشی تھی۔ اور میں اسے بھی آزادی
سمجھے ہوئے تھی۔ مگر دوسری جانب جو
مجھے محبت پیدا ہوئی ہے اور وہ میرے
حق میں سم قاتل کا کام دے رہی ہے
دیکھئے اب کیا نتیجہ نکلے۔ اور کیا ہو۔
میری آرزوئیں پوری ہوں یا نہ ہوں
یہ ابھی انہیں تصورات میں مشغول تھی
اور یہی کلمات اس کی زبان سے نکل
رہے تھے۔ کہ دروازہ کھٹکا اور کوئی
آتا معلوم ہوا۔ جسے دیکھتے ہی پھول وتی
پہچان گئی یہ ایک عورت تھی جسکو
سیتا کے نام سے لوگ پکارا کرتے تھے۔

پہلے اس سے کہ ہم ان دونوں کی
گفتگو قلمبند کریں بہت مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ سیتا کا کچھ مختصر سا حال لکھیں
سیتا کی عمر پندرہ سولہ سال سے زائد تھی

اُس کی شادی تو ضرور ہو گئی تھی مگر
تقدیر کی پوچ تھی۔ ابھی دو برس نہ
گذرے تھے کہ وہ بیوہ ہو گئی اور زمانہ
اُسے رانڈ دکھیا کے نام سے یاد کرنے لگا۔
سیتا کی اور کوئی آمدنی نہ تھی نہ
اُسکا خرچ اُٹھانے والا دنیا میں موجود
تھا۔ وہ ایک بڑے طویل عرصہ تک
تو چرخے کے سہارے اپنی گذر کرتی رہی
اور اسی سے اپنے دن بسر کیا کی۔ مگر
مثل ہے کہ جب اچھے دن آتے ہیں
تو سارے کام خود بخود بن جاتے ہیں
اُس کی ایک سہیلی راج محل میں اوپر
کا کام کیا کرتی تھی کسی ضرورت سے
وہ نوکری چھوڑنے لگی۔ اور اُس نے
اپنی جگہ سیتا کو مقرر کرا دیا سیتا نے
بھی بڑی خوشی کے ساتھ اس تقرری
کو منظور کر لیا اور اپنی مصیبت کے
دن گذرنے پر خدا کا شکر کر کے اُسنے راج محل
میں قیام رکھا۔ یہاں اس وقت
پھول وتی آ چکی تھی اُسے اسکی مصاحبت
میں جگہ دی گئی۔ اور وہ رہنے لگی۔ مگر
پھول وتی کچھ ایسی اپنے کاموں میں
کیا۔ بلکہ اپنے غموں میں مصروف تھی کہ
اس کا کسی سے بات کرنے کو جی ہی نہ
چاہتا تھا۔ اس لئے سیتا سے بھی وہ
الگ ہی الگ رہتی تھی۔ مگر آج اُسے
باتیں کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ یہہ
حالات لکھنے کے بعد اب ہم پھر اپنے
قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

سیتا اندر آئی۔ اور اُسنے پھول وتی
کے بہتے ہوئے آنسو۔ رنج و الم سے
زرد پڑے ہوئے رخساروں کو دیکھا اُلجھی
پریشان زلفوں پر اُس نے گہری نظر
ڈالی وہ یہ سب کچھ دیکھکر معاملہ کی
تہ کو پہونچ گئی۔ اور سمجھ گئی کہ پھول وتی
کسی بڑی گہری فکر میں ہے اُس نے
اپنے دل میں سوچا کہ میں کچھ پوچھوں
یا نہ پوچھوں اس کے دل میں طرح
طرح کے خیالات آتے کہیں میرے کچھ
کہنے سے پھول وتی بگڑ تو نہ جائے گی۔
کہیں کچھ پوچھنے سے وہ جھنجھلا تو نہ اُٹھیگی
کہیں اس غمخواری کا کچھ بُرا نتیجہ تو نہ
نکلے گا۔ یہی باتیں تھیں کہ جنھوں نے
اُسے کچھ دیر کے لئے تصویر حیرت
بنائے رکھا۔ اپنے انجام پر نظر ڈالنے
سے اُس کا دل دھڑکتا رہا۔ مگر اشتیاق
نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔ اور وہ بول اُٹھی۔
سیتا۔ راج کماری میں دیکھتی ہوں
کہ تم اس وقت معمول سے زیادہ رنجیدہ ہو
کیا میں تمھارے کسی کام آ سکتی ہوں۔

چھول وتی ۔ خاموش ۔

سیتا ۔ پیاری راجکماری میری دلیری اور گستاخی کی جو چاہنا مجھے سزا دے دینا مگر اس وقت تو تم میری آرزو پوری کر دو ۔

چھول وتی ۔ سیتا میں نہیں سمجھی کہ تمھارا کیا مطلب ہے ۔

سیتا ۔ یہی کہ آپ سے آپ کے دل کا حال پوچھوں ۔

چھول وتی ۔ اس سے کیا ہوگا ۔

سیتا ۔ ہو سکے گا تو میں آپکی کچھ مدد کرونگی ۔

چھول وتی ۔ تم کیا ۔ اب دنیا میں مجھے کوئی بھی ایسا نہیں دکھائی دیتا کہ میرا کام کرے ۔

سیتا ۔ آپ مجھے اپنا غمخوار رکھیے ۔

چھول وتی ۔ یہی میں سمجھتی ہوں مگر تم مجھ سے کچھ نہ پوچھو ۔

سیتا ۔ چاہے جو سزا دیجیے مگر مجھے بتا دیجیے ۔

چھول وتی نے دیکھا کہ سیتا بری طرح درپے ہے ۔ اس نے اس پر پھر ایک نظر ڈالی اور وہ اس کے چہرہ کو دیکھکر سمجھ گئی کہ سیتا مجھ سے جو کچھ اسوقت پوچھ رہی ہے وہ اس کی محض دلی ہمدردی معلوم ہوتی ہے ۔ اسکے چہرہ کو دیکھکر مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ کسی کے سکھانے سے آئی ہے ۔

اس نے دوسری مرتبہ پھر سیتا کو دیکھا اور اس کی حالت پر نظر ڈالی ۔ مگر وہ دیکھتے ہی سمجھ گئی کہ سیتا عورت ہے تو ہوا کرے مگر یہ تھوڑا بہت میرا کام ضرور کر سکتی ہے ۔ پھر بھی اسنے عقلمندی سے کام لیا ۔ اور کہنے لگی ۔

چھول وتی ۔ سیتا تو تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میرا غمخوار اور میرا کوئی ساتھی دنیا بھر میں موجود نہیں ہے اور ایک تم کیا کوئی بھی میرا کام نہیں کر سکتا ۔ مگر مجھے ابھی نہیں دکھائی دیتا کہ مجھے کوئی مغرور کے بندا میں اپنا دکھڑا رونے کے لیے تیار تو ضرور ہوں مگر ایک مرتبہ تم سے عہد لینا چاہتی ہوں کہ میرا حال کسی سے نہ کہنا ۔ ورنہ اور تو کچھ نہ ہوگا جس آفت میں میں مبتلا ہوں اس سے کہیں زیادہ آفت میرے سر پر چڑھ جائیگی اور پھر میرے لئے کچھ بھی نہ ہو سکے گا ۔

سیتا ۔ ہاں یہ آپ نے اچھا کیا کہ مجھ سے عہد لے لیا ۔ میں عہد کرتی ہوں کہ جب تک میری جان میں جان ہے اس وقت تک کسی سے بھی آپکا حال نہ کہونگی ۔ سر اتر جا وے مگر جو کچھ آپکی امانت [illegible] میرے دل میں ہوگی [illegible] آ سکیگی ۔

سیتا نے یہ باتیں اس انداز سے
کہیں کہ پھول وتی نے اعتبار کر لیا۔
اور اب وہ اپنا حال سنانے کے لئے
تیار ہو گئی۔ اُس نے کہا کہ سیتا اپنی آرزو
کے بیان کرنے سے پہلے مجھے یہ مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے سامنے میں
اپنا وہ راز بیان کر دوں۔ جس کا میں
کسی کے سامنے بیان کرنا قریب قریب
گناہ سمجھتی رہی ہوں۔ اور باوجود اسکے
سمجھتی ہوں کہ کہنے سے میرا کوئی ہرج بھی
نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ معاملے درہم و برہم
ہو گئے۔ اور اب اُن باتوں کا کوئی خیال
کرنے والا نہیں ہے) میں نے اپنا کسی
کو راز دار نہیں بنایا۔

سیتا۔ کیا جو کچھ آپ مجھ سے کہنے والی
ہیں وہ اس راز کے سوا ہوگا جس
کے لئے آپ بیقرار ہو ہو کر رو رہی تھیں۔

پھول وتی ۔ ہاں میں سمجھتی ہوں
کہ آدمی جس کسی سے ملے صاف دلی
سے ملے اور جس کسی کو اپنا بھید بتائے
تو پھر اس سے کچھ چھپا نہ رکھے۔ ورنہ
اس ظاہری ملنے سے نہ ملنا ہی بھلا ہے
جب دل ہی تیرا مجھ سے کھل کر نہیں ملتا
تمہیں اب تک یہ بھی معلوم نہ ہوگا
کہ میں کون ہوں۔

سیتا۔ صرف یہ کہ تم راج پتری ہو۔
وہ بھی سُنی سنائی بات ہے۔

پھول وتی ۔ اور تو تم کچھ نہیں جانتیں
کہ میں کہاں پیدا ہوئی اور یہاں کیونکر
آن پہونچی۔

سیتا ۔ نہیں یہ حال مجھے معلوم نہیں۔

پھول وتی ۔ اسی لئے میں اول
سے تمہیں اپنی داستان سناتی ہوں
لو سنو۔

پھول وتی نے پہلے ایک آہ کھینچی
اور پھر وہ یہ کہنے لگی۔

یہ ابھی میں نہ بتاؤں گی کہ جہاں
میں پیدا ہوئی تھی اس جگہ کا نام کیا
ہے۔ مگر اتنا کہہ دوں گی کہ وہ جگہ یہاں
سے بہت دور ہے میرے پیدا ہونے سے
پہلے میرے باپ کا گھر بے چراغ تھا
اور وہ ہمیشہ اسی جانگداز غم میں مبتلا
رہتے تھے فقیروں کی دعائیں منتیں مرادیں
جادو ٹوٹکے کوئی بات ایسی نہ تھی جو
اُٹھا رکھی ہو۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ ہر چیز
کا ایک وقت ہے جب وہ وقت آتا
ہے تو پھر کچھ ہو جائے وہ کام ہو کر رہتا
ہے۔ ایسا ہی ہوا۔ کہ میں پیدا ہوئی تو
جب ہوئی کہ جب پتا جی مہاراج بالکل
نراس ہو کر اپنے راج پاٹ کو چھوڑ بیٹھے

کا ارادہ کر بیٹھے تھے یہی کیا کہوں تم خود ہی یہ اندازہ کر سکتی ہو کہ ایک ایسی چیز کے ملجانے سے جس کی تمنا برسوں سے دل میں چھپا ہوا لے رہی ہو کیا کچھ خوشی نہیں ہو سکتی ہے۔ پیدا ہوتے ہی مہاراج نے وہ سب خوشیاں منائیں جو انھیں منانی تھیں۔ ناچ رنگ ہوئے دور دور کے مشہور گوئیے بلائے گئے۔ نئے نئے سوانگ تماشے ہوئے۔ برہمنوں کو بن دان تقسیم کیا گیا منصب داروں کے منصب بڑھائے گئے۔ غرض کہ وہ سب کچھ ہوا جو ہونا چاہیئے تھا۔ اسکے بعد میرا جنم پترا بنانے اور میرا زائچہ دیکھنے کے لیئے پنڈت اور نجومی آئے۔ برہمنوں نے نہایت کوشش سے میرا آیندہ کا حال دریافت کیا۔ اور آخر کار انھوں نے ایک دوسرے کا منھ دیکھنا شروع کیا مہاراج سے کچھ نہ کہہ سکے۔ یہ ضرور تم بھی جانتی ہو گی کہ ایسی ویسی بات ہمیشہ دل میں کھٹک پیدا کر دیا کرتی ہے نجومیوں کی یہ حالت دیکھکر مہاراج کا بھی ماتھا ٹھنک گیا۔ انھوں نے ایک آدھ مرتبہ تو بہ سہولیت پوچھا۔ مگر پھر نجومیوں کی کانا پھوسی اور تاکا تاکی دیکھکر انھوں نے نہایت غصہ کے لہجہ میں یہ کہہ دیا کہ جو کچھ حال ہو صاف صاف بیان کر کے آیندہ کے لیئے اسکی قسمت کا فیصلہ کر دو۔ بیشک تم نے سنی ہو گی کہ ادب وہیں تک کیا جاتا ہے جہاں تک عدول حکمی کا اندیشہ نہ ہو۔ نجومیوں نے دیکھا کہ اب اگر صاف صاف بیان نہیں کرتے ہیں تو مہاراج کا غصہ تیز ہوتا جاتا ہے اور اس میں اپنی جان کے جانے کا اندیشہ ہے لہذا صاف صاف بیان کرنا شروع کیا۔

ایک۔ مہاراج جان بخشی ہو تو حکم کی تعمیل کریں۔

مہاراج۔ کسی کی تقدیر کا لکھا ہوا مٹ نہیں سکتا۔ خواہ تم اس کو ظاہر کرو یا نہ کرو۔ مگر یہ ضرور سمجھ لو کہ تم لوگوں کے بلانے کا اصلی منشا صرف یہی ہوتا ہے کہ جہاں تک تمھارے علم میں کوئی بات ہو اسے صاف صاف بیان کر دو۔ البتہ حال کے اظہار نہ کرنے سے کردینا اچھا خواہ وہ برا ہو یا بھلا۔

سب یکزبان ہو کر بولے۔ مہاراج کا بول بالا رہے۔ ہم سب لوگ سخت تعجب میں ہیں اور بے انتہا حیران ہیں کہ اپنی عمر بھر میں ہمیں کسی ایک امیر کی لڑکی کا بھی ایسا زائچہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

اس لڑکی کے نصیبہ ور ہونے میں کلام نہیں ہے۔ مگر اس پر بپتیں بھی وہ وہ پڑنے والی ہیں جنھیں دیکھکر دل لرز جاتا ہے۔

اول یہ کہ اس کے سر پر کسی بزرگ کا سایہ رہنا غیر ممکن ہے۔

دوسرے یہ کہ بچپن کا زمانہ ضرور اچھی طرح گذر جائے گا۔ مگر ہوش آتے ہی ایک تازہ مصیبت ٹوٹے گی۔ اسے قید بھگتنا پڑیگی۔ اور پھر اس بلا میں بھی اسے صبر نہ آئے گا۔ اور اسی پر خاتمہ نہوگا کسی کے عشق کا تخم اس کے دل میں اگے گا اور وہ بڑھتے بڑھتے ایک بڑے گھنے درخت کی صورت اختیار کریگا۔ اور یہی سبب اس کو مجبور کرائے گا اور پھر خدا جانے اسے کہاں کہاں کا سفر کرنا پڑے گا۔ اور کس کس جگہ کی ٹھوکریں کھائے گی۔ یہ ایک طلسم میں پھنس جائے گی اور سخت مصیبت۔ تنہائی اسے برداشت کرنی پڑے گی مگر پھر ایک راجکمار کے ذریعہ سے اس کو اس سے رہائی مل جائیگی مگر بدقسمتی اب بھی امن و امان کی زندگی بسر نہ کرنے دیگی۔ اور اور مصائب اس کو برداشت کرنے پڑینگے۔ اسکے حسن اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے کئی ایک جانیں بھی ضرور جائیں گی اور کئی عجیب و غریب واقعات ہونگے اسکے بعد یہ پھر طلسم میں پھنس جائے گی۔ چند روز اسی میں رہے گی پھر اس کا تارہ چمکے گا اور یہ سب مصائب سے بری ہو کر ایک رانی بنے گی۔ اس کے بعد تمام دنیا کی عیش و عشرت کا سامان اسکے واسطے موجود ہوگا

مہاراج نے یہ سب حال نجومیوں کی زبانی سنا اور اس نے جو کچھ ان کے دل پر اثر کیا اس کا بیان کرنا دشوار ہے۔ کیونکہ تمام عمر کی تمنا پوری ہوئی تو وہ بھی برے طریقہ سے ان کے واسطے پیام اجل لائی ماسوا اس کے اجل سے بھی زیادہ ان کے لئے قیامتوں کا سامان ہوا۔ ننگ و نام کے خون ہونے کا اندیشہ اس سب سے زیادہ ہے جو بیان ہوا۔

مگر آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب تک اس کے سر پر آلام و مصائب کے پہاڑ گر نہیں جاتے اس وقت تک وہ انکو سرسری ہی جانتا ہے۔ چنانچہ مہاراج بھی نجومیوں سے یہ شکر آخر عمر تک یہی کہتے رہے کہ ان لوگوں کا پیشہ ہے۔ ورنہ دراصل ان کو کیا۔ دنیا میں کسی کو کسی کے حال اور کسی کی تقدیر کی خبر نہیں ہے۔

اُدھر وہ اپنے اس خیال میں غرق رہے - اور ہمیشہ یہی کہتے رہے - ادھر تقدیر سرگرم کار رہی مشیت ایزدی نے جو کچھ چاہا کیا یعنی -

میں پرورش پاتی رہی - اور عیش کے ساتھ میرا بچپن کا زمانہ گذرتا رہا - اور وہ پیارا عمر کا حصہ جس کے آنے کی اب کبھی امید نہیں مجھے اپنا رخصتی پیام سناتا رہا - ہائے اس کے بعد یہ مصیبت آئی کہ میرے پتا جی کا بھی انتقال ہوا - اگرچہ میری عمر ایسی تو نہ تھی کہ میں والد کے لئے روتی اور اپنا سر دھنتی - مگر پھر بھی خون کا جوش برا ہوتا ہے میں نے نہ چاہا مگر اس نہ چاہنے پر بھی میرے آنسو بھر آئے اور خوب دل کھول کر روئی - آخر دم بیٹھ کر بیٹھ رہی - مگر اب زمانہ بالکل بدل گیا - دم کے دم میں جوا پلٹ گئی - یعنی میرے کوئی بھائی نہ ہونے کی وجہ سے اب راج پاٹ میرے چچا کے قبضہ میں آیا -

باقی قصہ بیان کرنے سے پہلے میں یہ سنائے دیتی ہوں کہ میرے چچا کا ایک ہونہار لڑکا شیر سنگھ تھا - جو اپنی اٹھتی جوانی کی بدولت دس بیس نہیں بلکہ سو دو سو خوبصورتوں میں ممتاز تھا اور حریص اور دیدہ ور لوگ چھپ چھپ کر اُسکے حسن بے مثال کا نظارہ کیا کرتے تھے -

میں بدستور اپنے چچا جی مہاراج کی آغوش شفقت میں پرورش پا رہی تھی کہ تقدیر نے پھر پلٹا کھایا یک بیک شیر سنگھ کے دل میں میری محبت پیدا ہو گئی - اور بڑھتے بڑھتے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ چھپ چھپ کے مجھے دیکھنے لگا - موقع پا کر ایک آدھ مرتبہ اُس نے میرے سامنے آہ بھی کی دو ایک مرتبہ اُسکی آنکھوں میں آنسو بھی ڈبڈبا آئے - اُس وقت میری عمر گیارہ بارہ سال کی تھی بچپن کا زمانہ رخصت ہونے کے لئے تیار تھا اور مجھے بے رحم شباب کے حوالہ کر کے مجھ سے جانے کے لئے اجازت مانگ رہا تھا -

مگر دیکھئے اتفاق اسے کہتے ہیں کہ جسقدر شیر سنگھ مجھ سے محبت کرتا تھا میرے اوپر دل سے فدا تھا - میرے اوپر جان نثار کرتا تھا - اسیقدر میرے دل میں اُسکی طرف سے نفرت تھی - یہ کچھ اسی وجہ سے نہیں کہ میرے دل میں ایشر کا خوف تھا - یا اور اور اسباب سے نہیں نہیں ان باتوں کا تو مجھے کوئی خیال بھی نہیں آتا تھا اور نہ اس عمر میں کسی کو یہ خیال ہوا کرتے ہیں - بلکہ بات یہ ہے کہ جو کچھ ہونہار بات ہوتی ہے اُس کے ویسے ہی اسباب

شیر سنگھ۔ میں عرض کر چکا کہ کچھ جواب نہین ہے۔

مہاراج۔ کیا مین ان سب باتون کا یقین کر لون۔

شیر سنگھ۔ آپ اپنے دل کے مختار ہیں۔

مہاراج۔ کیا مین آیندہ بھی ایسی کوئی بات سنوں گا جس سے مجھے رنج ہو پہنچے۔

شیر سنگھ۔ یہ مجھے معلوم نہیں۔

مہاراج۔ شیر سنگھ تمھیں صاف صاف کہنا پڑے گا کہ اگر پھول وتی سے تمھیں کچھ محبت بھی ہے تو اسکو آج سے اپنے دل سے بھلا دیا جاوے۔

شیر سنگھ۔ خاموش

مہاراج۔ جواب دو۔

شیر سنگھ پھر بھی خاموش رہا۔ مگر معاملہ بگڑ گیا تھا مہاراج کی آنکھوں سے غصہ ظاہر ہونے لگا تھا اور وہ شیر سنگھ سے جلد سے جلد کوئی جواب ملجانے کے امیدوار تھے۔ آخر شیر سنگھ نے دیکھا کہ بغیر کچھ کہے گذارہ نہیں ہو سکتا۔ وہ کچھ کہنے ہی کو تھا مگر ابھی تک لبون سے کوئی بات نہ نکلی تھی کہ مہاراج پھر کہنے لگے۔

مہاراج۔ مگر یہ خیال رہے کہ اگر تم نے اس کے خلاف کوئی جواب دیا تو میں آیندہ تمام عمر تمھاری صورت دیکھنا پسند نکرونگا

شیر سنگھ۔ مہاراج دراصل میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے لیئے تیار اور مستعد ہون مگر ہائے مجبور ہوں کہ اس پر میرا اختیار نہیں ہے۔ اب اس میں آپکو اختیار ہے کہ اس مجبوری کے جرم پر آپ میری صورت دیکھنا پسند کریں یا نہ کریں مگر مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ . . . .

مہاراج۔ ہائے گناہ کی لذت۔ اور ناجائز محبت نے تمھیں بالکل اندھا بنا دیا ہے۔ اور تم اپنے لئے وہ ذلت پسند کرتے ہو جو کسی صورت میں مناسب حال معلوم نہیں ہوتی۔

شیر سنگھ۔ میں کہہ چکا کہ اس مجبوری کے جرم کی جو چاہیئے سزا دیجئے۔

مہاراج۔ مگر صرف یہی نہو گا کہ مین تمھاری صورت ہی نہ دیکھوں گا۔ اس کے سوا راہ راست پر لانے کی اور بھی تدبیریں کی جائیں گی۔ جنھیں میں سمجھائے دیتا ہوں کہ تم کسی حالت میں آسانی کے ساتھ برداشت نہ کر سکو گے

شیر سنگھ۔ اب کچھ بھی ہو ؎

مہر و وفا کرے کہ وہ جور و جفا کرے
اب ہم تو دیچکے اسے دل جو خدا کرے

مہاراج۔ دیکھو شیر سنگھ تم آیندہ کی مصائب پر غور کرو۔ موت جو سب سے زیادہ

دشوار چیز ہے اس وقت تم اسکی تکلیفوں
کو کچھ نہیں سمجھ سکتے ہو۔ اور محض وہ ایک
فرضی شے معلوم ہوتی ہے مگر اسکی تکلیف
کو ایک مرنے والے شخص سے پوچھے تو
وہ بتا سکے گا۔ ؎

بُرے انجام کی تب ہوگی حقیقت معلوم
بُرے انجام سے جب آکے پڑیگا تو کام

قصہ کا طول دینا فضول ہے مہاراج
نے ہر چند سمجھایا۔ مگر شیر سنگھ سے ہر مرتبہ
خلاف امید الٹا جواب پانے پر وہ سخت
ناراضگی کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔
اور اب میری قسمت کا فیصلہ کرنے کی
ان کے دل میں ٹھن گئی۔ وہ سیدھے
راج محل میں آئے اور مجھے ایک علیحدہ
کمرے میں بلا کر لے گئے۔ اور یہ باتیں کہیں
مہاراج۔ پھول وتی کیا جو کچھ ہم سن رہے
ہیں وہ سچ ہے۔

میں یہ بات سنکر اپنے دل میں اسقدر
شرمندہ ہوئی کہ مجھے کوئی جواب بن
نہ آیا۔ اور بار بار کہنے پر بھی بت بنی بیٹھی
رہی میرا نہ بولنا تو صرف شرم کی وجہ
سے تھا۔ مہاراج اپنے دل میں سمجھ گئے
کہ جیسا شیر سنگھ اپنی بات کی تصدیق کر رہا
تھا ہوا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ٹھیک ہوئی ہے
انھوں نے ایک آدھ مرتبہ میرے سر پر [illegible]
پر مجھسے پھر کہا اور آخر وہ اٹھکر چلے گئے
دوسرے روز شیر سنگھ کو انھوں نے
قید خانہ میں بھیج دیا۔ اور نہایت بے رخی
کے ساتھ یہ بتا دیا کہ اگر اپنے برے کرتوتوں سے
توبہ نہ کی تو ہمیشہ یہیں رہنا ہوگا۔ اور زندگی
بھر آزادی کا نام وہ کبھی خواب میں بھی
نہ سنے گا۔

ادھر میری دوسرے روز جو آنکھ
کھلی تو میں ایک بالکل نئی دنیا میں تھی
یعنی ایک ایسے مکان میں جو نہایت
کہنہ تھا۔ اور سال خوردگی اسکے در و دیوار
سے عیاں تھی۔ تاہم وہ صاف ضرور کرا دیا
گیا تھا۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ آج ہی
کل میں اسے انتظام کے ساتھ درست
کرایا ہے۔ اس مکان میں ایک اجڑا
چھوٹا سا باغ تھا جس پر طرح طرح
کے جانور اپنی اپنی بولیوں میں نغمہ سنجی
کر رہے تھے۔ اسی باغ میں ایک چھوٹا سا
حوض تھا جس کا پانی امتداد زمانہ کی وجہ
سے بالکل نیلا ہو گیا تھا۔ اسکے چار طرف
کے چبوترے پر پھولدار درختوں کے
گملے رکھے ہوئے ضرور تھے۔ مگر وہ پانی
نہ ملنے کی وجہ سے بالکل خراب ہو چکے
تھے۔ اور اب ان میں پھول یا کلیاں
[illegible] تھیں [illegible] تاہم وہ درخت

ضرور تھے۔ اس خوبصورت باغ میں باغ
میں روشوں کے درمیان چھوٹی چھوٹی سنگ
سرخ کی کیاریاں ضرور بنی ہوئی تھیں
مگر وہ بھی طویل مدت کے گذرنے کی وجہ
سے مٹی سے بھر گئی تھیں۔ اور اب درختوں
میں پانی کا آنا بند ہو گیا تھا۔ البتہ اسوقت
یہ ضرور دیکھا کہ کئی ایک عورتیں ہاتھ
میں بیلچے لئے ہوئے۔ اُن کے صاف
کرنے میں مصروف تھیں۔ روشیں جو کوڑے
اور پتوں وغیرہ کے گرنے اور جمع ہونے
سے بالکل خراب ہو گئی تھیں اور انھوں
نے بڑی بدصورتی اختیار کر لی تھی اسوقت
صاف کی جا رہی تھیں۔
یہ دیکھکر اتنا تو میری سمجھ میں ضرور
آگیا کہ یہ کوئی ویرانہ مقام تھا اور آج
از سر نو اسکو درست کیا جا رہا ہے۔ اور
اس کے درست اور صاف کئے جانے کی
وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ میں یہاں
آئی ہوں۔ سوائے اس باغ۔ یا مکان
کے ایک دالان کے ابھی تک اس
تمام مکان کی کوٹھریوں اور دالانوں
کی سیر میں نے نہیں کی تھی کہ ان میں
کیا ہے اور کیا نہیں
سب سے زیادہ تعجب انگیز ایک
اور عالیشان عمارت۔ یہاں عورتیں تو
بہت تھیں مگر میں نے غور کیا تو ان میں
سے ایک بھی ایسی نہیں ملی جو میری
شناسا ہو اور آج سے پہلے میں نے کبھی
کسی کو دیکھا ہو۔ یہ سب عورتیں مجھے
محبت بھری نظروں سے ضرور دیکھتی
تھیں مگر معلوم ہوتا تھا کہ ان کے ہونٹ
کسی نے سی دئے تھے کہ کوئی بات انکی
زبان سے نہ نکل سکتی تھی۔ اتنا ضرور
تھا کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوتی تھی
تو وہ فوراً حاضر کرتی تھیں۔ اور میرے
دوسرے حکم کی منتظر رہتی تھیں۔
اب سنو دوپہر تک تو میں نے کسی چیز
تک سا کو ڈھونڈا بھی اور ساتھ ہی ساتھ
یہ بھی انتظار کیا کہ ان عورتوں میں سے
کوئی مجھ سے بات کرے مگر دونوں میں
سے ایک آرزو بھی پوری نہ ہوئی اور
نہ مجھے کوئی میرا جاننے اور پہچاننے والا ملا۔
اور نہ ان عورتوں میں سے کسی نے مجھ
سے کوئی بات چیت کی۔
مجھے بھوک معلوم ہونے لگی اور تکلیف
کی وجہ سے تلملا گئی۔ اب مجھے ہی ابتدا
کرنی پڑی اور میں نے ایک بڑھی عورت
کا ہاتھ پکڑا۔ اور اس سے کہا۔
بہن۔ بڑی بی تم مجھے نہیں بتلاتیں کہ
تم باتیں کیوں نہیں کرتیں۔

بڑھیا ماں نے میری یہ بات سُنکر صرف بھدّا سی گردن ہلا دی اور نہیں کہ بدستور چپ کھڑی رہی گردن ہلانے پر مجھے بڑا غصہ آیا میں نے دوسری مرتبہ جھنجلا کر کہا کہ یہ تو بتا دو آخر یہ کونسی جگہ ہے۔ اور تم ہنستی کیوں۔ مگر وہی مرغے کی ایک ٹانگ کا مضمون رہا بڑھیا نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اب میں سمجھ گئی کہ میرا کچھ کہنا سننا بیکار ہے یہ بڑھیا کوئی جواب نہ دیگی اور زیادہ اصرار کرونگی تو سوا اس کے کہ یہ ہنس پڑے اور کچھ نہ ہوگا۔

اب میں نے ایک خوبصورت سی اپنی ہم عمر لڑکی کا ہاتھ پکڑا اور نہایت محبت سے اس سے پوچھنے لگی۔ سکھی کیا تم کوئی بات بتاؤ گی۔ مگر ہائے اس کے جواب میں اُس نے بھی صرف منہ پھاڑ دیا اور کچھ نہیں۔

اب تو میرے غصہ کی کوئی انتہا ہی نہیں رہی اور میں نے جھنجلا کر اُس لڑکی سے کہا کہ کیا تم سب نے اتفاق کر لیا ہے کہ اسے کوئی بات نہ بتائیں گے۔ مجھے اس وقت بھوک ایسی معلوم ہو رہی تھی کہ اگر آدھ گھڑی بھی کچھ کھانے کو نہ ملا تو دم نکل جائے گا۔ اگر مجھے مارنا ہے تو بھوکا نہ مارو۔ کیونکہ تم لوگ کئی ایک ہو اور میں تنہا ہوں تم میرا گلا گھونٹ کر مجھے مار ڈالو میں تمہارا کچھ بھی نہ کر سکونگی میرا اتنا کہنا تھا کہ وہ لڑکی اور ہنسی اور میرے پاس سے بھاگی ہوئی اُس بڑھیا کے پاس چلی گئی جس سے ابھی ابھی میں نے باتیں کی تھیں۔ اور اشاروں اشاروں میں باہم کچھ باتیں کرنی شروع کیں اور اس کے بعد دونوں ایک طرف کو رخصت ہوئیں۔

میں کچھ دیر تک ان دونوں کے آنے کی منتظر رہی۔ آخر میری امید پوری ہو گئی اور بڑھیا ہاتھ میں ایک پانی کا بھرا ہوا لوٹا لئے ہوئے آ پہونچی۔ آ کر میرا ہاتھ پکڑا۔ اور مجھے ایک طرف کو چلنے کا اشارہ کیا۔ میں بڑھیا کے ساتھ ساتھ چلی۔ اول دالان میں پہونچی۔ پھر ایک کوٹھری کا بند دروازہ کھولا گیا۔ اور میں اُس میں داخل ہوئی۔ یہ کوٹھری نہایت ہی قرینے کے ساتھ سجی ہوئی تھی پتھر کی دیواریں اور اُن پر ہر چہار طرف خوبصورت خوبصورت تصویریں قرینے سے لگی ہوئیں ایسی بھلی معلوم ہوتی تھیں کہ واہ واہ ہی واہ واہ منہ سے نکلتی تھی طاقوں اور شیشوں کے اوپر کاغذی

پھولوں کے گلدستے رکھے تھے۔ طرہ یہ تھا
یہ کہ اس میں ہر چہار طرف کھڑکیاں کھولی
گئی تھیں جن سے نہایت ہی ٹھنڈی
ٹھنڈی خوشبودار ہوائیں آ رہی تھیں
درمیان میں ایک مسند بچھی ہوئی اور اسپر
چھوٹی چھوٹی تشتریوں میں طرح طرح کے
میوے بھرے ہوئے۔ پاس ہی ایک کرسی
رکھی تھی۔

بڑھیا نے مجھے کرسی پر بیٹھ جانے کا
اشارہ کیا۔ میں بیٹھ گئی۔

کچھ پوچھنا۔ اور کسی بات کا دریافت
کرنا تو اب قریب قریب فضول تھا
اس لئے میں خاموش کرسی پر بیٹھی رہی
تب بڑھیا نے دوبارہ مجھ سے کھانے کیلئے
اشارہ کیا۔ چونکہ میووں کے سوا
اناج کی قسم سے کوئی چیز بھی ہوئی نہ تھی
اس واسطے اس پر بھی مجھے تعجب ضرور ہوا
مگر اسکو بھی اپنے دل ہی دل میں رکھا
اور میں چونکہ بھوک سے بہت ہی زیادہ
پریشان ہو رہی تھی اس لئے وہی میوے
کھانے شروع کئے۔ پیٹ تو ان سے
کیا ہی بھر سکتا تھا اور طبیعت سیر کیا
ہو سکتی تھی۔ مگر پھر بھی قہر درویش بجان درویش
کا مضمون تھا۔ جو کچھ ہو سکا کھایا جب اس
سے فارغ ہوئی۔ اسی بڑھیا نے ہاتھ دھلائے
کلی وغیرہ کرائی اور مجھے اشارہ کیا کہ
کوٹھری سے چلی جائے۔ میں کوٹھری سے
نکل کر باہر گئی۔

گیارھوان باب

ایک دن گذرا۔ دو دن گذرے
تین دن گذرے۔ آخر پورا ایک ہفتہ
ہو گیا۔ اور یونہی گذرتے گذرتے
پورا ایک مہینہ گذر گیا۔ اور اب تک
مجھ سے اُن سب عورتوں نے کوئی بات
کی اور نہ کچھ حال بتایا۔ نہ مجھے یہ خبر
ہوئی کہ میں گھر سے کیونکر اس جگہ آگئی
اور میرے یہاں آنے کی منشا کیا ہے
اس درمیان میں پچھلے واقعات کانٹے
کی طرح میرے دل میں کھٹکتے رہے۔
شیر سنگھ سے اگرچہ مجھے قطعاً نفرت تھی۔
مگر اس وقت وہ بھی اچھی بُری طرح
کبھی کبھی مجھے یاد ضرور آتا رہا۔ مہاراج
کا مہاراج۔ اور مہاراج پر بھیا کھلپا نے
کا نتیجہ بھی کیا ہوگا۔ دل میں چٹکیاں
لیکر مجھے پریشان کرتا رہا۔ یہ سب کچھ ہوا
مگر یہ معاملہ ایسا کچھ گتھی ہو کر رہ گیا تھا
کہ اب مجھے یہ فکر بھی بہت کم رہ گئی کہ
حالات کو معلوم کروں کیونکر ایسی ہوئی

تھی کہ پہلے کیسی کشش کر کے کیا کیا ہے اور کیا مفید نتیجہ نکلا ہے جو اب نکلے گا۔

کھانے کا مجھے فکر نہ رہا تھا کیونکہ دونوں وقت بلا ناغہ میووں سے بھری ہوئی تشتریاں مل جاتی تھیں اور وہی کھاتی تھی۔ ماسوا اس کے کبھی کبھی دودھ بھی ملتا تھا۔ اب میں قریب قریب نا امید سی ہو چکی تھی۔ اور مجھے ہرگز اسکے سوائے اور کچھ امید نہ رہی تھی:

(۱) اب تمام عمر مجھے کسی سے بات کرنی نصیب نہ ہوگی۔

(۲) اگر میں قید میں ہوں تو اب اس قید سے کبھی مجھے نجات نہ ملے گی۔

(۳) اب کیا کبھی یہ بھید مجھ پر نہ کھلے گا۔

(۴) یقینی اب غلہ یا ترکاری کی کبھی صورت دیکھنی نصیب نہ ہوگی۔

(۵) اگر در اصل یہ کوئی خواب ہے تو اب میں ہمیشہ اسی خواب میں رہونگی وغیرہ وغیرہ غرض مایوسی کی کوئی تصویر ایسی نہ تھی جو میرے دل کے مرقع میں موجود نہ ہو۔ پاس نے اتنی تو راحت دی دل ناکام کو یہ تو سمجھے آدمی تقدیر سے مجبور ہے

میں ہمیشہ ایک ہی کوٹھری میں کھانا کھاتی تھی۔ ایک ہی آدمی دیکھتی وہ بھی ہمیشہ کھانے کی چیز کے پاس موجود نہ ہوتی تھی

کھانا کھانے کے بعد ہمیشہ فوراً ہی مجھے اس کوٹھری سے نکال دیا جاتا تھا۔

جو میوے میں کھانے کھاتے عاجز آگئی تھی اُن کا کہیں اُس باغ میں پتہ بھی نہ تھا۔ پھر لطف یہ کہ وہ روزانہ تازے ہوتے تھے۔

جب میں کھانا کھا کر کوٹھری سے نکل آتی تھی تو دروازہ فوراً بند کر دیا جاتا تھا یہ سب عورتیں مجھ سے بات تک نہ کرتی تھیں یہ واقعات تھے جنہوں نے میری طبیعت میں شکوک پیدا کر دئے۔ اور رفتہ رفتہ مجھے انکشاف راز کے لئے بے چین کر دیا مگر یہ بڑی بھاری فکر تھی کہ اگر در اصل یہ میرے خیال کے مطابق کوئی بڑا گہرا راز تھا بھی تو اسے معلوم کیونکر کروں۔ آخر ہوتے ہوتے اور سوچتے سوچتے میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا اور میں اسی کے در پے ہو گئی۔

یعنی اگر عورتوں سے کسی وقت نجات ملے اور یہ مجھ سے علیحدہ ہو جائیں تو اس کوٹھری کے تالے کو توڑ کر اچھی طرح اس کوٹھری کو دیکھنا چاہیئے۔ اور اس کے ایک ایک کونے کی تلاشی لینا چاہیئے یقینی یہاں سے کوئی نہ کوئی عجیب بات معلوم ہوگی۔

ایک دو دن میں یہ خیال میرے
دل میں بالکل پک گیا - اور تقدیر نے
ایک نئے راز کا میرے اوپر انکشاف
کیا جس سے قریب قریب میری آرزو
پوری ہو گئی -
کیونکہ یا تو اس سے پہلے میں نے غور ہی
نہ کیا تھا - کہ وہ عورتیں سب کی سب
دوپہر کے وقت ایک ساتھ غائب ہو جایا
کرتی تھیں یا اسی روز آلدم سب کی سب
کہیں چلی گئی تھیں - میں نے ان کو نہ
دیکھ کر پہلے تو باغ کا ایک ایک کونہ ڈھونڈا
اور جب اس طرف سے مجھے قریب قریب
اطمینان ہو گیا تو اب میں اس کوٹھری
کے قریب گئی - اور اپنی نظر سے قفل کی
مضبوطی وغیرہ کا اندازہ کر کے دیکھا -
کہ آیا میں اسکو توڑ سکوں گی یا نہیں -
قفل مضبوط ضرور تھا - مگر میری ہمت نے
صاف صاف یہ کہدیا کہ میں اپنے مقصد
میں کامیاب ہوں گی - مگر کھولوں کیونکر
کھولوں آخر سوچتے سوچتے اسکی نسبت
بھی میں نے ایک خیال قائم کیا ادھر ادھر
ڈھونڈ کر ایک کیل لائی - اور اسی سے
تالا کھولنے لگی - بڑی مشکل تھی - تالا مضبوط
تھا مگر ڈر کسی کے آنے کا ڈر جب مجھے
یہ خیال پیدا ہو جاتا تھا کہ تالا نہ کھلے گا
تو یاس اور ناامیدی کی تصویر میری
آنکھوں میں گھوم جاتی تھی - اور جی
چاہتا تھا کہ اپنی بےبسی - اور بےکسی
کا ماتم کرنے لگوں -
مگر یہ پاتا جب کسی شخص کو دیکھتا ہے -
کہ اب یہ بالکل ناامید ہو گیا اور اب اسکے
کئے کچھ ہو نہیں سکتا - تو وہ خود اس کی
مدد کرتا ہے - اور اس کے بگڑے ہوئے
کاموں کو بنا دیتا ہے -

از چارۂ کار بندہ داند
چون ہیچ دلیلش نماند

یہی ہوا - تالا کھل گیا - اور میں دروازہ
کھول کر کوٹھری کے اندر داخل ہوئی
کوٹھری کو تو میں پہلے دیکھ ہی چکی تھی
یہاں رکھا ہوا کیا تھا - یہ صرف ایک وہم
تھا جس کی اس وقت مجھے تصدیق
ہوتی معلوم ہوئی - غرض میں ادھر ادھر
ڈھونڈھ کر نراس ہو کر باہر نکلنے والی
تھی - اور اس خیال سے میرا دل کانپ رہا
تھا کہ اب باہر کا تالا کیونکر بند کروں گی
اور عورتوں کی ان سہمناک اور ہولناک
اشاروں کا کیا جواب دوں گی جب وہ
آنکھوں آنکھوں میں مجھ سے پوچھیں گی
کہ ہماری اجازت کے بغیر یہ تالا تم نے
کیوں کھولا تھا میں ڈر کیوجہ سے یہ جواب

ہو رہی تھی - پاؤں کہیں رکھتی تھی - اور کہیں پڑتا تھا - اتنے میں دروازہ کے پاس پہونچکر بڑے زور سے میرے پیر میں ٹھوکر لگی - جس سے کچھ دیر کے لئے میری جان نکل گئی - جب ذرا تکلیف کم ہوئی میں جھک کر دیکھنے لگی جس سے ٹھوکر لگی تھی - وہ ایک لوہے کا کڑا تھا جو ایک پتھر میں لگا ہوا تھا - میں نے پہلے کچھ سوچا آخر کار پتھر کو اٹھایا فوراً مجھے ایک زینہ نظر آیا - اب تو میرے دل کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی کیونکہ میں سمجھ گئی اب سب بھید مجھپر کھل گیا - بھلا پھر مجھے سوچنے کی ضرورت کونسی تھی کہ یہاں ٹھیرکر اپنا وقت فضول ضائع کرتی کیونکہ مجھے تو خود مدت سے آرزو تھی کہ کسی طرح مجھے کچھ حال معلوم ہو -

میں بے ساختہ زینہ سے اترتی ہوئی چلی اور ایک ایسی کوٹھری میں پہونچ گئی جہاں دوسری کوٹھری میں جانے کے واسطے ایک دروازہ بنا ہوا تھا - میں یہاں ذرا بھی نہ ٹھیری بلکہ دوسری کوٹھری میں پہونچ گئی -

یہ کوٹھری اگرچہ سجی ہوئی نہ تھی - مگر اس میں بہت سا اسباب ضرور رکھا ہوا تھا - اور اسباب بھی سب کا سب رئیسانہ تھا - تین طرح کے لیمپ - طرح طرح کے گلدان - کرسیاں قالین - وغیرہ وغیرہ -

میں ہر ایک چیز کو بچشم غور دیکھنے لگی - دیکھتے دیکھتے ایک الماری کے پاس پہونچی - وہاں اور چیزوں کے سوائے ایک کتاب رکھی ہوئی تھی - جسے دیکھکر میرے دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے - اس کے سوائے دو باتیں اور بھی تھیں جو میرے ذہن میں پیدا ہوئیں - ایک یہ کہ میں کتاب کی بے انتہا شوقین تھی میرے واسطے ایک سامان تفریح ملا - دوسرے یہ کہ عقل سے میں یہ سمجھ گئی کہ اس میں کچھ نہ کچھ بھید ضرور ہے -

اسی خیال سے کتاب اٹھائی اور پڑھنے لگی - پہلے صفحہ پر اس کتاب کا نام "جام جم" لکھا ہوا تھا - اور کچھ نہ تھا - دوسرا صفحہ کھولا جس میں تحریر تھا -

پھول وتی - پیاری پھول وتی

ایک دن آئے گا کہ یہ کتاب تیرے نازک ہاتھوں میں پہونچے گی اور تیرا دل لگی اور تفریح کے لئے پڑھے گی مگر پڑھنے سے اس تمام طلسم کا حال معلوم تو جیسی ہوگی تجھ پر آئینہ ہو جائے گا

سن یہ ایک طلسم ہے جس میں حد سے
زیادہ مال و دولت بھرا ہوا ہے اور وہ
جو کچھ ہے صرف تیرے اور تیرے ہی کے
لئے ہے۔ تیرے مقدر میں لکھا ہے کہ
تو دو مرتبہ اس میں پھنسے گی۔ مگر دونوں
مرتبہ مختلف صورتیں ہونگی۔ ایک مرتبہ
صرف شیر سنگھ کی محبت کا یہ نتیجہ ہوگا کہ
تو اس کو جو بظاہر بلا معاوضہ ہوتی ہے
دیکھے گی۔ اور دوسری مرتبہ تجھے خبر
تک بھی نہ ہوگی اور تو یہاں آجائیگی۔
پہلی مرتبہ تجھے تیرا چچا جو اس وقت
راجہ ہوگا۔ اس میں چھوڑ دیگا۔ اگرچہ
اس کے دل میں آئیگا کہ شیر سنگھ کی
محبت کی وجہ سے وہ تجھکو ہلاک کردے
مگر پھر کچھ ایشور کا خوف اسے مجبور کریگا
اور وہ یہ سوچے گا۔ کہ اسے مارنا نہ چاہیئے
بلکہ ایسی جگہ ڈالنا چاہیئے۔ جہاں گناہ
میرے ذمہ نہ ہونے پائے۔ اور یہ خود
مر جائے یہی سوچتے سوچتے۔ اس کی
سمجھ میں آئیگا کہ یہ ویرانہ مقام بہت
مناسب ہے۔ یہ ایک ویرانہ مکان
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تیری خدمت کے لئے مقرر رہینگی انکا
کام ہی صرف یہ ہے کہ جس روز تو آئے
اس روز وہ نہایت سرگرمی سے تیری
خدمت کریں۔ اور اس غیر آباد اور
اجڑے ہوئے مکان کو اچھی طرح درست
کر دیں اور تجھے کھانے پینے کو بھی دیں
غرض دنیا بھر کا کوئی آرام اور سلوک
ایسا نہ ہو کہ وہ تیرے ساتھ عمل میں نہ لائیں
مگر یہ یاد رہے کہ تیرے اشتیاق کے
باوجود بھی ان لوگوں کو تجھ سے باتیں کرنے
کا حکم نہیں ہے اور نہ وہ تجھ سے باتیں کرینگی
یقین ہے کہ تجھے اس طلسم میں
اول مرتبہ تھوڑے دنوں رہنے کا اتفاق
ہوگا۔ لہذا یہ پتہ لکھا جاتا ہے تو اسپر
عمل کرنا اور یہاں سے نکل جانا۔
دوسرے یہ کہ جہاں تک یہ کتاب
تجھکو ملے تو وہیں تک جانا آگے قدم
نہ بڑھانا کیونکہ وقت ابھی ہے نہیں
اور اس کے پڑھنے میں اصلی طلسم شروع
ہے خواہ مخواہ تجھے مرنا پڑے گا اور
تیری عمر عزیز ضائع ہو جائیگی۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جو اُٹھائے سے اُٹھ سکے گا۔ جس وقت
تو اُٹھائے گی تو تجھے بغیر کوشش کئے
ہوئے ہی ایک سرنگ دکھائی دیگی۔ تو اسی
میں چلنا۔ خود بخود چلتے چلتے تو ایک پہاڑی
پر پہونچ جائے گی اور وہیں جس راستہ
سے تو نکلے گی وہ راستہ فوراً ہی مسدود
ہو جائے گا۔ اور ایسا تیری نگاہوں سے
اوجھل ہوگا کہ ڈھونڈھے پر بھی نہ ملسکیگا۔
اسی جگہ تجھے ایک اور شخص ملیگا
جس سے تجھے پتہ معلوم ہوگا کہ جسکی تجھپر
جان جاتی ہے جسے تو نفرت اور حقارت
سے دیکھتی ہے اُسے کوئی بڑا بھاری آزار پہونچا
ورق ختم ہوا۔ مجھے یہیں تک اجازت
تھی کہ کتاب پڑھے اب بہتر یہ ہے کہ
کتاب کو اسی جگہ رکھکر تو فوراً جہاں
سے آئی ہے اُسی حصہ اول طلسم کو
واپس ہوجا۔ اور فکر کر۔

آیندہ زندگی کے حالات جو کچھ ہونگے
تجھ پر آئینہ ہوجائیں گے۔ البتہ تیرے
بر کی تصویر تجھکو دکھاتی ہے۔ ہر صورت
اور ہر حالت میں تو اسکو اپنے ساتھ رکھ
اور یہ بھی یاد رہے کہ یہی وہ شخص ہے
جس کے سامنے دنیا بھر کے علم و الم تجھے
ہیچ معلوم ہوں گے۔ اور یاد رکھ کہ
یہی وہ شخص ہے۔ جو تیرا ساتھ دیگا۔
اور تمام مصائب میں تیرا ساتھی ہوگا۔ اچھا
اسی الماری کے دوسرے درجہ میں ایک
آئینہ ہے اُس کو اُٹھا اُسی کے اندر اسکی
تصویر لگی ہوئی ہے۔

یہ پڑھکر مجھے جیسا شوق ہوا اس کا
مجھ سے بیان ہونا ذرا دشوار ہے۔ پس
انتہا یہ کہ کتاب کو میں نے طاق میں رکھدیا
اور دھڑکتے ہوئے دل اور کانپتے ہوئے
ہاتھوں سے میں وہ تصویر ڈھونڈھنے
لگی۔ جو کچھ پتہ مجھے دیا گیا تھا وہ قطعی
صحیح نکلا۔ آئینہ مل گیا اور میں نے وہ
تصویر دیکھ لی۔

ہائے پیاری سیتا۔ میں کیا بتاؤں کہ
وہ تصویر کس کی تھی۔ اور کیسی تھی پیاری
سیتا وہ تصویر تیر و نشتر بن کر میرے دل
و جگر کو بیدھتی ہوئی چلی گئی۔ مگر مجھے خیال
آیا کہ آیندہ میری تقدیر پلٹا کھانے والی
ہے اور ہمیشہ کے لئے اس بھولی صورت
کو میرے ساتھ رکھنے والی ہے۔ تو میں
اپنی سب مصیبتوں کو بھول گئی۔ اور میرے
سارے غم دور ہوگئے اور تو اور اُس کے
مقابلہ میں مجھے اپنی جان بھی پیاری نہ
معلوم ہوتی تھی۔

میں نے اُس کو بظاہر بہت احتیاط
سے اپنے پاس رکھا۔ مگر دراصل اُسکو

اپنے دل کے آئینہ میں جگہ دی - اور لیٹے
ہوئے جس جس راستہ سے اس جگہ پہونچی
تھی اسی راہ سے پلٹ کر راہ پر آئی - اور
پھر تہ میں کہیں بیٹھی - اور تہ میں سے مکان
کی کسی چیز پر نظر ڈالی سیدھی حوض
کے پاس آکر اس پتھر کو ڈھونڈھنے لگی -
مگر مجھے کچھ زیادہ وقت اٹھانی
نہ پڑی پتھر جلدی مل گیا اور میرے
اٹھائے اٹھ بھی گیا سرنگ بھی دکھائی
دی - مگر اس سرنگ میں اندھیرا اس
بلا کا تھا - کہ توبہ توبہ - جسے دیکھکر
ایک مرتبہ تو میرا بھی جی چاہا - کہ [illegible]
یہیں مرجانا بہت اچھا ہے مگر اس
اندھیرے میں چلنا تو بہت ہی زیادہ
دشوار ہے یہی سوچ کر میں بیٹھ گئی -
اور اپنی مصیبت پر خود ہی خون کے آنسو
بہانے لگی - اس وقت بجنسہ میرے
اوپر یہ مثل صادق تھی کہ - کہوں تو
ماں ماری جائے - نہ کہوں تو باپ کتا کھائے
نہ جائے ماندن - نہ پائے رفتن -
عجب عذاب میں جان تھی -
کچھ دیر تک تو میری ہمت ایسی
ٹوٹ گئی کہ اگر مجھے کوئی اس حالت
میں دیکھ لیتا تو فوراً بے تکلف میرے
منھ پر یہ کہہ دیتا کہ دنیا میں کوئی بھی
تجھ سے زیادہ کم ہمت نہیں ہے -
مگر شکر ہے کہ کچھ دیر بعد میرے خیالوں
نے پھر دماغ کو جولان گاہ بنایا - اور میرے
جی میں آیا کہ اب ضرور ہمارے نصیب
میں موت ہے اگر یہاں رہی تو
مروں گی اور اگر چلی گئی تب بھی
مروں گی - اس سے بہتر یہ ہے کہ مردانہ وار
مروں - اسی سرنگ میں چلوں اگر نکل گئی
تو خیر - اور اگر مر گئی تو میرے لئے نہ کوئی
رونے والا اور نہ میرا کسی کو غم ہوگا -
پھر مجھے کیا فکر ہے -
ایسے ایسے خیالات تھے جن کی وجہ سے
میں اس اندھیرے پاک میں چلنے کے لئے
تیار ہو گئی بلکہ ایشور کا نام لیکر - اور
اپنے گناہوں سے توبہ کرکے میں نے پہلا
قدم سرنگ کے اندر رکھ ہی دیا - مگر
سچ ہے مجبور و بیکس انسان کی مدد خدا
ایسے طریقے کرتا ہے کہ اسے خبر بھی نہیں
ہوتی اور کام بن جاتا ہے ؎

او چارہ کار بندہ داند
چون ہیچ وسیلتش نماند

یعنی جونہی میں نے قدم رکھا ایک
ایسی تیز روشنی ہو گئی - جسے دیکھکر میری
آنکھیں چوندھیا گئیں اور میں ڈر کر بیہوش
ہونے والی تھی کہ مجھے ایک تحریر نے سنبھالا

جو سامنے وہیں ایک پتھر پر لکھی ہوئی تھی۔

پھول وتی دیکھ اکیا رگی روشنی ہونے سے گھبرا نہ جانا۔ یہ سب طلسمی کارخانہ ہے کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے آگے بھی تمام سڑک صاف پڑی ہوئی ہے بےخوف و خطر چلی جاؤ۔

میں سنبھل گئی اور اب سب خیالات بچائے میرے دل سے دور ہو گئے۔ گویا گھٹا پھٹ گئی اور مجھے اپنے دل کا مطلع صاف نظر آنے لگا۔

میں چلتی رہی۔ مگر جب سرنگ کو سر لیٹ دیکھا تھا اس وقت میرے ارمانوں پر اوس پڑنے والی تھی اور میری آنکھوں کے سامنے ناامیدی کی بجلیاں بڑے زور شور سے کوندنے والی تھی کہ پھر مجھے ایک تحریر نظر پڑی میں نے پڑھکر فوراً معلوم کر لیا کہ میرے لئے یہ ہدایت کی گئی تھی۔ کہ بڑے زور سے سامنے والے پتھر کو دوسری طرف کو دھکیل دے اور پھرتی کے ساتھ باہر نکل جا۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ اور آن کی آن میں ایک پہاڑی پہنچی نہ کوئی طلسم تھا اور نہ کوئی سرنگ تھی۔ البتہ مجھے اپنے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا دکھائی دیا جسکو میں نے غنیمت سمجھا اور مجھ سے اس سے یہ باتیں ہوئیں۔

بارہواں باب

میں۔ کیا تم مہربانی کر کے مجھے بتا دو گے کہ یہ جگہ کونسی ہے اور میرا گھر کہاں ہے تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو۔

آدمی۔ (جو سپاہیوں کی وردی میں تھا اور جسے میں آیندہ سپاہی ہی کے نام سے پکاروں گی) تم کو اس سے مطلب۔

میں۔ خیر اگر تمہارا کوئی حرج ہو تو مجھے معاف کیجئے۔

سپاہی۔ لڑکی میرا حرج تو کوئی نہیں ہوا نہ تیرے پوچھنے۔ اور تیرے سوال نے مجھے کسی فکر میں مبتلا کیا ہے۔ بلکہ برعکس اس کے مجھے تجھ سے پوچھنا ہے کہ تو یہاں کیوں آئی۔

میں۔ اچھا ہو کہ مجھ سے تم یہ سوال نہ کرو۔

سپاہی۔ مجھے خیال ہے کہ میں نے تجھیں کہیں دیکھا ہے۔

سپاہی کا یہ کہنا تھا کہ مجھے ایک شبہ پیدا ہوا۔ اور میں سوچنے لگی کہ میں ہمیشہ محلوں میں رہی ہوں۔ میرے سایہ کو بھی کسی نے نہیں دیکھا۔ پھر بھلا ایک معمولی آدمی مجھے کیونکر دیکھ سکتا تھا۔ پھر بھی اس خیال کو میں نے کچھ زیادہ

وسعت دینا مناسب نہ سمجھا اور بات کو
یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ممکن ہے تمھارا خیال
صحیح ہو مگر تم یہ تو بتا دو کہ یہاں سے ریاست
کتنی دور ہے۔

ریاست کا نام سُنکر سپاہی کچھ سٹپٹا سا
گیا۔ بلکہ ڈر گیا۔ اور پھر اُس نے مجھے
ریاست کا تمام حال سُنانا شروع کیا۔ اور
اتفاق وقت کہ سب میں پہلے وہ یہی قصہ
لے بیٹھا۔ کہ ریاست میں اُس وقت بڑا
سوگ پھیلا ہوا ہے۔

میں — یہ کیوں۔

سپاہی۔ یہاں کے مہاراج کی ایک
پریمیت کھنچی تھی (اور اگر میری نظر
غلطی نہیں کرتی تو شاید وہ) مگر خیر اس
سے مطلب نہیں۔ ہاں اُس لڑکی اور
مہاراج کے لڑکے شیر سنگھ سے جو چند روز
میں گدی کا مالک ہونے والا ہے محبت
ہو گئی۔ مہاراج کو یہ محبت دل سے ناگوار
تھی۔ اس لئے اُنھوں نے بہتیری تو بہت
سی ایسی ایسی تدبیریں کیں جن سے
ان دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے
سے نفرت پیدا ہو جائے۔ مگر مہاراج کو اپنے
مقصد میں کامیابی نہ ہوئی اور وہ کچھ نہ
کر سکے۔ اُنھوں نے راج پتر کو سمجھایا۔
مگر وہ دست کش نہ ہو سکا اور مہاراج
کو صاف صاف جواب دیدیا۔ کیونکہ ؎

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے

مگر راج ہٹ مشہور ہے۔ آخر اس کا
جو کچھ نتیجہ ہونا تھا وہ ہوا۔ یعنی مہاراج کو
سخت رنج ہوا اور اُنھوں نے شیر سنگھ کو
باہچلان کرکے دیوانہ سمجھ کر قید میں ڈالدیا
مگر محبت ہائے وہ محبت جس نے قیس
سے خاک چھنوائی دیوانہ بنایا۔ فرہاد
کے سر پر بیرحمی سے تیشہ چلایا اُسی نے
شیر سنگھ کو بھی مجبور کیا۔ اور آخر اس نے
فراق کی سختیاں سہہ سہہ کر اُسی قید میں
اپنی جان دیدی۔

باپ کی محبت اور اکلوتا لڑکا بس
تم سمجھ لو کہ مہاراج کو کس قدر صدمہ پہونچا
ہو گا۔ اُنھوں نے غصہ میں آکر یہ کام کیا
مگر اس کا تلخ اور ناگوار نتیجہ برداشت کرنے
کو وہ تیار نہ تھے۔ اگرچہ وہ مجنون تو نہوے
مگر محبت پدری نے اُنھیں ایسا بیہوش
اور از خود رفتہ بنا دیا کہ لوگ اُنھیں مجنون
سے بدتر سمجھنے لگے اور اب تک وہ اسی حال
میں — (میں بات کاٹ کر) اچھا شیر سنگھ
کا یہ نتیجہ ہوا۔ مگر لڑکی کا کیا ہوا۔

یہ فقرہ میں نے صرف اس وجہ سے
کہا تھا کہ مجھے کم سے کم یہ پتہ چل جائے

کہ ہیں اس خوفناک طلسم میں کیونکر پہونچ گئی -

بڈھا سپاہی - لڑکی تو مجھے دھوکہ دے کر اپنے مفید مطلب سب باتیں پوچھ رہی ہے - اور میں جانتا ہوں کہ تو ہیں - اگرچہ تمھارا خیال غلط ہو - مگر کچھ دیر کے واسطے سچا سہی - مگر تم مجھے وہ حال سناؤ -

بڈھا سپاہی پھر ہنسا اور اس نے دوبارہ پھر ایک انتہائی نظر میرے اوپر ڈال کر پھر کچھ اندازہ کیا - اور آخر وہ پھر مجھ سے کہنے لگا -

افسوس ہے کہ تم مجھے اپنا راز داں نہیں بناتی ہو اس واسطے اب اگر کوئی ایسا لفظ میری زبان سے نکل جائے جو پھول وتی کی شان کے خلاف ہو تو آپ اپنی عصمت و عفت آبی کے صدقے میں معاف کر دینے کی ضرورت ہے -

میں - خیر آپ فرمایئے - اگر پھول وتی یہاں ہوتی تو معاف کر دیتی -

بڈھا سپاہی - ہاں مہاراج نے اسے بھی سمجھایا - مگر وہ کبھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آئی -

بڈھے سپاہی سے یہ سنکر مجھے بڑا غصہ آیا کیونکہ میں بیان کر چکی ہوں کہ مجھے اس سے ایک قسم کی نفرت تھی چہ جائیکہ کہ اس نے یہ کہا کہ وہ کبھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آئی - بس میں سمجھ گئی کہ ہوا بسطح دنیا سوئی کا پھاوڑا بنا دیا کرتی ہے - مگر پھر بھی مجھے ضبط کرنا پڑا کیونکہ ضبط نہ کرتی تو کر ہی کیا سکتی تھی - کمزور کا غصہ مار کھانے کی نشانی ہوتی ہے -

میں - ہاں پھر کیا ہوا

بڈھا - مہاراج کو اس لڑکی پر بھی بڑا غصہ آیا - اور انھوں نے اسکو مار دینا اور قتل کرا دینا چاہا - مگر کچھ خوف خدا پیدا ہو گیا - اور کچھ انھوں نے اپنی شجاعت کے نام پر دھبا لگانا نہ چاہا - اس واسطے وہ اس کے قتل کرنے سے باز رہے اور اُسے ایک ایسی جگہ ڈال دیا - جہاں میں نے سنا ہے کہ جنات رہتے ہیں اور انسان اور حیوان کا اس جگہ زندہ رہنا محال ہے وہ ایک برج ہے جسکے نیچے ایک تہ خانہ نظر آتا ہے اور وہ ریاست سے بہت قریب ہے کچھ زیادہ دور نہیں ہے جسوقت کہ شیر سنگھ مر گیا مہاراج کو حالت غیض و غضب میں خیال پیدا ہوا کہ جس کی وجہ سے میں نے اپنے اکلوتے بیٹے کو طرح طرح کے عذاب دیکر مار ڈالا - اور جس کے سبب سے سر دست اسوقت

میرے خاندان کا چراغ گل ہوگیا جس کی وجہ سے میری نسل قطع ہوگئی اس کو دیکھنا چاہیئے کہ آیا وہ زندہ ہے یا نہیں ہے اگر وہ زندہ ہے تو اسکو طرح طرح سے عذاب دے کر مار ڈالنا چاہیئے۔ اور اگر وہ مر گئی تو خیر۔

انھوں نے سوا بیچ کے دریافت کرنا چاہا۔ کہ جس جگہ وہ ڈالی گئی وہ وہاں اب تک ہے یا نہیں ہے۔

مگر دربانوں نے انھیں اپنے ارمانوں کے پورا ہونے کا موقع نہ دیا ایک یہ کہ اُس مکان میں کئی وجہ سے پہونچنا دشوار معلوم ہوا جس میں پھول وتی ڈالدی گئی تھی۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی کی ہمت نہ پڑی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ تہ خانہ کچھ عجیب بھید بنا ہوا ہے اس کا کسی کو پتہ نہ چلا ہے نہ چل سکے گا غرضکہ اسکے متعلق طرح طرح کی باتیں مشہور ہیں۔

الغرض جب مہاراج اپنے اُس ارادے کی تکمیل سے معذور و مجبور رہے تو اب انھوں نے اور تدبیر سوچکر اپنی آتش انتقام کو جو دوزخ کی طرح اُن کے سینہ پر کینہ میں بھڑک رہی تھی بجھانا چاہا۔ کیا کہ نجومیوں کو بلایا اور حال معلوم کرایا کہ دیکھو یہ مکان یہ تہ خانہ ہمارے کھولے کھل سکتا ہے یا نہیں اور وہ بدذات بدنصیب ابھی زندہ ہے یا نہیں تہ خانہ میں کیا ہے اور کیوں ہے

نجومی بیچارے حکم کی تعمیل نہ کرتے تو مارے جاتے انھوں نے اپنے علم کے زور سے نہایت ہی سمجھ بوجھ کر جواب دیا۔

مہاراج تہ خانہ کی عمارت معمولی نہیں ہے۔ یہ طلسم ہے یا طلسم نما ہے۔ بہر صورت خیال انسانی کا وہاں پہونچنا محال اور ناممکن ہے۔ اس میں دنیا بھر کے سامان موجود ہیں۔ جس لڑکی کو اس میں ڈال دیا گیا ہے یہ خاص اسی کے لئے ہے یا اُس کے لئے جو اُس کی جان و مال کا مالک بننے والا ہے۔ مگر اس کے لئے کچھ زمانہ درکار ہے۔

مہاراج۔ (غصہ سے) تو کیا اب تک وہ زندہ ہے۔ کیا اُس کو کھانے پینے کے لئے ملتا ہے۔

نجومی۔ خوفزدہ اور کانپتے ہوئے۔ مہاراج موت اور زندگی انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ کہتے ہوئے ڈرتے ہیں مگر کہنا ضرور پڑتا ہے کہ پھول وتی ابھی زندہ ہے۔ اور وہ خیریت کے ساتھ اس بلا سے نجات پا جائیگی۔

مہاراج۔ کیا تم لوگ بتا سکتے ہو کہ کب

وہ اس تہ خانہ سے بخیر و عافیت نکلے گی۔
نجومیوں نے بہت غور و خوض کے بعد پھر جواب دیا کہ فلان تاریخ میں وہ وہاں سے نکلے گی۔ اور وہ آج کی تاریخ تھی۔ چونکہ آتش انتقام اب تک فرو نہ ہوئی تھی اس لئے مہاراج نے دیوان منگل سین کو معہ چند سواروں کے اس کام پر متعین فرمایا۔ اور وہ اس وقت تک متلاشی ہے اور آج نہایت سرگرمی سے ادھر اُدھر ڈھونڈھتا پھرتا ہے۔

دیوان منگل سین کا نام سنکر میرے ہوش و حواس اور بھی غائب ہو گئے کیونکہ اس میں ایک خاص بات تھی۔ جسے میں کیا سناؤں۔

سیتا۔ واہ سکھی تمام حال سنایا۔ تمام قصہ بتایا۔ اب ایک بات چھپائے ڈالتی ہو یہ کیا کہو وہ بھی کہو۔

پھول وتی۔ جانے دو یہ دوسرا جھگڑا ہے۔
پھول وتی نے ہر چند ٹالنا چاہا۔ مگر سیتا بلا کی طرح مصر ہوئی اور کسی طرح نہ مانی تو مجبوراً پھول وتی کو وہ حال بھی سنانا پڑا کہ سنو۔

جب میرے پتا جی مہاراج زندہ تھے اس وقت منگل سین کے باپ دیوان تھے۔ منگل سین کے والد راجپوت ہیں اُنکی ذات میں کچھ کھوٹ نہیں ہے۔ اتفاق سے یا کسی وجہ سے ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر پھول وتی کی منگل سین سے شادی ہو جائے تو بہت اچھا ہو۔ ہونہ ہو میں سچ کہتی کہ یہ خیال اُن کے دل میں نہایت مضبوطی کے ساتھ جگہ پکڑ گیا۔ اور اُنھوں نے زبان سوال کھول دی۔ شادی ہو جانے میں کوئی ہرج نہ تھا۔ نقص نہ تھا۔ منگل سین ہونہار خوبصورت لڑکا تھا پڑھنے لکھنے کا اُسے شوق تھا۔ فنون سپہگری کو وہ جلدی کے ساتھ سیکھ رہا تھا۔ اس کا باپ دیوان تھا۔ ایک تو ریاست کے اکثر کاروبار اُس سے متعلق تھے۔ دوسرے بعض پولیٹکل معاملے ایسے بھی تھے کہ وہ بغیر منگل سین کے والد کے طے نہ ہو سکتے تھے اور اُنکے طے نہ ہونے سے ریاست کے بہت سے کام بگڑتے تھے۔
مگر میرے پتا جی مہاراج کچھ معمولی دل و دماغ کے آدمی نہ تھے۔ قدرت نے اُن کی آنکھوں میں مروت اور سرداری کے غیظ و غضب کی سرخی کو جگہ دیدی تھی۔ اُن کے دل میں ایک طرف رحم تھا تو ایک طرف غصہ بھی تھا دلیری بھی تھی اور دشمن سے انتقام کے خیالات بھی

بکھرے ہوئے تھے - اُن کا دماغ نہ صرف
تدابیر ملکی کے لئے اعلیٰ واقع ہوا تھا بلکہ
اعلیٰ اعلیٰ خیالات کا بھی مرکز تھا - یہی وجہ
اُنھوں نے منگل سین کے باپ کا سوال
قبول کرنا تو درکنار اُسے نہایت بری نظر سے
دیکھا - بلکہ منع کر دیا کہ آیندہ وہ کبھی
ایسی جرات نہ کرے - مگر نادانی اور جرات
جو چاہے سو کرائے - اُسے کبھی ناز تھا اور
ابھی دانشمندی اور دولت نے اُسے
کبھی ایک راجہ سے کم مغرور نہ بنا رکھا تھا
اُس نے وہ چار برس بھی گذرنے نہ دئے
اگلے دن ہی مہاراج سے دو بدو گفتگو کی
اُس گفتگو کے سنانے سے پہلے میں
ایک اور بات بتاتی ہوں - میرے چچا
جو آج کل راج پاٹ کے مالک ہیں یہ
در پردہ پتا جی کے ہمیشہ دشمن جانی رہے
ہیں اور ہمیشہ انتزاع ریاست کی
زبردست تدبیریں سوچتے رہے اور ہمیشہ
تباہی ملک کے خیالات انکے دل و دماغ
میں چکر کھاتے رہے ہیں - چنانچہ اسی
بنا پر یہ چھا دیوان میرے چچا سے ملا -
اور خفیہ خفیہ یہ قرار پایا کہ اگر مہاراج یہ
رشتہ پسند نہ کریں تو پھر انکو گدی سے
اتار دیا جائے - ورنہ کم سے کم معاملات کو
پیچیدہ کرنے میں اور دشواریوں کے
بڑھانے میں دونوں برابر کا حصہ لیں -
اور جس وقت کامیابی ہو چچا کو گدی
دیجائے اور علاوہ انعام کے منگل سین
کے باپ کو دیوان ہی رکھا جائے - بلکہ
سچ تو یہ ہے کہ دوبارہ سوال کا منشا ہی تھا
کہ جھگڑے کھڑے ہو جائیں چنانچہ دوسرے
روز دربار کا سین قابل دید تھا جب
حسب ذیل گفتگو ہو رہی تھی -

دیوان جی - مہاراج جان بخشی ہو تو بندہ
اجازت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں -

مہاراج - بہتر ہے کہ تم کوئی ایسا جھگڑا
نہ چھیڑو جس سے مجھے صدمہ پہونچے اور
تمھاری ذات کو نقصان ہو - اس سے
کیا فائدہ -

دیوان - خیر خواہ دولت - اور نمک خوار قدیم
کا یہ منشا ہرگز نہیں ہے -

مہاراج - اگر تم اپنے عہد پر قایم رہو گے
تو میں خوشی سے سن لوں گا -

دیوان - مجھے کل اک معمولی سوال پر
جھڑک دیا گیا - حالانکہ میں اپنے سوال
کے پورے ہونے کا مستحق تھا اور اسکا ہرگز
سزاوار نہ تھا جو برتاؤ کیا گیا -

مہاراج - جو کچھ سوال تم نے کیا تھا
در اصل بہت فروگذاشت کی گئی ورنہ
یہ ضرور تھا کہ تم کو اچھی طرح ذلیل کیا جاتا -

دیوان - مہاراج میں ان الفاظ کا سننا نہیں چاہتا -

مہاراج - اگر تم اس سے زیادہ کچھ کہوگے تو تم کو فوراً دربار سے نکلوا دیا جائیگا

دیوان - اگر ایسا ہوگا تو آپ اس کا برا نتیجہ دیکھیں گے -

مہاراج - چند خدمات کی وجہ سے تم ایسا کہہ سکتے ہو - مگر یاد رکھو کہ ہم صرف اپنے اقبال کے بھروسہ پر راج کا انتظام کر رہے ہیں نہ کہ . . . .

دیوان - میں نہایت ادب اور انتہائی زور کے ساتھ پھر درخواست کرتا ہوں کہ میرا سوال پورا ہو جانا چاہیئے -

مہاراج - بہتر ہوگا کہ تم اس وقت ہمارے سامنے سے چلے جاؤ - ہم نہیں چاہتے کہ اُس عزت میں جو خود ہم نے تمھیں دی ہے رخنہ اندازی ہو - اور اُس احترام کو خاک میں ملایا جائے - جسکو برسوں میں تم نے حاصل کیا ہے -

دیوان - آپ کچھ نہیں کر سکتے اور میں یقینی جلد آپ کو دکھا دونگا کہ آپ خوشامدانہ لہجے سے مجھے بلائیں گے اور کہیں گے کہ میں ہر طرح کا سوال پورا کرونگا ایک دیوان کے لیئے اس سے زیادہ کونسی حقارت ہوگی کہ ایک ملک خواہ وہ کیسا ہی ذی اقتدار کیوں نہو اس طرح دوبدو گفتگو کرے اور جواب دے چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مہاراج کو اور بھی زیادہ غصہ آیا - اور انھوں نے دیوان جی کو اسی وقت دربار سے نکلوا دیا - اس کے بعد دیوان جی نے جو کچھ کارروائیاں کیں اُن کا بیان کرنا طول عمل سے کم نہیں ہے - نیز انکا ہمارے قصہ سے بہت کم تعلق ہے - اس واسطے میں انھیں چھوڑے دیتی ہوں - وہ باتیں جو خاصکر مجھ سے متعلق ہیں بیان کر دینی ضروری ہیں بیان کرتی ہوں -

ظاہر ہے کہ متخاصمین ایک دوسرے کے زک پہونچانے اور آزار دینے کے واسطے سبھی کچھ کرتے ہیں ادھر جب انھوں نے اپنی کارروائیاں شروع کیں - مہاراج نے بھی وہ سب کچھ کیا جو اُن کو کرنے کی ضرورت تھی - چونکہ با اقبال آدمی سے لڑنا کچھ زیادہ مفید نہیں ہوتا - بلکہ اپنے ہی کو نقصان ہوتا ہے - اس واسطے دیوان جی کو اُن کے تمام منصوبوں میں ناکامی ہوئی - اور وہ بال بھی بیکا نہ کر سکے جب ہر طرح اپنی تدبیریں کرتے کرتے تھک گئے اور ادھر تبدیل سے کچھ زیادہ کی نفاقت سے باہر نہیں تکالیف پہونچائی گئیں

تو مجبوراً انھیں وطن چھوڑ دینا پڑا - اسکے بعد انھیں کبھی اپنے وطن کی صورت دیکھنی نصیب نہ ہوئی - انھیں اس رنج نے بہت کم زندہ رہنے دیا - مگر انھوں نے منگل سین کو آخری وقت میں چند ایسی نصیحتیں کیں جن کا منشا یہ تھا کہ اگر چار نہ تواند پسر تمام کند - یعنی جس طرح سے ہو وہ مہاراج کو نقصان پہونچائے اور حتی الوسع کوشش کرکے میرے ساتھ شادی کرے - اتفاق وقت ادھر وہ بھی بیمار ہوئے - اور ادھر میرے والد ایک وبائی بیماری میں فوت ہوگئے مگر دیوان جی بھی جانبر نہ ہوسکے اُن کا پیمانۂ زندگی بھی بھر کر چھلک گیا -

اب پھر ہوا بدل گئی - لیکن میں ذکر کرچکی ہوں کہ اس میں چچا کے اغراض شامل تھے - اور وہ بھی اس سازش میں دل و جان سے ساعی تھے کہ اس وقت وہ قدرتی طریق سے ریاست کے مالک ہوسکے - اور اب ہر طرح خود مختار تھے - اس لئے منگل سین کے باپ کی خدمات کو یاد کرکے انھوں نے منگل سین کو اس کے باپ کی جگہ دیوان کردیا - اور وہ درپردہ اس فکر میں پڑگئے کہ میری شادی اس کے ساتھ کردی جائے - مگر مقدر نے ایک اور بھی پلٹا کھایا - یعنی شیر سنگھ کو مجھسے محبت پیدا ہوگئی - اور وہ میرے اوپر دل و جان سے عاشق ہوگیا -

یہ بات منگل سین کو بھی معلوم ہوئی اور وہ آگے کو کچھ جرات نہ کرسکا - ورنہ وہ سب کچھ کرتا - بلکہ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ شیر سنگھ سے اور اس سے دو ایک مرتبہ سخت سخت باتیں بھی ہوئیں - اگرچہ منگل سین دب گیا مگر آتش محبت یا نار اشتعال نے اسکا پیچھا نہ چھوڑا اور وہ اسی فکر میں تھا مجھے بھی کبھی کبھی یہ خبریں مل جایا کرتی تھیں مگر میں اسکی پرواہ کبھی نہ کرتی تھی پھر آگے جو کچھ ہوا وہ تمھیں پہلے سنا چکی -

اچھا اب میں قصہ کو پھر وہیں سے شروع کرتی ہوں جہاں سے دوسری طرف پھر گئی تھی - یعنی یہ سنکر کہ منگل سین میری تلاش میں ہے میری آنکھوں کے سامنے خوف کی بجلی کوند گئی - اور میرے چہرہ پر زردی پھوٹ پڑی - سپاہی اسکا مطلب سمجھ گیا - اور بولا -

بڈھا سپاہی - تم فضول مجھسے اپنا حال چھپاتی ہو - مجھے اپنا خیر خواہ سمجھو تو میں بھی اپنا حال سناتا ہوں تمھارے پتا جی

مہاراج کا میں ایک خاص غلام تھا۔ اور
ہمیشہ اُن کی خدمات کرکے اپنی عزت
بڑھاتا رہا۔ اسی وجہ سے اُنھوں نے بھی
مجھکو اتنا کچھ دیا ہے کہ تمام عمر کے واسطے
مستغنی کردیا۔ جس وقت کہ یہ ملکی جھگڑے
پھیلے۔ مہاراج کا انتقال ہوا۔ میرا جی نہ
چاہا کہ بقیہ عمر میں کسی دوسرے کی خدمت
میں رہ کر ہر بات میں اُن کی یاد کرکے
اپنے دل کو ہلکان کروں۔ اس واسطے
میں نے نوکری چھوڑ دی۔ اور چاہا کہ
باقی عمر پرماتما کی یاد میں گذار دوں۔
جب تمھارے متعلق جھگڑے ہوئے
میں ہر ایک بات کو بڑے غور سے اور
نہایت ہی تفتیش کے ساتھ سنتا رہا۔
تمھارے نکالے جانے شیر سنگھ کے مرجانے
کی خبروں نے میرا کلیجہ دہلا دیا۔
نجومیوں کے بلائے جانے اور تمھاری
گرفتاری کا بھی تمام قصہ مجھے ایک ایک
کرکے معلوم ہوگیا۔ کیا تم خیال کرسکتی ہو
کہ یہ سنکر مجھے رنج نہ ہوتا۔ رنج ہوا۔ بلکہ
میرے کان ان الفاظ کو سن نہ سکے میری
جان نکل گئی۔ اور میں نے ارادہ کرلیا کہ
میں تمھیں بچاؤں۔ جنگل میں کے ساتھ ہی
ساتھ میں بھی تھا اتفاقی تھا۔ شکر ہے
کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔
کیا تم اب بھی مجھے نہ بتاؤگی کہ میں
پھول وتی ہوں دیکھو وقت بہت کم
ہے احتیاط کی ضرورت زیادہ ہے۔
سپاہی سے یہ حال سنکر مجھے یہ خیال
پیدا ہوا کہ اگر اب میں اور زیادہ احتیاط
کو کام میں لاتی ہوں تو یقینی میرے
اوپر وہ مثل صادق آجاتے گی۔ کہ
زیادہ چھاننے میں گدلا ہوجاتا ہے لہذا
میں نے بےتکلف کہدیا کہ ہاں پھول وتی
میں ہی ہوں۔

تیرھواں باب

آسی

جنکی قسمت میں ہے کلفت اُنکو پھر راحت کہاں
دل کے ٹکڑے اڑے غنچہ اگر کھل بھی گیا

جس وقت کہ میں نے بڈھے سے
سچا سچا حال کہہ دیا۔ تو اُس نے مجھ سے
کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تم اپنا لباس تبدیل کرد
یں۔ اول تو میں کچھ جانتی ہی نہیں
اور اگر جانتی بھی تو اس وقت مجھ سے
کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ جو کچھ آپ کرسکیں
وہ کیجیے۔
بڈھا۔ لو یہ چہرہ تم اپنے چہرہ پر چڑھاؤ
میں۔ بہت اچھا۔
یہ کہہ کر جیسا کہ اُس نے کہا تھا میں

نے چہرہ اپنے چہرہ پر منڈھ لیا۔
بڈھا۔ لو تم اب یہ کپڑا بجائے صافے کے اپنے سر پر باندھ لو۔
میں۔ بہت اچھا۔
چنانچہ میں نے یہ بھی کیا۔
اس کے بعد بڈھے سپاہی نے اپنے پاس سے ایک شیشی نکالی اور اس میں سے کچھ روغن لیکر میرے چہرے پر مل دیا اور اس کے بعد ایک آئینہ مجھے دیا کہ لو اب تم پہچانو کیا پھول وتی کی اور تمھاری شکل میں کچھ مشابہت باقی ہے
جون ہی میں نے آئینہ اپنے ہاتھ میں لیا خود حیران ہوگئی۔ پھول وتی کیسی میری صورت اس وقت کسی عورت سے نہ ملتی تھی۔ بلکہ صافہ بندھنے اور چہرہ چڑھ جانے سے میں ایک مرد کی صورت معلوم ہوتی تھی۔ اور جہاں تک مجھے خیال تھا۔ کوئی باوجود کوشش کے بھی مجھے پہچان نہ سکتا تھا میں اپنے دل میں بڈھے کی خیرخواہی اور بہترین تدبیر اور اپنی جان بچ جانے کی خوشی پر انتہا سے زیادہ خوش ہوئی۔ اور جواب میں میں نے شکریہ کی نظر سے بڈھے کو دیکھا اور سلام کیا۔
بڈھا۔ بہت اب سے تمھیں اپنی بیٹی کہونگا۔ اور کسی دوسرے کے سامنے تمھیں سردار صاحب کہہ کر پکاروں گا۔
میں۔ ہاں جو کچھ آپ مناسب سمجھیں۔
ہم دونوں یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایک طرف کچھ گرد سی اڑتی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور آن کی آن میں کئی ایک سواروں کی شکلیں ہماری آنکھوں کے سامنے پھرنے لگیں۔
بڈھا۔ اُف۔ بدقسمتی۔
میں۔ (گھبراکر) آخر یہ اُف آپ نے کیوں کی۔
بڈھا۔ آہ کیا کہوں۔ ؎
بعد مردن بھی خیال رخ قاتل ہے وہی
جس سے ہم آنکھ چراتے تھے مقابل ہے وہی
میں۔ آپ کچھ بتائیے۔
بڈھا۔ ریاست کے وہ سوار جن کا مجکو ڈر ہے اور جو تمھاری تلاش میں پھرتے ہیں وہ آن پہونچے۔
میں۔ (کانپ کر) تو اب کیا کریں۔
بڈھا۔ ہمت کرو۔ دعا کرو۔
میں۔ ہائے (یہ کہکر بیہوش ہونے والی تھی)
بڈھا۔ بیٹی ان باتوں سے تو ہم اگر بچ بھی جاتے تب بھی نہ بچ سکیں گے۔ دیکھو اگر تم سنبھلی رہیں تو شاید اس صورت میں کوئی تم کو نہ پہچانے گا اور اگر یہ کم ہمتی

ہے تو خدا حافظ اگر تم نے ہمت کی تو
میں تمھیں امید دلاتا ہوں کہ جب تک
میں زندہ رہوں گا اس وقت تک تمھیں
کوئی نقصان نہ پہونچنے دوں گا۔
بڈھے کے بہت زیادہ سمجھانے سے
میں سنبھل گئی۔ اور آیندہ اپنی قسمت
کے فیصلے کی منتظر رہی۔ سوار بڑی تیزی
کے ساتھ چلے آ رہے تھے۔ اور ہم دونوں
اطمینان سے ایک پتھر کی چٹان پر بیٹھے
ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ہمارے
پاس آپہونچے۔ اور میرا دل کانپنے لگا
اور طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگے مجھے
گھیر لیا اور میں پہچان گئی کہ ان میں سے
ایک سوار دیوان منگل سین بھی تھا۔
سوار اگرچہ بڑی تیزی سے جا رہے
تھے۔ مگر ہم دونوں کو دیکھ کر وہ اک دم
تھم گئے اور گرفتاری کی بدنما تصویریں
میری آنکھوں میں گھومنے لگیں۔
منگل سین۔ (بڈھے سے) اگر میری نظر
غلطی نہیں کرتی تو تم ہر سنگھ ہو۔
بڈھا۔ شاید (اچھا مطلب؟)
منگل سین۔ تم پہلے مہاراج کے بڑے
خیرخواہ مشہور ہو۔
بڈھا۔ پھر۔
منگل سین۔ اور یہ بھی سنا ہے کہ تم
پھول دتی کو بچانے کا ارادہ کرکے نکلے ہو
بڈھا۔ اگر ایسا ہے بھی تب بھی میں
کچھ قصوروار نہیں ہوں۔
منگل سین۔ مگر یہ مہاراج کے
خلاف ہے۔
بڈھا۔ مہاراج نے جو کچھ ارادہ کیا
وہ بالکل بیجا ہے۔ مانا کہ پھول دتی
نے شیر سنگھ کو مار نہیں ڈالا۔ غور کیا جائے
تو یہ سب مہاراج کا قصور ہے۔
منگل سین۔ میں بحکم مہاراج تم کو
گرفتار کرتا ہوں۔
بڈھا۔ میں مہاراج کا حکم ماننے کے لئے
تیار نہیں ہوں۔
منگل سین۔ لیکن تم کو زبردستی ماننا ہوگا
بڈھا۔ تم کہے جاؤ۔
منگل سین۔ (دو سواروں سے)۔
اس کی گستاخانہ گفتگو کی اسے سزا ملنی
چاہیے اور تم اس کو گرفتار کرنے کے لئے
بہت تیار ہو جاؤ۔
سوار تو حکم کے منتظر تھے ہی۔ مگر شاید
بڈھا بھی اپنی گرفتاری کے حکم
کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ شیر کی طرح اٹھا
اور اس نے اپنی تلوار نکال کر ایک
پھرتی سے حملہ منگل سین پر ایسا کیا کہ
کہ اگر منگل سین کو فنون جنگ میں مہارت

حاصل نہ ہوتی تو یہ حملہ اُسے بہت کچھ نقصان پہونچاتا منگل سین بچ گیا۔ تو بڈھے نے پھرتی سے دونوں سواروں کے حملوں کا جواب دینا شروع کیا اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے ایک سوار کا داہنا بازو بیکار ہوگیا اور دوسرے کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ اب بڈھا پکار کہنے لگا کہ منگل سین ابھی خیریت ہے۔

منگل سین۔ اس سے تمھارا کیا مطلب ہے

بڈھا۔ یہ کہ اب بھی تم مان جاؤ۔ اور مجکو گرفتار کرنے کا خیال اپنے دل سے ایسا نکال دو جیسے یہ وہم کبھی تمھارے دل میں نہ آیا تھا۔

منگل سین۔ یہ ناممکن ہے۔ بلکہ اب تک بدلنا چاہتا ہے۔

یہ کہکر اُس نے سب سوار دنکو یکبارگی حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اور بڑے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی جس کے نتیجہ کا بوجھ علم ہونے کے میں بڑی بے صبری سے انتظار کرنے لگی۔ کیونکہ اسی کے فیصلے پر میرا فیصلہ تھا۔

مگر ظاہر ہے کہ دس پندرہ سواروں کے سامنے ایک شخص جس کے پاس گھوڑا تک بھی نہ ہو وہ کیا کر سکتا ہے پھر بھی میرے تقی سے

شکست و فتح تو ہے اوربات پر اسے میر مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا

میرے اوپر جان فدا کرنے والے میرے بچانے والے سپاہی نے پھر بھی پانچ چھ آدمیوں کو راہی عدم کر دیا۔ مگر آخر کب تک مقابلہ کرتا۔ سواروں کے دل کے دل اس کے اوپر ٹوٹ رہے تھے تلواروں کی بجلیاں ہر طرف سے اسپر چمک رہی تھیں۔ زخموں کا اور تیروں کا مینہ اس پر برس رہا تھا۔ یکایک اس کا نخل ہستی کٹ گیا اور اک دم اس کا لاشہ زمین پر تڑپتا ہوا نظر آیا۔ جسے دیکھکر میں نے ضبط بھی کیا مگر پھر بھی میرے آنسو نکل پڑے۔

ہائے ابھی میرا مہربان بڈھا تڑپنے ہی میں ہی مصروف تھا۔ کہ ظالم منگل سین میری طرف بڑھا اور اس نے کہا کیا تم بھی کچھ بدلا لینا چاہتے ہو۔

میں۔ اس قابل نہیں۔ نہ میں کچھ مزاحمت کرونگا۔

منگل سین۔ مگر پھر بھی تم کو بتانا پڑیگا کہ تم کون ہو۔

میں۔ یہ مجھ سے نہ پوچھو۔

منگل سین۔ اگر تم ایسے ہاتھی کے ہاتھ نہ ہوتے تو تم سے کچھ پوچھنے کی کوشش

نہ کی جاتی ۔

مین ۔ میں اگرچہ اُسکے ساتھ ہوں مگر میں خود باغی نہیں ہوں ۔

اس درمیان میں کہ میں منگل سین سے باتیں کر رہی تھی میرے منھ پر ایک رنگ جاتا تھا ایک آتا تھا اور میں بے حد پریشان تھی ۔ اگر اُسے کچھ بھی علم قیافہ میں دخل ہوتا تو وہ خود ہی پہچان لیتا کہ یہ معاملہ کچھ اور ہے ۔ مگر وہ پہچان نہ سکا اتنے میں اور رنگ بدلا انھیں سواروں میں سے ایک سوار نے منگل سین کو علیحدہ بلایا ۔ اور اس سے کچھ خفیہ باتیں کہیں جسے میں یہ سمجھی ہوئی ہوں (کہ اُس نے یہ کہا یہ کوئی عورت ہے)

منگل سین نے جواب دیا ۔ یہ تم نے کیونکر جانا ۔

سوار ۔ اسکے لب ولہجہ اور اسکی صورت سے

منگل سین ۔ پھر کیونکر معلوم کیا جائے ۔

سوار ۔ اس کی تلاشی لی جائے ۔

جب اُن دونوں میں آہستہ آہستہ یہ باتیں ہو رہی تھیں میں نے بھی سب باتیں سنیں اور مجھے اپنی عزت و آبرو کا خوف پیدا ہوا ۔ پہلے پہلے میں نے اپنے دل میں اس بات پر غور کیا کہ کیا مجھے تلاشی کا انتظار کرنا چاہیے ۔ یا ابھی سے اپنا نام اور حال صاف صاف بتا دیا جاوے آخر میرے دل نے مجھے یہی صلاح دی کہ ظالم منگل سین اس مشورہ پر عمل کئے بغیر رہ نہیں سکتا اس سے یہی مناسب ہے کہ جب یہ ارادہ کرے میں فوراً اپنا نام اور حال بتا دوں ۔ کیونکہ اب سوائے خدا کے مجھے اور کوئی بچانے والا موجود نہیں ہے ۔ اسی لئے جس وقت میں نے دیکھا کہ اب یہ اس سوار سے باتیں کر کے فارغ ہوا اور میری طرف آنا چاہتا ہے تو میں نے کہا ۔ آپ میرے پاس نہ آیئے ۔

منگل سین ۔ اطمینان رکھو تم سے تمھارے خلاف شان کوئی بات نہ کہی جائے گی ۔

میں اس خیال سے خوش ہوئی اور خاموش رہی اور سمجھی کہ شاید پردہ بچا رہیگا اور کچھ دنوں کے واسطے میری زندگی نکل آئے گی ۔

منگل سین ۔ میرے پاس آکر تم اپنا نام ضرور بتاؤ ۔

میں ۔ کیوں ۔ یہ نہ ہوگا ۔ اس لئے کہ میں نے ابھی کوئی نام تجویز نہ کیا تھا ۔ اس کے سوا ابھی دو تین باتیں اور بھی ہوئیں تھیں ۔ اتنے میں آواز آئی

(پھول وتی) ہائے اس وقت کو یاد
کرکے پچھتاتی ہوں جب بے اختیاری
کے عالم میں میری زبان سے وہاں
کا منحوس لفظ نکلا) اور مجھپر منگل سین نے
کالی پیلی آنکھیں نکال کر ان سخت
الفاظ سے مجھکو یاد کیا - افسوس تم نے
مجھسے ابھی انکار کیا تھا - اور ابھی اپنے
جھوٹ کا خود اقرار کرلیا -

میں - اچھا اب جبکہ تمھیں میرا نام
بھی معلوم ہو گیا تو تم کیا کرو گے -

منگل سین - میں اس وقت تک صرف
تمھاری ہی تلاش میں سرگردان اور
پریشان ہوں اور کسی اپنی خاص
غرض سے نہیں بلکہ مہاراج کے حکم
سے - ایسے کیسے نوجوان کو تم نے
خاک میں ملایا ہے سچ تو یہ ہے کہ اب
کیسا ہی برے سے برا برتاؤ بھی تمھارے
ساتھ ناموزوں نہیں ہے -

میں - افسوس دنیا اندھی ہے - کوئی
حق و انصاف پر غور کرنے والا نہیں ہے اچھا
دیوان جی اب میں تم سے اور کچھ نہ
کہوں گی - اب ابھی کسقدر پریشان کرتی ہوں
چلو - جہاں چلنا چاہو -

منگل سین - تم اس وقت میری [illegible]
[illegible] سکتا ہوں اگر تم چاہو -

میں - کوئی نہیں چاہتا کہ میری جان جائے

منگل سین - تو کیا تم بھی اپنی جان بچنے
کی خواستگار ہو -

میں - ہاں -

میں اپنے دل ہی دل میں خدا کا شکر
کر رہی تھی کہ وہ بیکسوں کی امداد کیلئے
دشمنوں کو مہربان کر دیتا ہے - جیسے
اس وقت میں اپنے ایک زبردست
دشمن کو دیکھ رہی ہوں - مگر میں سہم
گئی جس وقت اس نے میری اس
درخواست کو سنتے ہی اپنے ساتھ کے
سواروں کو کہہ دیا کہ تم سب الگ چلے جاؤ
اور ان کے چلے جانے کے بعد مجھ سے
یہ باتیں کرنے لگا -

منگل سین - کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو
کہ میں کچھ مفید مطلب باتیں کروں -

میں - ہاں کہو - مگر کوئی ایسی بات
جس سے مجھے رنج ....

منگل سین - نہیں نہیں اطمینان رکھو
کہ اس وقت کیا میں بھی تمھیں رنج
پہونچانے کی کوشش نکرونگا ہائے صد
مجھے ہم پہ دعا دینے کو ظالم کس کا دل لائے
برا کہنے کو جو تم میں بھلا منھ سے نکلتا ہے

میں - خیر مجھی سے بحث نہیں ہے
اسوقت کہو کیا کہتے ہو -

مشکل بہن - بہتر یہ ہے کہ میں اور تم کسی
محفوظ مقام پر چل کر بیٹھیں -
بیتا - جیسے بہتر ہو کرو -
مشکل بہن - اچھا اٹھو اور میرے
گھوڑے پر سوار ہو جاؤ -
بیتا - سچ تو یہ ہے کہ جان کا خوف
برا ہوتا ہے - اور یہ بڑی پیاری چیز ہے
میں نے بغیر کسی پس و پیش کے گھوڑے
پر بیٹھکر مشکل بہن سے باتیں کرنا شروع
کیں - مگر اس وقت کی یاد رہی ہوئی
باتیں ذکر کے قابل نہیں ہیں سوائے
اس کے کہ مشکل نے بڑے زور سے گھوڑا
بھگایا اور آناً فاناً میں وہ ایک بوسیدہ
عمارت کے دروازہ پر جا پہنچا خود بھی
گھوڑے سے اترا اور مجھے بھی اترنے کو
کہا میں بھی گھوڑے سے اتری - اور
اس کے ہمراہ ایک دروازہ سے ہوتی
ہوئی مکان کے اندر پہونچی -

چودھواں باب

برسات کا موسم - شام کا وقت
آسمان پر کالی گھٹاؤں کا آنا ٹھنڈی
ہوا چلنا سبزہ کا لہلہانا اگرچہ طبیعت خوش
کا سبب ہوتا ہے - مگر سچ تو یہ ہے مجھے یہ
کچھ بھی اچھا معلوم نہ ہوتا تھا - تم ضرور
پوچھوگی کہ کیوں - اس وجہ سے کہ
ایک تو یہ سب باتیں کچھ اس وقت
اچھی معلوم ہوتی ہیں - جب دل میں
فارغ البالی ہو - اور میں فارغ البالی
کے بدلے - ایک دشمن جانی کے قبضہ
میں پھنسی ہوئی تھی - اس پر بھی جان
کا خوف تھا کہ بچے یا نہ بچے عزت و آبرو
کی طرف سے بھی میں بے فکر نہ تھی ان
سب پر یہ غضب اور بھی جان کاہ تھا -
کہ وہ ویرانہ اور ہو کا مقام تھا - اگرچہ
مکان شکستہ نہ تھا - مگر بڑی بڑی
گھانس - اور جنگلی خود رو درختوں اور
چمگادڑوں وغیرہ کے بیٹھے گھونسلوں
زمین کے بڑے بڑے سوراخوں نے
اسے ایک ہولناک سا بیابان کا منظر بنا دیا
تھا - اور وہ کسی طرح اس قابل نہ تھا کہ
کوئی وہاں دم بھر کے واسطے بھی ٹھہر سکتی
مگر ٹھہری کیونکر دوسری جان درویش -
اس وقت دشمن ہی کو اپنا مونس و غمگسار
سمجھی - اور بیٹھ گئی -
مشکل بہن - تم تھکی معلوم ہوتی ہو
کچھ کھا لو -
بیتا - اگرچہ یہ سچ ہے - مگر نہیں -
یہیں سے مشکل بہن نے اپنی گفتگو

کا رنگ بدلا وہ کہنے لگا ہائے
پیاری پھول وتی ۔
دل ربائے تم تو بیٹھی ہو بغل میں چین سے
ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا
کیا تمھیں خبر ہے کہ شیر سنگھ کی طرح
اور کوئی بھی تم پر مدت سے اپنی جان
نثار کرتا ہے ۔ کیا تمھیں معلوم ہے کہ
کوئی دل سوختہ راتوں تمھاری تصویر
خیالی کو دیکھکر آہیں کرتا ہے ۔ کیا تم
جانتی ہو کہ کوئی غمزدہ ہمیشہ تمھارے
درد نارواں کی یاد میں آٹھ آٹھ آنسو
روتا ہے ۔ کیا تمھیں علم ہے کہ ایک
دلدادہ مر رہا ہے ۔ اس کے دل کی
طرح اس کی جان بھی جاتی ہے مگر کچھ
نہیں کر سکتا ہے ۔ مگر آہ تم بے خبر ہو ۔
تمھیں معلوم نہیں ۔ تم نہیں جانتی ہو
تمھیں علم نہیں ہے کہ عشق ایک دبی
ہوئی آگ ہے جو کبھی نہ کبھی ضرور بھڑک
جاتی ہے ۔ اور اس کے اندر وہ تند و اثر
حرارت ہے جو دم کے دم میں عاشق کو
خاک سیاہ کر دیتی ہے ۔ مگر ساتھ ہی اس میں
ایک جذبہ بھی موجود ہے جو رنگ لائے
بغیر رہ نہیں سکتا ہے جیسا کہ خوش قسمتی
سے میں آج دیکھ رہا ہوں ۔ پیاری
تمھیں معلوم ہے کہ آج سے نہیں بلکہ
مدت سے میرے دل میں اور میرے
گھر والوں کے دل میں تمھاری آرزو ہے
اور وہ سب تمنا کرتے ہیں کہ تمھارے
یہ نازک نازک قدم یہاں آکر اسکے
میرے پیر چھوٹے ننھے) ہمارے سر اور
آنکھوں پر رکھے جائیں مگر اس غریب
خاندان کی ۔ یا تمھارے غریب عاشق
کی آرزو پوری ہو ۔ یا یہ تقدیر نے
یہاں تک کبھی اختیار کی ہے کہ تمھاری
صورت کو بھی ترسا دیا ۔
میں مینگل نہیں بہتر ہے کہ تم دکھے ہوئے
دل کو نہ دکھاؤ اور اپنی گفتگو کا سلسلہ
یہیں ختم کر دو ۔ ورنہ ایک غریب
لاوارث لڑکی کی بددعا کچھ کم اثر نہیں
رکھتی ہے ۔ زمین پھٹ جاتی ہے ۔ آسمان
کے ٹکڑے اڑ جاتے ہیں جانور چیخ اٹھتے
ہیں درخت کف افسوس ملنے لگتے ہیں
عرش بریں کانپ جاتا ہے ۔ جب وہ
اپنے دل سوختہ سے ایک آہ کھینچتی ہے
اور بے اختیار اس کا نالہ بلند ہو جاتا
ہے ۔ دیکھو اب بھی کہنا مانو اور سمجھو کہ
اس وقت سے ڈرو جب ایک
بے گناہ کے خون میں اپنے ہاتھ رنگو گے
دنیا میں بدنام ہو گے اور عاقبت
کے گنہگار ۔ آہ ۔ سو [illegible]

نہ رسد از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

یہ کہہ کر میں خاموش ہو گئی۔ مگر جس
دل میں خدا کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ
کب کسی کی سنتا ہے۔
منگل سین۔ میری پیاری پھول وتی
نہ ستاؤ۔ نہ ستاؤ۔ اب بھی میرا کہنا مانو
میرے ساتھ شادی پر رضامند ہو جاؤ
میں ابھی مہاراج سے تمھاری جان بخشی
کراتا ہوں۔ اور آیندہ زندگی کے لئے
تمھارے خوش و خرم رکھنے کا کفیل
ہوتا ہوں
میں۔ اچھا ہوتا اگر تم مجھے مہاراج
کے پاس لے چلو۔ کیونکہ اگر وہ مجھے
مار ڈالیں گے تب بھی میں بہت خوش
ہوں گی کہ اپنے ایک بزرگ کے
حکم سے ماری جاؤں گی برعکس اسکے
کہ تمھارے ساتھ شادی کر کے میں
اپنے والد کی روح کو صدمہ پہنچاؤں
منگل سین۔ یہ سب کہنے کی باتیں
ہیں۔ والد کی روح کو صدمہ نہیں پہونچ سکتا
میں۔ پھر بھی تم مجھے یہ کچھ نہ کہو۔
منگل سین۔ میں تم سے ایک مرتبہ
پھر خوشامد کرتا ہوں۔ ورنہ میں یہ بھی
سنائے دیتا ہوں کہ میں اپنے غصہ
کے لئے مشہور ہوں۔

بے کسی اور بے بسی میں ایک میں کیا
سبھی کے ہوش اڑ جاتے ہیں ایسے ہی
منگل سین کا غصہ دیکھکر میرے حواس
باختہ تھے۔ میں دل میں اپنی رہائی کیلیے
دعائیں مانگ رہی تھی کہ یکایک میری
آنکھوں نے ایک اور ہوش ربا سانحہ
دیکھا یعنی جیسے ہی اس نے چاہا کہ
وہ مجھ پر دست درازی شروع کرے
اور ناجائز طریقہ سے ایک بیکس لڑکی
کو اپنی ہوس کا شکار بنائے۔ خدا نے
مجھے بچایا میری مدد کی۔ اور اس بلا
سے نکال دیا۔ اگرچہ تازہ بلا میں پھنسا دیا
جسے میں نے اس وقت زیادہ بہتر سمجھا
یعنی کھٹکا ہوا اور پیروں کی چاپ
سنائی دی جس سے ہم دونوں سمجھ گئے
کہ ضرور کوئی نہ کوئی آ رہا ہے اور یہ
خیال صحیح نکلا یعنی آپکو پہلے ہی معلوم ہے
کہ چور کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے اسلئے
منگل سین نے تھوڑی دیر کے واسطے
اپنے تمام ارادوں کو چھوڑ دیا۔ اور
دروازہ کی طرف دیکھتا رہا جس وقت
تک کہ ایک جوان نئی شکل۔ جو اپنی
خوبصورتی کی وجہ سے تو ہرگز نہ سمجھا
جا سکتا تھا کہ کوئی ڈاکو ہے۔ مگر دراصل

وہ ایک ڈاکو تھا۔ سامنے آکھڑا ہوا۔ مجھے ضرورت ہے کہ اب میں تمھیں اسکے حلیہ سے بھی مطلع کردوں۔

اس کا رنگ گندمی نہ تھا۔ بلکہ سرخ و سفید تھا۔ چہرے پر خون کی سرخی اور اُس کے رخساروں کی رونق اسکی جوانی کو چار چاند لگا رہی تھی۔ اُسکی خوشنمائی اُس کے پتلے پتلے ہونٹ اسکی ستواں اور لمبی ناک اُس کے موتی کے طرح آبدار دانت بلاشک ایسے تھے جسے دیکھکر مرد تو مرد ایک عورت بھی اپنے دل میں جگہ دئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس کی بڑی بڑی سیاہ اور سفید ڈورے پڑی ہوئی آنکھیں ایک بھولے بھالے دل پر اپنا قبضہ کر لینے کو بہت کافی تھیں مگر پھر بھی اُن سے دلیری اور بہادری کے آثار نمایاں تھے۔

اس کی لمبی لمبی مونچھیں جو ہونٹوں کو سایہ کر رہی تھیں بہت بھلی معلوم ہوتی تھیں اور اُن سے اس کا چہرہ شاندار بلکہ رعب دار معلوم ہوتا تھا۔ جو ایسے جوان کے لئے ہر طرح موزوں تھا۔ حیرانی کے سبب اتنا تو میں سمجھ گئی کہ یہاں کسی بھلے آدمی کے اس طرح بدن پر ہتھیار لگا کر آنے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ یہ ضرور کوئی ڈاکو یا بدمعاش ہے۔ مگر اس کے خوبصورت چہرے سے اگر سو دفعہ غیظ و غضب کی علامتیں نمودار تھیں۔ تو ایک مرتبہ رحم اور منصفی کی جھلک بھی دکھائی دیتی تھی۔ اسی وجہ سے میں نے دل ہی دل میں اس سے رحم کی درخواست کی مشکل ہے اور سچ مشکل ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ مجھے اس وقت تجربہ ہو گیا آنے والا ڈاکو ایک منٹ تک اس مسکین کو دیکھتا رہا۔ اور میری اور مشکل بین کی نظروں سے دونوں کی حالت موجودہ کا اندازہ کرتا رہا۔ شاید اُس سے ضبط نہ ہوسکا اور اُس نے کہا

تم کون ہو۔ اور اس غریب عورت کو جو بیٹھا ہوا اس وقت تمہارے قبضہ میں معلوم ہوتی ہے کیوں ستا رہے ہو بہتر ہوگا کہ تم اس کو چھوڑ کر کسی دوسری طرف کو چلے جاؤ۔

مشکل بین۔ اس دخل در معقولات سے آپ کو کیا حاصل آخر آپ کون ہیں جو آپکو اس قدر درد آیا۔ اور اس بے تکلفی سے آپ نے یہ جملے کہہ ڈالے

ہاں جیسے اگر تم کو پورے طریقہ سے یہ حال معلوم ہوتا تو ہرگز تم یہ نہ کہتے۔

ڈاکو۔ خیر اگر مجھے معلوم نہیں ہے تو تم بتاؤ۔
منگل سین۔ مجبوراً مجھے کہنا پڑا۔ کہ میاں بیوی کے تعلقات خواہ کیسے ہی کشیدہ ہو جائیں مگر اس میں تیسرے آدمی کو دست اندازی کا کبھی حق نہیں ہے

یہ سنکر تھوڑی دیر کے لئے ڈاکو کی نظروں سے سکون اور استقلال کی جھلک نمودار ہوئی اور شاید اس نے اپنے ارادہ کو بدل ڈالا۔

ادھر مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اب منگل سین نے وہ چال چلی ہے جس کی وجہ سے مجھے سردست اس آدمی سے کوئی بھی توقع اپنی امداد کی نہ رکھنی چاہیے۔ اسی خیال نے مجھے ایک اور ترکیب سوجھائی۔ اور میں نے دانستہ ایک چیخ مار کر یہ الفاظ کہے۔

وہ شخص جو کسی پر ظلم کرتا ہو سزا کا مستحق ہے۔ خصوصاً اس حالت میں جبکہ وہ منتقم کے سامنے جھوٹ بولے اور اپنی بریت کے واسطے سچے جھوٹے فقرے اڑائے۔

ڈاکو۔ (مجھ سے) معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اس شخص نے ابھی ابھی بیان کیا وہ جھوٹ ہے۔
میں۔ ہاں جھوٹ بالکل جھوٹ۔ اتہام الزام۔
ڈاکو۔ (منگل سین سے) جان ہر شخص کو پیاری ہوتی ہے۔ تم بھی اپنی جان بچانے کی کوشش کرو۔
منگل سین۔ اور میرا بھی یہی جواب ہے

دونوں میں سخت باتیں ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ آپس میں الجھ پڑے اور ایک دوسرے سے حملے کرنے شروع کئے۔

منگل سین کی نسبت شاید میں پہلے بھی یہ بیان کر چکی ہوں کہ وہ ایک بہادر ہوشیار اور فنون جنگ میں پوری پوری مہارت رکھنے والا شخص ہے اس واسطے پورے طریقہ سے ڈاکو اس پر غالب نہ ہو سکا بلکہ اسی کا پلہ زبردست اور بھاری رہا۔

یہ جنگ منفرد کچھ دیر تک جاری رہی آخر ڈاکو ٹھہر گیا اور اس نے کہا کہ اگر ممکن ہو تو تم اب بھی مان جاؤ۔
منگل سین۔ بہتر ہے کہ تم اپنے ارادہ سے باز آؤ۔ ورنہ غیر ممکن ہے کہ تم میرے ہاتھ سے جانبر ہو۔
ڈاکو۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری کوئی نصیحت تمہارے اوپر کچھ اثر نہیں کرتی اور اب مجھے دوسری فکر کرنی پڑی لو...

دیکھو ایک مرتبہ انسانی ہمدردی کے
طریقہ سے میں تمہیں پھر بھی سمجھاتا ہوں
منگل سین - جو کچھ تمہیں کرنا ہو کرو۔
ڈاکو یہ سنکر سرخ ہو گیا - اور اس
نے ایک سیٹی بجائی جس کے بجنے کے
دس منٹ بعد ہی اس مکان کے
صحن کی زمین شق ہو گئی - اور فوراً
دس مشٹنڈے لنگوٹ کسے ہوئے خونی
چھرے ہاتھوں میں لئے ہوئے برآمد ہو گئے
یہ لوگ جیسے کچھ تھے اُن کی ہیبت
ان کا حلیہ بیان کرنے سے اب تک
میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے
ہیں - وہ لمبی لمبی مونچھیں کالے رنگ
لمبے لمبے قد - منڈے ہوئے ننگے سر
جب مجھے یاد آتے ہیں تو میں اب تک
کانپ جاتی ہوں -
ان لوگوں کے نکلنے کے بعد ایک
مرتبہ ڈاکو نے پھر منگل سین کی طرف
اشارہ کرکے کہا کہ کہئے اب آپ کا
ارادہ بدلا یا نہیں۔
منگل سین - ان صورتوں کو دیکھکر
کچھ ایسا بے بس ہو گیا تھا کہ ہو بہو اسکے
اُس پر یہ مثل صادق آتی تھی ۔
ہوئے ہیں پاؤں ہی پہلے نبرد عشق میں زخمی
نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے

آخرکار عشق کا رنگ پھر بھی غالب رہا
اور وہ کہنے لگا - میں اس وقت کچھ
نہیں کہہ سکتا مگر ممکن نہیں ہے کہ میں
بدلا لئے بغیر چھوڑ دوں -
بھلا یہ جواب سنکر وہ بیہودہ دانستہ
ایسی فحش غلطی کیوں کرنے لگے تھے
کہ اپنے بھید کو ظاہر کرتے - اور سرکاری
فوج کے قبضہ میں پڑکر اپنی جانیں ضائع کرتے
ڈاکو نے اشارہ کیا - اور فوراً یہ
سب کے سب منگل سین پر پل پڑے
اور آخرکار منگل سین کو پکڑ لیا۔
اب مجھے پھر اپنی قسمت کے فیصلہ
کا انتظار کرنا پڑا - سنئے - ڈاکو نے
اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ
سب پھر اک دم زمین میں اتر گئے
اور منگل سین کو ساتھ لے گئے - مجھے
اور اس ڈاکو سے جو باتیں ہوئیں
وہ یہ ہیں -
ڈاکو - سنو میں پہلے تم سے مختصر الفاظ
میں اپنا حال بیان کرتا ہوں - جس
حالت میں تم مجھے دیکھ رہی ہو یقینی
میں نے اسی حالت میں جنم نہیں لیا
ہے - نہ ہمیشہ آبا و اجداد سے میرے
یہاں یہ کام ہوتا آیا ہے - اور [illegible]
میرے نزدیک [illegible] بہت بری چیز [illegible]

اور میں بھی اسی طرح ہمیشہ اس کا ہوا کرتا
رہا ہوں جیسے کہ آپ - مگر ہاں کچھ بات
ہیں جنھوں نے مجھے اس حالت پر رہنے
میں مجبور کیا ہے - اب بہتر ہوگا کہ تم بھی
اسی طرح مجھے اپنا حال سنا دو -
میں - میرا کوئی حال نہیں ہے صرف
یہ کہ میں ایک لاوارث بے بس اور
غریب ہوں اس وقت تم نے ایک
موذی کے پنجے سے مجھے چھڑا دیا اسکا
تم کو اتنا ہی ثواب ہوگا جسقدر ایک
بے کس کی جان بچانے میں ہونا چاہئے
ڈاکو - میرا نام کنور بہادر ہے - اگر
مناسب سمجھو تو میرا مہربانی تم بھی اپنا
نام مجھے بتا دو -
میں - میرا نام تو بہتر ہے کہ نہ پوچھو -
ڈاکو - اس کے بتانے میں تمھارا کوئی
ہرج نہیں معلوم ہوتا -
میں - مجھ بدنصیب کو گمنام رہ کر کوئی
یاد کرے تو مجھے خوشی ہو -
ڈاکو - نہیں نہیں تم ضرور اپنا نام بتاؤ
میں - پھول وتی -
ڈاکو - ہائے کیا پیارا نام ہے
(پھول وتی) پھول وتی) پیاری
پھول وتی میرے خیال میں اب دنیا
کی کوئی شے شاید مجھے اور کچھیں بھلا

کرنے کی طاقت نہیں رکھتی - اور کوئی
ایسا صدمہ نہیں ہے کہ میرے ہوتے
تمھارے نازک دل پر اثر کر سکے -
میں - میرے شفیق محسن رحم کرو اور
مجھے یہ الفاظ نہ سناؤ جنھیں میں سن
نہیں سکتی -
ڈاکو - ہائے - اب تم مجھے محسن کے
الفاظ سے یاد کرکے رنج نہ پہونچاؤ -
تمھاری زبان سے میں یہ لفظ سننے
پسند نہیں کر سکتا -
میں - واہ میں تمھیں اپنا محسن کیوں
نہ کہوں - تم نے میری جان بچائی ہے
ورنہ اس وقت ضرور میری جان جاتی
اور یقینی کچھ دیر گذر گئی ہوتی کہ میں نے
دنیائے فانی کو خیرباد کہہ دی ہوتی -
کنور بہادر - تم مجھے اپنا غلام کہو -
ہائے میں تمھارا وہ غلام ہوں کہ اگر
ایسے ایسے سو واقعات میں بھی تمھارے
کام آؤں تو تمھارے ذمہ کوئی احسان
نہیں ہو سکتا - ہائے پھول وتی پیاری
پھول وتی کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ
کنور بہادر اب تمام عمر کے واسطے تمھارا
غلام ہو گیا اس کے دل پر تمھیں نے نہیں
بلکہ اس جن نے بھی اپنا قبضہ کر لیا جو
تمام عمر رہیگا یعنی عشق نے تو اب تم کو [illegible]

ہر کجا سلطان عشق آمد نماند

قوت بازو و تقوے را محل

اب تک میرے خیالات کچھ اور تھے اور میں کنور بہادر کے تمام جذبوں کو صرف بیہودی انسانی پر محمول کئے ہوئے تھی۔ اب سمجھی کہ رنگ بدل گیا داغ

بعد مردن بھی خیال رخ قاتل ہے وہی

جس سے ہم آنکھ چراتے تھے مقابل ہے وہی

اب تک کنور بہادر کی نیکیوں نے جس قدر میرے دل پر اثر کیا تھا اس کے ان فقروں نے پانی کی طرح اسے دھو ڈالا۔ اور اب اس کی طرف بھی سنگل سین کے سے خیال ہو گئے بلکہ اس سے بھی بڑھے چڑھے برے خیال میرے دل میں آنے جانے لگے۔

اُف اس وقت کی اگر کوئی میری حالت دیکھتا تو اگرچہ کوئی کیسا ہی سنگین دل ہوتا مگر وہ بھی میری صورت دیکھکر رو دیتا۔ کیونکہ جیسی حسرت میرے اوپر برس رہی تھی وہ بس ایسی تھی کہ میرے دل کے سوائے ایشور کے خبر ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ نا امیدی ایسا رکھنے اپنی ڈراونی صورت دکھائی تھی اور میرا دل دکھا گئی تھی بے اختیاری کے عالم میں یہ شعر میرے منہ سے نکل جاتا تھا کہ یہ سعدی

تو از چنگال گرگم در ربودی

چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

میں تھا یا پہلے کبھی کہہ چکی ہوں اور اب بھی کہتی ہوں کہ کنور بہادر خوبرو اور خوبصورت تھا میرے دل پر اسکی صورت اپنا اثر کرتی تھی۔ مگر نہ اتنا کہ میں اس تصویر کو جسے احتیاط سے اب تک چھپاتے ہوئے تھی بھول جاؤں۔ ہائے اس تصویر نے میرے دل پر ایسا قبضہ کیا تھا کہ اب کوئی دوسرا بھی اس میں رہ سکتا۔ گویا۔ ریاض

کسی کے در محبت نے عمر بھر کے لئے

خدا سے مانگ لیا انتخاب کر کے مجھے

میں خاموش ہوئی۔ اور ایسی خاموش ہوئی جیسے کسی کو سانپ سونگھ گیا ہوتا ہے۔ یعنی کنور بہادر کے جو کچھ جی میں آیا وہ مجھ سے کہتا رہا۔ مگر میں نے نہ ہوں کی نہ ہاں۔ خاموشی کے ساتھ سب سنا کی اور اپنے دل ہی دل میں اسیر تصویر کیا کی۔ ساتھ ہی ساتھ دل میں یہ آرزو بھی پیدا ہوئی کہ کاش اس وقت کوئی ایسا ہوتا کہ میری مدد کرتا اور اس بلا سے چھڑا دیتا۔ خدا جانے کیا وقت تھا کہ آرزو ایسی پوری ہوئی کہ جیسے

میں رہا اس کے بعد وہ ایسا چکرایا جیسے
کہ کسی نے اس پر کوئی بڑا زبردست
جادو کر دیا ہو۔ اس کے بعد وہ گر پڑا۔
نوجوان۔ مجھ سے اب کیا تم اس بات
پر راضی ہو کہ میں تمھیں بچا دوں اور
تمھیں تمھارے گھر پر پہونچا دوں۔
میں۔ کیا میرا گھر۔ میرا گھر تو کہیں بھی
نہیں ہے۔
نوجوان۔ تو پیاری سیتا اب میں
تمھیں بتاتی ہوں کہ یہ نوجوان کون تھا
یہ بھی ظالم تھا۔ جس کے قبضہ میں میں اب
پھنسی ہوئی ہوں۔ اور جس سے
مجھے ساری عمر رہائی دشوار معلوم ہوتی
ہے اور جسے تم مہاراج صنوبان سنگھ
کے نام سے پکارتی ہو۔
ہاں اس نے مجھ سے یہ کہا کہ میں
نے تمھیں تمھارے گھر دیکھا تھا۔ یہ
چھپانے کی ضرورت نہیں ہے کہ تم
راج کماری ہو تمھارے جملہ حالات
سے مجھے اطلاع ہے اگر تم اپنے مکان
چلو تو میں چلنے کے لئے رضامند ہوں۔
میں۔ میں جانتی ہوں کہ میرے گھر
اب کوئی بھی میرا نہیں ہے۔ اگر میں
وہاں گئی بھی تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]
ہو سکے موت کی ہیبت ناک تصویر [illegible]

آنکھوں کے سامنے گھوم گئی۔
اس نے مجھے تسلی دلائی اور کہا
غلط فہمی سے جو کچھ واقعات ہو گئے ہیں
وہ میں بہت جلد ختم کر دوں گا۔ آؤ
تم میرے ساتھ چلو۔
تم خود انصاف کر لو کہ ایک مصیبت زدہ
کو ایک آفت سے چھوٹنے کی کس قدر
خوشی ہو سکتی ہے میں بھی انسان تھی
مجھے کیوں نہ خوشی ہوتی۔ میں نے کہدیا
کہ اچھا میں تمھارے ساتھ چلنے کو تیار
ہوں۔ اس نے فوراً مجھ سے کہا کہ تم
اب میرے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو جاؤ
ورنہ پھر اور معاملہ خراب ہو جاویگا
میں۔ مہربانی کر کے آپ مجھے اپنا
حال بتا دیجئے۔
صنوبان سنگھ۔ میں آپ کو اپنا حال
بتا دوں گا۔ اس وقت صرف اسقدر
سمجھ کر تم اپنے دل کو سمجھا لو کہ میں صرف
شکار کے واسطے آیا تھا۔ اور یہاں تک
حسن اتفاق سے آنکلا اگرچہ میں اسوقت
اپنے معمول سے زیادہ دور نکل آیا ہوں
مگر قسمت میں یہ لکھا ہوا تھا کہ میں تمھاری
امداد کروں۔ اور تم۔ ہاہا۔ ع
عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد
باقی یہ حال کہ میں کون ہوں [illegible]

چلکر تمھیں معلوم ہو جائے گا۔
اس کے بعد میری اُن سے کوئی بات
نہ ہوئی۔ میں ان کے ساتھ ساتھ گھوڑے
پر سوار ہوئی اور یہاں آگئی۔ اس میں
شک نہیں ہے کہ معمول سے بہت زیادہ
میری خاطر کی گئی اور ہر طرح سے میری
دلجوئی ہوئی۔ مگر آہ ؎

جس کے ہم مارے ہوئے ہیں وہ نگہ اور ہے
زخم ہے جسکا رگ جاں میں وہ نشتر اور ہے

یعنی ان طفلی تسلیوں سے میرے دل
کو نہ چین آسکتا تھا اور نہ آیا۔ مجھ سے
جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا نہ ہوا۔ باوجودیکہ
کئی مرتبہ یاد دہانی بھی کی گئی مگر وہ اس
طرف توجہ ہی نہ کرتے تھے اور بالکل
رنگ بدل چکا تھا یعنی اپنے عشق و محبت
کی باتیں مجھے سنانے لگے۔ اور میں اچھی
طرح اُن کا مطلب سمجھ گئی آخر ایک روز
میری حسب ذیل گفتگو ہوئی۔
میں۔ افسوس ہے کہ تم نے مجھ سے وعدہ
کیا اور پھر اُسے پورا بھی نہ کر سکے۔
ہنومان سنگھ۔ کیا تم نے مجھ سے کوئی
وعدہ نہ کیا تھا۔
میں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے
تم سے کوئی بھی وعدہ نہیں کیا۔
ہنومان سنگھ۔ کیا اور ضرور کیا۔
میں۔ کیا
ہنومان سنگھ۔ یہ کہ میں تمھاری مرضی
کی پابند ہوں
میں۔ اے ایشور ہائے کیا ہے کس
پر تم اتہام لگاتے ہو۔
ہنومان سنگھ۔ ورنہ ہمیں کیا غرض
تھی کہ تمھیں موت کے منھ سے بچاتے
سنو اور خوب کان کھول کر سنو کہ
تمھاری یہ آرزو کبھی پوری نہ ہوگی
جب تک کہ تم میری دلی تمنا پوری نہ کرو گی
میں۔ یہ ہرگز نہ ہوگا۔
پیاری سیتا میں تمھیں بتائے دیتی
ہوں کہ میں نے تمھارے راجکمار میں
کوئی عیب نہ دیکھا تھا۔ میں جانتی
تھی اور اب بھی جانتی ہوں کہ وہ
اپنی ذات بھات میں اچھے ہیں
کھرے ہیں۔ طوطا گدھا اور کئی ایک
تھے اُن کے قبضہ میں ہیں۔ وہ راجہ
ہیں۔ اور فی الواقع حسین ہیں۔ مجھ
جیسی سے اُن کی شادی ہو تو کوئی
اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔
مگر ہائے مجھ بد قسمت کے دل میں
اب گنجائش نہ تھی۔ میرے دل پر
میرے غم و الم کے خیالات کو پہنچ رہے
تھے۔ ایک بھی [illegible]

پرواہ نہ کرتی تصویر۔ پیاری تصویر میرے پیارے کی تصویر۔ میرے دل پر اپنا پورا پورا قبضہ جما چکی تھی۔ میں انکار کیوں نہ کرتی میں نے صاف صاف جواب دیدیا۔ کہ تمھارے ناپاک ارادے پورے نہ ہوں گے۔ میں اپنا دل ہمیشہ کے لیے دے چکی اب ممکن نہیں ہے کہ دوسرے کی محبت میرے دل میں جا گزیں ہو سکے

ہم مدعی وعدے باطل نہیں ہوتے
پہلو میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے
پر سنکر ہم وہاں شکوہ بھڑک اٹھے۔

انھوں نے چاہا کہ مجھے ماری ڈالیں مگر یہ ایسا نہ کرسکے۔ اس کے بعد انکی یہ کوشش رہی کہ میں ان کو نام و نشان بتا دوں کہ کس کے تیر محبت نے میرے مرغ دل کو نشانہ بنایا ہے۔ مگر اس میں بھی انھیں ناکامی ہوئی۔ کیونکہ جس وقت یہ معلوم کرنے کے خواہشمند تھے اسوقت مجھے خود نام و نشان معلوم نہ تھا۔

سیتا۔ تو کیا اب تم کو معلوم ہو گیا۔

پھول وتی۔ ہاں اب مجھے معلوم ہو گیا تو پیاری سیتا اب میں اپنے قصہ کو ختم کرتی ہوں کہ وہ تصویر جس کے سبب مجھے یہ آفت گوارا کرنی پڑی ہے۔ وہ تصویر کہ جس پر میری جان جاتی ہے۔ وہ کس کی تصویر ہے۔ ہائے وہ اسی شخص کی تصویر تھی جس کی صورت دیکھکر میں اس روز بیہوش ہو گئی تھی اور جس کی بابت اس وقت تک طرح طرح کی افواہیں جاری ہیں۔

جس وقت میں نے صورت دیکھی تھی میں اسی وقت بے ہوش ہوئی تھی فرض کرلو کہ اس وقت تک اگر میرے دل میں اس تصویر کے فرضی ہونے کے کبھی کبھی خیال بھی پیدا ہوتے تھے مگر صورت دیکھنے کے بعد وہ سب خیال مٹ گئے اور اب میں قطعی امیدوار ہوں کہ ایشور ضرور مجھے کبھی نہ کبھی اس سے ملا دے گا جس کے واسطے میں اسوقت تک سب کچھ سہتی ہوں۔

پندرھواں باب

رات ہو گئی۔ آسمان پر تارے نکل آئے۔ دنیا اپنے کاروبار کو چھوڑکر اپنے آرام میں مشغول و مصروف ہو گئی مگر سیتا اور پھول وتی بیٹھی ہوئی اسی طرح باتوں میں مشغول ہیں پھول وتی کہہ رہی ہے کہ پیاری سکھی سیتا۔ تم

تیرے اصرار پر میں نے اپنا تمام حال کہہ سنایا۔ اب تو مجھ سے پوچھ رہی ہے کہ کوئی کام میرے قابل ہو تو وہ بتاؤ۔ بتا تو اس میں کیا کر سکتی ہے۔

سیتا۔ کماری مجھے یہ غم کی بھری ہوئی داستان سنکر جس قدر صدمہ اور تعجب ہوا اس کے بیان کرنے سے ظاہر کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ اس واسطے میں کچھ نہیں کہتی۔ مگر یہ ضرور کہونگی کہ میں تمھاری ہر امداد کو تیار ہوں۔ مگر اس میں دو شرط ہیں۔

پھول وتی۔ وہ بھی کہہ دو ممکن ہے کہ میں وہ پوری بھی کر سکوں۔

سیتا۔ ایک یہ کہ وہ تصویر تم مجھے دکھا دو۔ دوسرے یہ کہ بتاؤ تمھیں انکا نام کیا معلوم ہوا ہے۔

پھول وتی۔ ہاں اس کے لئے میں تیار ہوں۔

سیتا۔ تو پھر دیر کیوں کرتی ہے۔

پھول وتی۔ میرے پاس ایک خط آیا تھا۔ اور بتا ایک عورت خاص انھیں کا لکھا ہوا خط میرے پاس لائی تھی کیونکہ انھوں نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ اور میری آنکھوں کے اثر سے اتنا ہوا کہ ان کو بھی میرا خیال ہو گیا۔ اسی واسطے انھوں نے میرے پاس خط بھیجا۔ لو وہ یہ خط ہے اسی سے تم کو سب صحیح صحیح حال معلوم ہو جائے گا۔ یہ کہکر خط سیتا کو دے دیا۔

سیتا پڑھی لکھی تو کچھ یوں ہی سی تھی مگر پھر بھی جو خط اُسے دیا گیا وہ ایسا صاف تھا کہ اُس نے پڑھ لیا۔ یہ ایک اشتیاقیہ خط تھا۔ اور اس میں سوائے اظہار شوق و پیار کے اور کچھ بھی نہ تھا۔ خط کو سیتا نے اُلٹ پلٹ کر کئی دفعہ پڑھا۔ مگر اسکی کچھ تسلی نہ ہوئی۔ اسکے بعد اُسنے چاہا کہ اب تصویر کو دیکھے پھول وتی نے بے تکلف تصویر بھی دکھا دی سیتا نے تصویر دیکھی اور نہایت غور سے دیکھی۔ وہ تصویر دیکھکر کچھ خاموش سی رہ گئی جواب نہ دیسکی

پھول وتی۔ سکھی یہ وقت کی خاموشی مجھے حیرت میں ڈالتی ہے۔

سیتا۔ میں عجیب کشمکش و پیچ میں پڑ گئی۔

پھول وتی۔ یہ کیوں۔

سیتا۔ اس لئے کہ معاملہ بالکل برعکس دیکھتا ہے۔ اگر تم عہد کر لو کہ میں کبھی کسی سے یہ ذکر نہ کروں گی۔ تو میں ابھی ابھی اصل حال سے تمھیں مطلع کر دوں۔

پھول وتی۔ خیر تمھارے کہنے سے میں عہد تو کئے لیتی ہوں مگر تمھاری بدگمانی کی البتہ مجھے داد دینی پڑتی ہے۔ بھلا

یہ تو بتاؤ کہ یہاں میرا رازدار کون
بیٹھا ہوا ہے جس سے میں یہ حال کہونگی۔
سیتا۔ اچھا تو اب مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں
اس خط کے کاتب کا کیا نام بتایا گیا ہے۔
پھول وتی۔ ظالم سنگھ۔
سیتا۔ اور مکان کا پتہ
پھول وتی۔ سونی گڈھ
سیتا یہ سب سنکر ہنس پڑی۔ اور
اس کے چہرہ پر تمام غم کے آثار نظر آنے لگے
پھول وتی یہ سب کچھ دیکھکر جسقدر بھی
متعجب ہوتی وہ کم تھا۔ آخر وہ دیر تک
انتظار کے بعد بیقرار ہو کر پھر بولی۔ سیتا
بات کو پہیلی نہ بناؤ اصل حال سناؤ۔
سیتا۔ پھول وتی پیاری پھول وتی میں
اتنا کہتی ہوں کہ تمہیں سخت سے سخت
دھوکا دیا گیا۔
پھول وتی۔ کیوں اور کیا
سیتا۔ میں اس خط کو خوب پہچانتی ہوں
جس نے یہ لکھا ہے۔ اچھا تمہیں بتاؤ کہ
فی المثل جس کا تمہیں خیال ہے وہی اس
خط کو لکھنے لگتا کیا یہ ممکن تھا کہ وہ اتنی دلیری
کے بعد بھی اپنا نام نہ لکھتے اور پتہ
بتانے کا صرف زبانی پیغام پر انحصار کرتے
پھول وتی۔ ہاں احتیاط کے بھی
معنی ہیں۔

سیتا۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایسا
اشتیاق خط جس کے ہر لفظ سے شوق
اور عشق کی بو آتی ہے لکھتے اور صرف نام
و مقام چھوڑ دیتے اسمیں احتیاط کیوں کرتے
پھول وتی۔ اچھا تمہیں سچی سہی۔
مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہارا اس سے مطلب کیا ہے
سیتا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ خط
سیوا ان سنگھ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔
اور تمہیں کسی عورت کے نام سے اور
عورت کی صورت بنا کر بھیجا گیا ہے
اور نہ سونی گڈھ کے راج کمار کا نام ظالم سنگھ
ہے۔ نہ سونی گڈھ کے راجہ کے کوئی
لڑکا ہے بلکہ میں پھر کہتی ہوں کہ تم نے
بڑا دھوکا کھایا ہے یہ تو بتاؤ کہ تم نے
کوئی جواب تو نہیں دیا ہے۔
پھول وتی۔ نہیں مجھے پتا پر جو اس
خط کو لائی تھی کچھ شبہ ہوا اور اسی وجہ
سے میں نے یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ میں کوئی
جواب اس وقت نہ دونگی۔
سیتا یہ بھی خدا کا شکر ہے۔
سیتا۔ اب میں تمہیں سناتی ہوں یہ ایک
راز ہے۔ یہاں ابھی کبھی ایک روز ...
کمار ہری سنگھ والی راج گڈھ کے
لڑکے آئے تھے کیونکہ انکے سیوا ان سنگھ
سے ... تعلقات ہیں۔ تم ...

انھیں کو دیکھا تھا - اور اب میں بتاتی
ہوں کہ یہ تصویر بھی انھیں کی ہے -
جہاں تک میرا خیال ہے تم سے چھپانے
اور اُن کا نام نہ ظاہر ہونے کی وجہ سے
تمھارے ساتھ یہ فریب کیا گیا - اور بجائے
اُن کے تمھیں ظالم سنگھ نام بتایا گیا اور
موتی گڑھ اُن کی سکونت قایم کی گئی -
پھول وتی - اُف اُف بڑا دھوکا دیا گیا تھا
سیتا - اچھا جو کچھ میں نے تم سے وعدہ
کیا تھا اب میں تمھاری خدمت کرنے
کے لئے تیار ہوں پھول وتی کے سنتے
ہی آنسو نکل آئے - اور ہچکیاں بندھ
جانے کے سبب سے کوئی بات اسکی
زبان سے نہ نکل سکی -
سیتا - دیکھو سکھی رونے دھونے سے
تو کچھ فائدہ ہو نہیں سکتا - اور یہ
فریب قریب بالکل فضول ہے دوسرے
یہ کہ جیسی کچھ تم بدنام ہو چکی ہو جو بدگمانیاں
تمھاری طرف سے ان لوگوں کے دلوں
میں قائم ہو گئی ہیں - وہ اجازت
نہیں دیتیں کہ تم وقت کو اس طرح رائگاں
کھوؤ - اب تم تمھارا منشا کہہ دو -
کہ آخر میں تمھارے لیے کیا کر سکتی ہوں -
پھول وتی - یہی کہ ایک مرتبہ میرا
خط انھیں پہونچا دیا جائے کہ کم سے کم
میں اپنی زندگی میں ایک مرتبہ اُس کے
درشن کروں جس کے لئے ایک زمانہ
میرا دشمن ہو گیا ہے -
سیتا - میں تیار تو ضرور ہوں مگر طرح
طرح کے خیالات میرے دل میں پیدا ہوتے
ہیں - مگر پھر بھی تم خط لکھو وہ پریشانی
تو پھول وتی کو بھی بہت تھی - مگر عشق
انسان کو مجبور کر دیتا ہے اور اس میں
کچھ دکھائی نہیں دیتا - مجبور پھول وتی
لکھنے بیٹھ گئی اور اس مضمون کا ایک
مختصر سا خط لکھ دیا -

مضمون خط

اے محبت کے چمن آج تو میرے
سر چڑھ کر مجھ سے وہ کام کراتا ہے جس سے
مجھ کیا میرے مخصوص لوگوں کو بھی شرم آنی
چاہیے - ہائے آج میں اُس شخص کو
پران پیارا لکھنے پر تیار ہوں جسے نہ
میں نے آج تک دیکھا اور نہ کبھی کسی
سے اُس کا نام سنا تھا - کیا مجھے اُس سے
یہ تمنا کرنے کا حق ہے کہ ایک مرتبہ مجھے
اپنے درشن دے کر میری روح کو جو
جدائی کے صدموں سے گھلا کرتی
ایک ایسے پھول کی طرح ہو گئی ہے جسے
دوپہر کی دھوپ نے ستایا ہو - کیا میں ایسے
شخص سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ آنے کی زحمت

سولھواں باب

پچھلے تیسرے باب کو ایک نظر دیکھ جائیے اور اس کے واقعات پر غور کر کے اس باب کو شروع کیجیے۔ دیکھئے آپکو یاد آجائے گا کہ رانی نے مہادیو عیار کو انعام کی امید دلائی تھی۔ اور ساتھ ہی ساتھ ایک لفافہ دیکر یہ کہا تھا کہ حسب سابق اسے بھی وہاں پہونچا دو۔ قلمدان و اشارے کا قیمت کے موجب یقین تو یہ ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ وہ خط جہاں گیا تھا۔ یعنی یہی خط کمار ہری سنگھ کے پاس روانہ ہوا تھا جسے دیکھکر وہ حیران و از خود رفتہ ہوگئے تھے اور آخر پھر انھوں نے جواب لکھکر تکیہ کے نیچے رکھ دیا تھا اتنا یاد دلانے کے بعد ہم پھر اپنے قصہ کو شروع کرتے ہیں۔

شام کا وقت ہے۔ رانی کا دربار برخاست ہونے کے قریب ہے کہ ایک پہرہ دار عورت آئی اور رانی کو یہ خبر سنائی ہے۔

مہادیو عیار آیا ہے حاضر ہونا چاہتا ہے

رانی۔ آنے دو۔

باندی پلٹ گئی۔ اور عیار کو اپنے ساتھ لیا لائی۔

عیار نے دست بستہ پرنام کیا۔ اور منتظر کھڑا ہوگیا کہ رانی کچھ پوچھے تو جواب دیں۔ آخر رانی ہی نے پوچھا۔

رانی۔ تمھارا ساتھی جگموہن کہاں ہے۔

عیار مہادیو۔ وہ بھی باہر کھڑا ہے حاضر ہوتا ہے۔

اتنے میں چک اٹھا۔ اور ایک دوسرا عیار آپہونچا۔ سلام کر کے وہ بھی کھڑا ہوگیا۔

رانی۔ دونوں کی طرف مخاطب ہوکر کہو کیا خبر ہے۔

مہادیو۔ انعام دلوائیے۔

رانی۔ انعام کے قابل کوئی کام کیا ہوگا تو یہ ممکن نہیں کہ انعام نہ دیا جائے۔

مہادیو۔ کیوں نہیں۔ لیجئے تعمیل حکم کر دی گئی جواب موجود ہے۔

رانی نے نہایت ہی اشتیاق کے ساتھ یہ لفافہ لے لیا اور اپنے ہاتھ سے اسے چاک کر کے پڑھنے لگی۔

یہ وہی خط تھا جسے اسی حصہ کے نویں باب میں آپ پڑھ چکے ہیں جسے کمار ہری سنگھ نے تکیہ کے نیچے رکھا تھا۔ مضمون اس کا آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں اگر یاد نہ ہو پھر دیکھ لیجیے بہر حال یہ ضرور ہے کہ اس خط کو

دیکھ کر بھلا رانی کی خوشی کی امید کیا کی جا سکتی تھی۔ کیونکہ اس سے اکثر جگہ سخت سے سخت الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ البتہ بعض جگہ بعض فقروں نے اُسے ہنسا بھی دیا۔ اُس کے چہرے پر کبھی حزن و ملال کی گھٹا چھا گئی اور کہیں کہیں ہنسی خوشی سے اس کا چہرہ پھول کی طرح کھل گیا۔ آخر وہ عیار سے پھر ہمکلام ہوئی

کیا تم نے یہ خط بھی اسی طریقہ سے پہونچایا تھا۔

عیار۔ جی ہاں اسی سرنگ کے راستہ سے

رانی۔ کیا سرنگ اتنی ہے کہ کسی آدمی کو لا سکیں۔

عیار۔ میں آپ کا مطلب سمجھا نہیں۔

رانی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ظاہراً ایسا نہیں معلوم ہوتی کہ وہ رام ہو نگے بلکہ اب یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ کہ زبردستی کام نکالا جائے۔

عیار۔ ہم نے جو اُن کے گھر تک سرنگ پہونچائی صرف اس لئے کہ خط و کتابت ہو سکے۔ اس لئے وہ اتنی چوڑی رکھی گئی ہے کہ ایک آدمی اس میں بخوبی آ جا سکتا ہے بلکہ دو آدمی آگے پیچھے چل سکتے ہیں یہ مشکل اور ناممکن ہے کہ وہ دو آدمی ملکر اُس میں چل سکیں۔

رانی۔ یہ مشکل ہے۔ ورنہ میں نے سوچ لیا تھا کہ ہم۔

عیار۔ نہیں اس خیال کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیجئے۔

رانی۔ اچھا۔ لو یہ اپنا انعام لو۔ اور تیسرا خط اس کے جواب میں پھر اُنکے پاس تک پہونچا دو اس کے بعد غالباً خط کی ضرورت نہ پڑے گی۔

یہ کہکر ایک اشرفیوں کی تھیلی عیار کو دے دی گئی اور رانی نے مندرجہ ذیل مضمون کا خط لکھا۔

مضمون خط سوم

پھر خط کی نہ ہو امیدواری
الفاظ ہے قلم کی دوستداری

دو مرتبہ امید نے مجبور کیا تو میں نے تم کو خط لکھا مگر جہاں تک میں سمجھتی ہوں اُن کا اثر برعکس ہوا لہذا مجبوری یہ تیسرا خط بھی لکھنا پڑا۔ یہ خیال رہے کہ ستانا وہیں تک اچھا ہے جہاں تک کہ اُس کی حد ہے۔ ورنہ پھر زیادہ چھاننے میں گدلا ہو جاتا ہے نسیم

کھینچے وہیں تک نہ کہ ٹوٹے جس میں
بھرئے وہیں تک نہ چھلکے جس میں

واضح رہے مرتا سب کچھ کرتا ہے

بہتر ہے کہ آپ اس خط کا سیدھا
سیدھا جواب دیں اور آجائیں آپ کو
میرا نام و مقام اور کام سب میرے
پاس آنے پر معلوم ہو سکتا ہے دوسرے
بتانے میں نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ میں
بتاؤں گی۔ میری طبیعت کا اندازہ
تم کو ابھی نہیں ہے جب میں مجبور ہو جاتی
ہوں تو جوش میں اچھا برا ہر کام کرنے
پر مجبور ہوتی ہوں بس یہ کہکر ختم کئے
دیتی ہوں۔ کہ — نسیم

آئے گا تو در گذر کروں گی

ورنہ میں بہت ساغر کروں گی

تم صرف پاڑی تک آپہنچو دو روز تک
تمھارا انتظار شدت کے ساتھ کیا جائے گا۔

خط لکھنے کے بعد اس پر بھی بدستور
سابق دستخط کر دئے گئے۔ اور عیار بو کو
دے دیا گیا۔

عیار۔ اس کو لیکر رخصت تو ابھی ہوتا
ہوں مگر جیسا کہ خیال ہے مجھے امید نہیں کہ
وہ سیدھے طریقے سے کچھ جواب عنایت
فرماویں کیونکہ وہ بظاہر اگرچہ کم عمر ہیں
مگر بد مغ ضرور ہیں۔

رانی۔ خیر۔ اگر سیدھی انگلیوں گھی نہ
نکلے گا تو اب ویسی تدبیر کی جائیگی۔ تم جاؤ۔
عیار نے اور کچھ نہ کہا۔ سلام کر کے

رخصت ہو گیا جو راستہ دوسرے باب میں
آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں انھیں سے نکلتا
ہوا وہ ایک طرف کو چل دیا۔

یہ ذکر عیار بو کا تھا۔ اس کی تو ہم کو
صرف یہیں تک خبر تھی باقی حال کی
سر دست یوں سمجھئے کہ خبر ہی نہیں۔ کچھ
معلوم ہوگا تو آیندہ ضرور لکھیں گے۔

مگر جگموہن جو اس کا ساتھی تھا اسکی
حالت کا لکھنا اس وقت ہمارا فرض ہے
سنئے جب عیار بو چلا گیا۔ رانی بولی کہ
جگموہن عیار بو تو قریب قریب مجھے ناامید
کرتا ہے مگر تم اس بارہ میں کیا کہتے ہو۔

جگموہن عیار۔ رانی میں نہ تمھیں اس
وقت ناامید کرتا ہوں اور نہ آیندہ کبھی
ایسا ہوگا۔ میں اپنی طاقت سے زیادہ
آپ کے کام میں مستعدی کرنے کو تیار
ہوں۔ آیندہ کام ہونا نہ ہونا یہ کسی
دوسرے کے قبضہ میں ہے۔ اس کی
نسبت میں کچھ کہہ نہیں سکتا تقدیری معاملہ ہے۔

رانی۔ اچھا یہ بتاؤ کہ میری ساکھ سے
میری محبت حق بجانب ہے یا نہیں۔

جگموہن۔ یہ آپ نے کس لئے پوچھا۔

رانی۔ اس واسطے کہ میں حسین ہوں۔

جگموہن۔ دیکھئے ناانصافی نہ ہونا
چاہئے۔ میں اچھا ہونے آیا دیکھ ڈالی

مگر سچ یہ ہے کہ آپ کے ہمسر بہت کم
دیکھے ہیں۔ ایسے حسین بہت کم ہیں بلکہ
یوں کہنا چاہیے نہیں ہیں۔ اُف اُف
یہ آپ کی خوبصورتی کیا ایسی بھی ہے
کہ کوئی ناانصاف اس میں کچھ کلام
کر سکے۔ مگر

رانی۔ بات کو ناتمام نہ رکھو۔ مگر کیا
وہ بھی کہو۔

جگموہن۔ مگر کمار ہری سنگھ .... یہ
کہہ کر پھر خاموش ہو گیا۔

رانی۔ یہ کیا عیب ہے کہو تو صاف
صاف کہو۔

جگموہن۔ در اصل میں کہتا ہوا ڈرتا
ہوں۔ شاید آپ ناراض ہو جائیں

رانی۔ نہیں اگر ہری سنگھ کی تعریف
کرو گے تو بھی میرا دل خوش ہو جائے گا
کیونکہ در اصل اپنے حال کو آدمی کچھ خود
خوب سمجھتا ہے تم کو کیا معلوم ہے کہ مجھے
اُن سے کتنی محبت ہے۔ اس لیے میں حکم
دیتی ہوں کہ تم صاف صاف کہو۔

جگموہن۔ بات یہ ہے کہ کمار ہری سنگھ
اگر آپ سے زیادہ نہیں ہیں تو کسی صورت
میں کم بھی نہیں ہیں۔ ہائے وہ چھریرا
بدن موزوں قد لمبی ناک چمکتے ہوئے
رخسارے پتلے ہونٹ موتی سے آبدار
دانت۔ بس بات تو یہ ہے کہ وہی اُنکی
تعریف کر سکتا ہے جس نے ایک مرتبہ
دیکھا ہو۔ ایشور کرے کہ آپ کی مراد
پوری ہو دلی تمنا بر آئے اور وہ دن
آئے کہ ہم جیسے بندے غلام آفتاب و
ماہتاب کو ایک جگہ دیکھیں۔

رانی۔ تمہاری ہی نہیں میری
بھی یہی رائے ہے۔ ؎

ستا یوسف کو حسیناں جہاں بھی دیکھے
ایسا بے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا

مگر جگموہن گھبرانے اور فکر کرنے کی
بات نہیں ہے جو تمہاری تمنا ہے جلد
سے جلد پوری ہونے والی ہے۔ اور وہ
دن آنے والا ہے کہ تم اُن کو میرے
پہلو میں دیکھو گے۔
دیکھو تم یہ نہ سمجھنا۔ ہرگز یہ گمان کرنا
کہ میں صرف تمہارے ہی بھروسے پہ
ہوں بطور خود کچھ نہیں کر سکتی یوں
تم عیار ہو تمہارے ذریعے سے بھی سب
کچھ ہو سکتا ہے۔ مگر آج میں اپنی خاص
خادمہ تو تیار کرتی ہوں۔ اچھا لو
یہ پیارا دل (تھیلی دیتی ہے) لو اور فلاں
فلاں مقام پر انہیں لگا دو آج تمہارا
یہی کام ہے۔

[illegible] اسکا نتیجہ سمجھ لیتا ہوں اور اچھا ہوتا

رانی۔ اس کا نتیجہ پھر کبھی بتا دوں گی اسوقت تم تعمیل حکم کرو۔

عیار۔ دست بستہ۔ بہت بہتر میں جاتا ہوں۔

یہ کہہ کر دوسرا عیار بھی رخصت ہوا اور رانی پھر تنہا رہ گئی۔

سترھواں باب

آٹھ نو سے زیادہ نہیں بجے مگر پھر بھی یہ ضرور کہہ سکتے ہیں۔ کہ رات ہو گئی ہے۔ بڑھتی سیاہی اور ہوا کا عالم شائیں شائیں کی آوازیں بتاتی ہیں کہ کچھ دیر پیچھے کسی کا گھر سے باہر نکلنے کو بھی جی نہ چاہے گا اور یہی خود دو رخت بھوت بن بن کر راستہ چلنے والوں کو ڈرانے لگیں گے شہر کی حالت کچھ بھی ہو مگر ساج گڑھ کی اس پہاڑی کے پاس جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں آتے ہوئے دل کانپنے لگے اور اچھے بہادروں کا پتہ پانی ہو گا۔ مگر دیکھئے اس وقت یہ تو عالم ہے پھر بھی ایک سوار تیزی کے ساتھ اپنے گھوڑے کو بھگائے ہوئے چلا جاتا ہے دیکھئے وضع قطع سے اس کو پہچاننے کی کوشش کیجئے۔ اس کی ایک ایک بات اس کی ایک ایک حرکت دلچسپ شگفتگی سے خالی ہے اور اسی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دلچسپ شگفتہ ہے۔ یہ ایک پگڈنڈی پگڈنڈی چلا جاتا ہے جو طوطا گڑھ گئی ہے۔ ظاہرا اس کے پاس کوئی سامان نہیں ہے صرف ایک گٹھری ہے جس میں مختلف زنانے کپڑے اور کچھ تھیلیاں رکھی ہوئی ہیں۔ ایک تیز چھرا کمر سے لگا ہوا ہے۔ اور یہ بے خوف وخطر چلا جا رہا ہے اگر اسکو کسی جگہ کچھ شبہ معلوم ہوتا ہے تو پھر ٹھہر جاتا ہے۔ اور جب تک کہ اپنے شبہ کو مٹا نہیں لیتا آگے کو نہیں چلتا۔

راستہ طے ہوتا گیا۔ اور یہ بہادر دلچسپ شگفتہ طوطا گڑھ کے قرب وجوار میں پہونچ گیا۔ وہ ایک جگہ گردن جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ ایک دفعہ یہ الفاظ اس کی زبان سے نکلے۔ ہاں ہاں مجھے یہی کرنا چاہئے۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھوڑے سے اتر پڑا۔ اور اس نے اپنی گٹھری کھولی اور کچھ چیزیں باہر نکال کر بناؤ سنوار سے بنا کر دیا پھر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر طوطا گڑھ کو چل دیا۔ اس مرتبہ اسے پہلے سے بھی زیادہ انہماک ہوا۔ اور وہ آپ ہی آپ کہنے لگا دیکھئے تقدیر اب مجھے کیا دکھائے گی۔ اور مجھ پر بھی

کمار ہری سنگھ کے ساتھ کیا کیا مصیبت آنے کی مجھے یہ معلوم ہو ہی گیا ہے کہ جسے انھوں نے دیکھا اسکا نام پھول وتی ہے اور وہ ہنومان سنگھ کی جان سے زیادہ پیاری ہے - ہائے میں ہرگز کسی کے معشوق کو کسی سے جدا کرنے پر آمادہ نہ ہوتا - مگر پیارے کمار کی خاطر سب گناہ کرنے کو تیار ہوں - مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہنومان سنگھ کے عیار بھی بڑے زبردست ہیں اور اُن کے سامنے کوئی کارروائی چل جانی کچھ آسان نہیں ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ اگر ہری سنگھ کے کام میں میری جان تلف ہو جائے تو مجھے غم نہ کرنا چاہیئے -

میں کوشش تو یہ کروں گا کہ پھول وتی کو ہمیشہ کے لئے کمار کے پاس لے آؤں اور اگر یہ نہ کر سکوں اور مجھ سے یہ نہ ہو سکے تو اتنا کام کرنے میں تو کبھی دریغ نہ کروں گا کہ خاص پھول وتی سے لکھوا کر کمار کے پاس ایک چٹھی لے آؤں گا - ہائے مجھے کمار کی بیتابی دیکھی نہیں جاتی اُن کے رونے سے میرا کلیجہ منھ کو آتا ہے اب تو کچھ ہو جائے اُن کی خاطر جان جائے یا رہے جہاں تک ہو سکیگا کوشش ضرور کروں گا - حافظ

دریں دریاے بے پایاں دریں طوفان موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا

یہ سچ ہے کہ کمار کو تنہائی بہت ہی زیادہ شاق ہوگی - مگر اچھا ہے کہ انھیں خبر نہ ہو اور میں کام بنا لاؤں - کیونکہ اگر میں ناکام ہوا تو بہانہ بھی کر سکتا ہوں کہ کسی اور کام کو گیا تھا - نوجوان وجیت سنگھ یہ باتیں کرتا ہوا تنہائی کا غم بہلاتا ہوا اندھیری رات کے سناٹے میں طوطا گڑھ میں پہونچ گیا -

اب تھوڑا سا ہم طوطا گڑھ کا حال لکھتے ہیں اس بازار کے درمیان جو خاص راج محل سے تعلق رکھتا ہے ایک خوبصورت مندر بنا ہوا ہے جسمیں متبرک درختوں نے وہ رونق اور بہار پیدا کر رکھی ہے کہ پاس سے گذرنے والے کا جی چاہتا ہے کہ دو گھڑی بیٹھیں اور اپنا دل خوش کریں -

اندر برگد پیپل تلسی وغیرہ کے درخت ہیں - اور دیواروں پر نازک اور خوبصورت پھولوں کی بیلیں چڑھا دی گئی ہیں - جس سے تمام مندر سبز ہی سبز نظر آتا ہے اُس میں اُس وقت اور بھی تروتازگی پیدا ہوتی ہے - جس وقت سقاے ابر اپنی فیاضی دکھا کر اہل عالم کو خوش کرتا

ہے۔ وہ عالم بھی دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ جب چھوٹے چھوٹے نازک گلابی اور زرد پھول اس میں کھلتے ہیں۔ اس میں خاص مہاراج ہنومان سنگھ کی طرف سے دو ایک پجاری مقرر ہیں جو ہر وقت اس کے خبرگیراں رہتے ہیں انھوں نے اس کی صفائی اور اسمیں جابجا پھول وغیرہ کے پودے لگا دیئے ہے اور بھی رونق پیدا کر رکھی ہے یوں تو روپیہ جسقدر صرف ہوتا ہے وہ مہاراج کا ہے۔ مگر نیکنامی کا سہرا برہمنوں کے سر ہے۔ اس میں بعض جوگی اور مہاتما فقیر وغیرہ بھی آکر ٹھہرتے ہیں۔ جن کا تمام خرچ مہاراج کے یہاں سے دیا جاتا ہے۔ غرضکہ یہ ایک نہایت ہی اچھی جگہ ہے اگر کوئی بے نوا غریب مفلس مسافر بھی آتا ہے تو بھی اس کے تمام اخراجات کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔ ان سب کے علاوہ اس نے جگہ ایسی اعلیٰ پائی ہے کہ با چہار و شاہراہ۔ بازار کے بیچوں بیچ اس کے واقع ہونے نے اسے فی الواقع چار چاند لگا دئے ہیں۔

ہمارا نوجوان مسافر شاید بے وقت پہونچنے کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے اسی مندر میں ٹھہر گیا جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور نہ تو نہ کوئی بات قابل ذکر اسوقت ہوئی اور نہ ہم اور کچھ ذکر کرینگے البتہ اتنا ضرور ہے کہ برہمنوں نے یوں تو اُسے اسی تواضع سے بلایا۔ جیسے اور مسافروں سے کرتے تھے۔ مگر اس کی آؤ بھگت اس وقت اور بھی زیادہ کی گئی اس کو اس وقت اور بھی ہاتھوں ہاتھ لیا جب اسنے کچھ زر نقد اپنے آرام کے لیے برہمنوں اور پجاریوں کے حوالہ کیا۔ کیوں نہو۔ روپیہ چیز ہی ایسی ہے

ہم اپنے نوجوان مسافر کو اسی جگہ چھوڑ کر اب دوسری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور ذرا ہنومان سنگھ کی خبر لیتے ہیں کہ وہاں کیا حال ہے۔ گو یہ جو کچھ ذکر ہے اس روز سے اگلے دن کا ذکر ہے جس کا ذکر ہم لکھ چکے۔

اٹھارواں باب

صبح کا سہانا سماں ہے۔ آفتاب نکل چکا ہے۔ دنیا بھر میں روشنی پھیل گئی مگر وہ نور جو عموماً صبح کے وقت ہوتا ہے ابھی کم نہیں ہوا۔ کیونکہ برسات میں عموماً ایسا ہی ہوتا ہے۔ اسی وقت ہم ناظرین کو ہنومان سنگھ کے آراستہ کمرے میں لیجاتے [illegible]

لئے چلتے ہیں جہاں بیٹھا ہوا وہ آہیں بھرتے بھرتے یہ غزل پڑھنے لگا ہے۔

غزل

خاک ہوکر ذرہ ذرہ اپنا آپ وگل میں ہے
آرزو جو دلمیں تھی نکلی وہ دل کی دلمیں ہے
اُسکا جلوہ آنکھ میں ہے یا ہمارے دلمیں ہے
سخت حیرت ہے کہ یارب جان کیوں مشکلمیں ہے
مجھکو کچھ کہنا تھا تم سے تم نہیں سنتے تو خیر
پہلے اک ارمان تھا اب ایک حسرت دلمیں ہے
رنج وغم کو چھوڑیے اسمیں خیال یار ہے
کچھ نہیں لیکن ابھی سب کچھ ہمارے دلمیں ہے
جو ہوس میں ہیں انھیں سیری نہیں ہوتی کبھی
دیکھو تو پیاسا ہے گو دریا لب ساحل میں ہے
شمع رخ ہو یا سپند۔ دل ہو یا پروانہ ہو
جلنے والا اک نہ اک ہر دم تری محفل میں ہے
کہتے ہیں سو منزلیں ہیں رہگذار عشق میں
اور فنا کہتے ہیں جس کو پہلی ہی منزل میں ہے
یاس کہتی ہے کہ مرد و اس کہتی ہے جیو
میری جان ناتوان آج بڑی مشکل میں ہے

اس کے سوا اس نے اور بھی دردانگیز اشعار پڑھے جنھیں ہم طوالت کی وجہ سے چھوڑے دیتے ہیں وہ کبھی کبھی محبت کی بڑائیاں کرنے لگتا ہے غرض یہی مجنونانہ حالت ہے۔

دروازہ پہ پہرہ دینے والا ایک چپراسی اندر آیا۔ اور کہنے لگا مہاراج ایک آپ کا عیار آنا چاہتا ہے۔

ہنومان سنگھ۔ کون عیار۔

چپراسی۔ بدری ناتھ۔

ہنومان سنگھ۔ اچھا آنے دو۔

چپراسی حکم پاکر الٹے پاؤں واپس چلا گیا۔ اور تھوڑے دیر میں بدری ناتھ عیار اسی عورت کی صورت جس کے بھیس میں آپ پہلے آسے دیکھ چکے ہیں ہنومان سنگھ کے پاس آیا۔ سلام کیا کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا حکم ہو تو کچھ عرض کروں۔

مہاراج۔ کہو۔

بدری ناتھ۔ مہاراج ایشور نے بڑی خیر کی ورنہ تمام محنت اکارت ہوگئی تھی اور سب کام بگڑ گیا تھا۔ یوں سمجھیے کہ آبرو رہ گئی۔

ہنومان سنگھ۔ گھبرا کر جلد کہو مجھے فکر ہوگیا۔

بدری ناتھ۔ آپ نے سنا ہوگا کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے یہی مثل ہمارے اوپر صادق آئی۔ سیتا عورت۔

مہاراج۔ سیتا کون۔

بدری ناتھ۔ وہ سیتا جسے آپ نے پھول وتی کی مصاحبت میں رکھا ہے

مہاراج۔ ہاں وہ۔ اسے تو ہم نے بہت

سمجھ رکھا ہے اور در اصل وہ ہے بھی بہت غریب اور نیک چلن۔ اُس کے قیافہ کے دیکھنے سے اس کی مسکینی کا پتہ چلتا ہے۔

بدری ناتھ۔ ہاں یہ سب صحیح ہے مگر مہاراج زمانہ اُلٹا ہے آجکل میں نے جن لوگوں کی صورت سے بدمعاشی کے آثار نمایاں پائے وہ بدمعاش نہیں ہیں بدمعاش وہ ہیں جو ہاتھ میں تسبیح لئے پھرتے ہیں ایسے ہی سیتا کو سمجھ لیجیے۔

مہاراج۔ اچھا اس کا حال کہو۔

بدری ناتھ۔ کل اُس نے نہایت ہی دلسوزی کے طریقہ سے پھول وتی سے اُس کا تمام حال پوچھا۔ اور پھول وتی نے ایک ایک کر کے اُسے اپنی باتیں سنا دیں اُس کے بعد اُس نے کہا کہ کوئی ایسا کام بتاؤ کہ میں کر سکوں۔

مہاراج۔ کیا اُسے نام اور مقام وغیرہ معلوم تھا۔

بدری ناتھ۔ اسکی بابت ایک عجیب لطیفہ ہوا۔

مہاراج۔ کیا۔

بدری ناتھ۔ یہ کہ پھول وتی کے پاس خاص کمار ہری سنگھ جی کی ایک تصویر ہے جو مدتوں پہلے کی بنی ہوئی ہے۔

مہاراج۔ کیا تم نے شراب پی رکھی ہے۔ اُسے تصویر مدتوں پہلے کی کیا وہ ہری سنگھ سے پہلے ہی تھی۔ یا اُس کے دودھ پینے کے زمانہ میں۔

بدری ناتھ۔ نہیں اُس سے پہلے بنی تھی۔

مہاراج۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

بدری ناتھ نے یہ سنکر اسے بتایا کہ اس طرح سے پھول وتی ایک طلسم میں رہی ہے اور وہاں سے تصویر اسے ملی ہے اور اسی پر وہ عاشق ہوئی ہے اور اُسی وقت سے عاشق ہے جب سے یہ تصویر پائی ہے۔ پھول وتی نے اس تصویر کو سیتا کو دکھایا اور سیتا نے غلطی انکار کر دیا کہ یہ ظالم سنگھ وغیرہ کی تصویر نہیں ہے یہ تصویر کمار ہری سنگھ کی ہے جو راجگڑھ کے راج پتر ہیں اور نہ کوئی گڑھ سے تمہارے معشوق کو کچھ واسطہ ہے تمہیں دھوکا دیا گیا کہ ظالم سنگھ نام بتایا گیا۔ میں نے اس تصویر کو پہچان لیا ہے۔

مہاراج۔ آج تم جو بات کہتے ہو نئی بھلا ظالم سنگھ وغیرہ کا حال سیتا کو کیونکر معلوم ہوا۔

بدری ناتھ۔ مہاراج آپ نے اسے اُس جھٹی کا حال بھی سنایا بلکہ وہ چھٹی

دکھائی جو اُس روز آپ سے ہوش میں آنے کی غرض سے میں نے دی تھی۔ اور ظالم سنگھ نام بتایا تھا۔ اور آپ سے اس لئے دھوکا دیا گیا تھا کہ کہیں یہ راجکمار کو نکل جائے۔

ہنومان سنگھ۔ تو کیا پھر اب سیتا نے اُسے نام و مقام بالکل صحیح بتا دیا۔

عیار۔ ہاں میں آپ سے عرض تو کر چکا۔

ہنومان سنگھ۔ مگر اس سب سے مطلب کیا تھا۔

عیار۔ مطلب یہ تھا کہ سیتا راجکمار سے جائے اور چٹھی اُس کے پاس پہونچائی جائے جس کے لئے پھول وتی کی جان جاتی ہے۔

چنانچہ یہی ہوا ایک خط خود پھول وتی نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔ سیتا کو دیا۔ سیتا اُسے لیکر چلی۔

مہاراج۔ تم کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔

عیار۔ اگر مجھے اتنا حال بھی نہ معلوم ہو تو میں عیار کیا ہوں اور مجھے آپ نے مقرر کس لئے کر رکھا ہے میں خود وہیں موجود تھا۔

مہاراج۔ اچھا پھر تم نے کیا کیا۔

عیار۔ میں نے سیتا کو گرفتار کر لیا۔

مہاراج۔ شاباش۔ شاباش۔ ایشور نے آبرو رکھی مگر وہ خط بھی حاصل کر لیا یا نہیں۔

عیار۔ اوہ۔ اب خط کے حاصل ہونے میں کونسی دقت ہے میں نے اُسے قید رکھ چھوڑا ہے آپ اُس کو جان کی دھمکی دے کر خود اس سے لے سکتے ہیں۔

مہاراج۔ جان کی دھمکی کیسی اُسے مار ڈالنا ضروری ہے۔

عیار۔ خیر آپ کی جو کچھ مرضی ہو۔

مہاراج۔ اچھا تم نے اسے قید کیونکر کیا۔

عیار۔ اس طرح سے کہ سیتا درحقیقت آپ تک مجھے عورت جانتی ہے اور چونکہ میں اور وہ دونوں ایک ہی جگہ رہتے ہیں اس واسطے آپس میں کچھ محبت بھی ہے۔ ظاہرا وہ دراصل میرا لحاظ کرتی ہے جس وقت کہ وہ خط لیکر چلی میں بھی اس کے ساتھ ساتھ گیا۔ اور جب ہمارے محل سے باہر ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی میں نے ہنس کر پوچھا۔ سیتا آج رات کے وقت کہاں چلی۔

سیتا۔ مجھے کچھ کام ہے۔

میں۔ (جو میرا کی صورت میں تھا) ایسا کیا کام ہے جو مجھے بھی نہیں بتاتی ہے جاتی ہے آخر آج تو کس کی طرف چھپی چھپی آج کدھر بھی بھی آج کدھر اکیلی اکیلی

سیتا۔ خیر سکھی تم اپنا مطلب کہو مجھے کچھ نہ پوچھو۔

میں۔ خیر نہیں بتاتی ہو تو نہ بتاؤ۔ مگر

سنو تو ذرا میرے ساتھ آؤ۔

سیتا۔ میرا اس وقت میں کچھ بڑے ضروری کام کے لئے جا رہی ہوں۔

میں۔ پھر بھی تم ذرا میرے ساتھ چلو۔

سیتا۔ تم اپنا کام بتاؤ۔

میں نے دیکھا کہ یہ شاید خوشی سے میرے ساتھ چلنے پر رضامند نہ ہوگی اس واسطے اب میں نے عیاری سے کام لیا۔ کہا اچھا تو تم نہیں چل سکتی ہو تو نہ چلو۔ پھر جس وقت اپنے کام سے فرصت پاؤ مجھ سے مل لینا۔ لو یہ اپنا حصہ

سیتا۔ حصہ کیسا۔

میں۔ میں نے ایک کام کے لئے مانتا مانی تھی کہ اگر یہ کام ہو جائے گا تو لڈو لیکر سب کو پرشاد کھلاؤں گی۔ چنانچہ قریب قریب سب جگہ میں دے چکی ہوں صرف یہ تمھارا حصہ باقی ہے۔

یہ کہکر میں نے اپنے پاس سے دو لڈو اسے دئے جن میں بے ہوشی کی دوا ملی ہوئی تھی۔ سیتا نے دیر کی وجہ سے زیادہ حجت کرنی پسند نہ کی فوراً وہ لے کر رکھ لئے۔

میں۔ واہ یہ میں نے تمھیں رکھنے کے لئے نہیں دئے ہیں۔ سب کو اپنے سامنے کھلائے ہیں تم بھی کھالو اور تمھیں کھانے سے انکار ہے تو لاؤ۔ یہ میرے حوالے کرو۔

سیتا نے لڑائی جھگڑا کر اپنا وقت کھونا پسند نہ کیا وہ کہنے لگی۔ کہ اچھا تمھاری یہ خوشی ہے تو لو۔ یہ کہکر اس نے ایک لڈو کھا لیا۔

دوا اتنی تیز تھی کہ اس نے فوراً اپنا اثر کیا اور دیکھتے دیکھتے سیتا کے پیر لڑکھڑائے اور وہ میرے سامنے زمین پر گر پڑی۔ میں نے فوراً اسے اٹھایا اور اس کمرہ میں لے گیا جہاں وہ رہتی ہے۔ پہلے تو اسلئے میں نے اسکی تلاشی لی کہ خط کو اس کے پاس سے نکال لوں مگر مجھے کچھ پتہ نہ چلا۔ مجبوری میں نے اسکے کمرہ کا دروازہ بند کیا اور اسے اسی طرح اندر چھوڑ کر میں آپ کے پاس آیا۔ مگر اس وقت آپ تفریح کے لیے کہیں تشریف لے گئے تھے۔ اور پھر دیر میں واپس آئے چونکہ اب وقت زیادہ گذر گیا تھا اس واسطے میں دوبارہ نہ آیا۔ اب خبر کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ محل میں میرے ساتھ چلیے اور اسے دیکھ لیجیے

مہاراج۔ اچھا چلو۔

یہ کہکر وہ اٹھے اور عیار کے ہمراہ

(جو اس وقت بھی ہیرا عورت کے بھیس
میں تھا۔ جس کا محل میں بخوبی گذر تھا
اور جسے ناظرین پہلے اچھی طرح دیکھ چکے
ہیں) چل دیا۔

وہ محل میں پہونچکر کسی اور جگہ نہ
گئے بلکہ ان کمروں کی طرف چلے جو
نوکروں کے رہنے کے واسطے بنائے گئے
تھے۔ چلتے چلتے وہ اس کمرہ پر پہونچے
جو ہیرا کے لئے خاص تھا۔ مگر وہاں جو کچھ
دیکھا وہ ایسا واقعہ تھا۔ کہ جس سے
دونوں کے ہوش اڑ گئے۔ یعنی دروازہ
کھلا ہوا پڑا تھا۔ اور نہ ہیرا تھی نہ ہیرا
کی صورت کی اور کوئی عورت۔ ایک
پرچہ پڑا ہوا تھا جس پہ یہ لفظ لکھے تھے۔

ہیرا تم نے مجھے بہت ہی بیجا نادانی
کیا۔ دوستی کے پردہ میں تم نے دغابازی
سے کام لیا مجھے تم سے ہرگز یہ امید
نہ تھی۔ خیر اس بدسلوکی کا مزا میں
تم کو چکھاؤں گی۔ ذرا اپنے کام سے
فراغت پالوں۔ سبھدا

یہ پرچہ دیکھکر یوں سمجھئے کہ بدری ناتھ
کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اسے
مہاراج سے جان بچانی بھاری ہوگئی
کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا اس خبر کو سنکر
کہ بدری ناتھ نے خیر خواہی کی ہے اور

ایک ایسے دشمن کو گرفتار کیا ہے جس کے
بچ جانے میں بہت زیادہ نقصان کا اندیشہ
تھا۔ بہت خوش و خرم نظر آتے تھے۔
یا اکدم یہ دیکھکر کہ جس کو اس نے
دھوکا دیا تھا وہ خود اسے دھوکا دے
گئی ان کو ایسا غصہ آیا۔ کہ وہ کہ بس
اس کے اوپر بہت بگڑے اور ایسے بگڑے
کہ آپ میں آنا مشکل ہوگیا۔ ہر طرح سے
بدری ناتھ کو قصوروار ٹھہرایا کہ کمبخت
تو نے رات ہی کو اسے حاضر کیوں نہ کیا
یا دوسرے آدمی سے خبر کیوں نہ کرائی
خود آنے کی تجھے کون ضرورت تھی۔ اب
اگر جلد سے جلد پتہ نہ لگایا تو اچھا نہ ہوگا۔
یہ کروں گا اور وہ کرونگا۔ بدری ناتھ بھی
پہلے تو سنتا رہا۔ مگر آخر جھنجھلا پڑا اور اس
نے کہہ دیا کہ بس مہاراج زیادہ گرم نہ
ہوجئے اگر مجھ سے آپ کا کام نہیں چل سکتا
ہے تو آپ اپنی نوکری کو اٹھا رکھئے۔
آپ کے خیال کے موافق اگر میں نالایق
ہوں تو آپ مجھے چھوڑ کر دوسرا لائق
آدمی تلاش کر لیجئے۔

مہاراج نے بھی دیکھا کہ اب یہ
جان پہ کھیلے ہوئے ہے۔ جو جان سے
درگذر سکتا ہے وہ جو چاہے سو کر گزر سکتا
انتہا یہ سمجھ کہ اسے اسوقت اپنی نوکری

آپ کی بھی پروا نہیں ہے۔ اگر اوس کچھ
کہا تو بگڑ جائے گا کچھ کوئی کسی کا مان
کا مالک تو ہے نہیں۔ ہم اگر بہت کرینگے
تو یہ کہ اس کو جلا وطن کر دیں گے۔ یہ
چلا ضرور جائے گا۔ مگر ہمارا بنا بنایا کام
ضرور بگڑ جائے گا۔ لہذا وہ کچھ ٹھنڈے
ہو گئے اور سوچ سوچ کر کہنے لگے۔ کہ
پارسی ناتھ تم کو برا تو معلوم ہوا مگر میں
تمہیں سے پوچھتا ہوں انصاف سے
کہو کہ آخر کس کی غفلت سے یہ
نتیجہ پیدا ہوا۔

پارسی ناتھ۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ آپ
کا ہرج کیا ہوا۔

مہاراج۔ اچھا یہ کچھ کم ہرج ہے
کہ اب وہ خط جو اس نے لکھا ہے
میرے حریف رقیب کو مل جائے گا۔
کاش اگر اس کو بھی محبت ہوئی تو جان
عذاب میں پڑ جائے گی۔

پارسی ناتھ۔ اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا

مہاراج۔ ہو چکا مگر تدبیر۔

عیار۔ بس تدبیر یہ ہے کہ اس کی اچھی
طرح حفاظت کی جائے یا یہ کہ جس وقت
سیتا واپس آئے اور کچھ جواب لائے
اصلی خط اس سے لے لیا جائے۔ اور
بجائے اس کے ایک نقلی خط لکھ کر اسکو
دے دیا جائے۔ تاکہ اسکو پھر بے اعتباری
ہو جائے۔

مہاراج۔ ہمارے خیال میں تو مناسب
ہے کہ جس طرح ہو اسے تلاش کرنا
چاہیئے۔

عیار۔ میرے لئے یہ مناسب نہیں ہے
بلکہ یہ کام پھول سنگھ کے سپرد کر دیجئے
اور میں بدستور اپنی جگہ پر رہوں۔

مہاراج۔ خیر یہی سہی تم جاؤ اور
پھول سنگھ کو بھیج دو۔

عیار چلا گیا۔ اور ہنومان سنگھ بدستور
اپنے کمرے میں جا کر فکر و تردد میں پڑ گئے
اور بار بار یہ پڑھتے رہے۔ ؎

قسمت تو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

ہمارے ناول کے مصیبت زدہ
ہیرو مہاراج ہنومان سنگھ اسی ادھیڑبن
میں لگے ہوئے تھے کہ اتنے میں پھر چپراسی
آیا۔ اور کہا مہاراج۔ ایک سادھو [illegible]
آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ حالانکہ میں
بہت منع کر چکا۔ بڑی مشکل سے وہ
اس پر راضی ہوا ہے کہ میں خبر کر دوں۔

مہاراج۔ بڑا ڈھیٹ ہے کہ منع کرنے پر
بھی اصرار کرتا ہے۔

سپاہی۔ مہاراج [illegible]

معلوم ہوتا ہے اس لئے کچھ کہا بھی نہیں جاتا۔ مہاراج - اچھا کہہ دو کہ اس وقت مہاراج نہیں مل سکتے۔

سپاہی چلا گیا اور جانے کے ایک ہی منٹ بعد ننگ دھڑنگ ایک سادھو جس کی لمبی لمبی جٹائیں پاؤں تک لٹکی ہوتی تھیں گورے بدن پر بھبوت لگے کھڑاؤں پہنے ہاتھ میں ایک لمبا چمٹا لئے یہ کہتا ہوا آپہونچا۔ ؎

دارا رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا
مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا
روتی ہے شبنم کہ نیرنگ جہاں کچھ بھی نہیں
چیختی ہیں بلبلیں گل کا نشاں کچھ بھی نہیں
تخت والوں کا پتہ دیتے ہیں تختے گور کے
کھوج ملتا ہے یہیں تک بعد ازاں کچھ بھی نہیں
جن کے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے
جھاڑ اُن کی قبر پہ ہیں اور نشاں کچھ بھی نہیں
جوڑ سارے توڑ ڈالے باندھکر بند کفن
گور کی تنگی سے چت ہو پہلواں کچھ بھی نہیں
زیر محراب فلک اللہ اکبر کے سوا
چیخ کر کہتی ہے پانچوں وقت اذاں کچھ بھی نہیں
کس کا افسوں تکلم کیسا اعجاز کلام
جب ہوا لطف زبانی بیاں کچھ بھی نہیں

او مغرور راجہ سنو مان سنگھ کہاں ہے تیرا باپ دادا۔ کہاں ہے تیرا چچا۔ کہاں ہیں وہ راجہ جنھوں نے اپنی قوت بازو سے اس راج کو قایم کیا تھا سب کو خاک کھا گئی۔ سب کو موت نے بے نشان کر دیا۔ ہائے کیا تو اُس دن کو بھول گیا۔ نہیں نہیں ہرگز تجھے بھولنا نہ چاہیے۔ موت وہ موت جس سے ولی اوتار پہلوان شہ زور زاہد رند بادشاہ راجہ امیر غریب شاعر ماہر کوئی بھی نہیں بچا ایک دن تجھے بھی ضرور آئیگی تیری تلاش میں ہے ایک دن ایسا ہوگا کہ فرشتۂ اجل تیرے سامنے کھڑا ہوا تقاضہ کر رہا ہوگا۔ اور کہہ رہا ہوگا کہ دنیا میں اب تیرے سانس لینے کے لئے ہوا تیرے پینے کے لئے پانی تیرے کھانے کے لئے دانہ تیرے نقش قدم کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں ہے اور ایک دم کی بھی تجھے مہلت نہیں ہے دنیا سے کوچ کا سامان کر۔ اپنا سامان اپنی شان شوکت اپنا غرور سب کو یہیں چھوڑ دو۔ وہ زور جس سے ناتوانوں کو ستاتا رہا ہے۔ روپیہ اور دولت وہ روپیہ اور دولت جسکے لئے تو نے غریبوں کو جھڑک دیا ہے جسے تو نے ہمیشہ اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا ہے آسے اپنی امداد کے لئے بلا۔

ہائے تو یہ سب طعنے بڑی خوشی سے

سنے گا مگر کچھ بھی نہ کر سکے گا۔ نہ تو کسی کو
بلا سکے گا اور نہ کوئی تیری امداد کو آئے گا
اس سے بہتر یہ ہے کہ جب تک دسترس
ہے نیکی کر۔

یہ تقریر کچھ ایسی نہ تھی کہ مہوان سنگھ
کو مبہوت اور حیران نہ بنا دیتی۔ سادھو
کی ہیبتناک صورت اس کی لمبی داڑھی
بڑے بڑے بال ایسے نہ تھے کہ وہ کچھ
کہنے سننے کی جرأت کرتا۔ وہ اس کی سرخ
آنکھوں کو دیکھ کر ضبط کرتا رہا۔ اُس کے
غصہ بھرے الفاظ سنکر خون کے سے
گھونٹ پیتا رہا۔ مگر کچھ کہہ نہ سکا۔ اس کی
زبان سے اگر کوئی لفظ نکلا تو یہی کہ مہاراج
آخر کون سا قصور ہوا کہ مجھ پر آپ نے
اسقدر عتاب کیا۔

سادھو۔ قصور قصور۔ ہائے تو اُسکو
قصور نہیں سمجھتا کہ حاجت مند آتے ہیں
اور بے نیل مرام واپس جاتے ہیں۔ تیرے
پاس آ نہیں سکتے دربان اُن کو جھڑک
دیتے ہیں نوکر اُن کو ہنکا دیتے ہیں۔

مہاراج۔ اگرچہ جو کچھ حکم ہوا وہ صحیح ہے
مگر اسی طرح اگر عام اجازت ہر کسی کے آنے
کی دیدی جائے تو یہ مصیبت ہے کہ
دن بھر لوگ چین بھی نہ لینے دیں اور اس
سے رعب میں فرق آئے جس سے آپ
خود ہی واقف ہیں کہ بڑے بڑے نقصان
پیدا ہو جائیں گے۔

سادھو۔ اچھا بہتر یہ ہے کہ آج ہی سے
حکم دیدو کہ جو کوئی فقیر ملنے کے لئے آئے
اُسکو براہ راست آنے دیا جائے۔

مہاراج۔ اچھا اس حکم کی تعمیل
ضرور کی جائیگی۔

سادھو۔ ہم گنگا اشنان کرکے بڑی
دور سے آ رہے ہیں ہم نے تیری تعریف
سُنی تھی اس لئے جی چاہا کہ تجھ سے ملکر جائیں

مہاراج۔ آپ نے بڑی کرپا کی۔

سادھو۔ ہم نے جو کچھ تجھے کہا تو نے وہ
ٹھنڈے دل سن لیا۔ اس لئے اب جی
چاہتا ہے کہ تجھ سے بھی کچھ پوچھ لیں کیا
کوئی ایسا سخت کام ہے جس کی تجھے تمنا
ہو اور ہم اسے پورا کر سکیں۔

مہاراج۔ سادھو جی۔ یوں ہونے
کے لئے تو ایسے ایسے کئی کام ہیں جو میرے
کئے ہو نہیں سکتے مگر مجھے یہ بھی اُمید نہیں
کہ کوئی دوسرا بھی انھیں پورا کر سکے۔

سادھو۔ یاد رکھ کہ فقیروں کی دعا
تلوار اور روپیہ اور دنیا کی ہر ایک
چیز سے زیادہ زوردار ہے اور وہ سب
کچھ کر سکتی ہے جو دوسرا شخص نہیں کرسکتا

مہاراج۔ یہ صحیح ہے مگر آج کل وہ فقیر

تا پار ہیں اور وہ دنیا کے لوگوں کو اپنی
صورت تک دکھانے کے رضامند نہیں ہیں۔
ساودھو۔ بچہ نہیں یہ غرض نہیں ہے کہ
خواہ مخواہ سر ہو کر تجھ سے کچھ پوچھیں اور
ناحق تجھے یہیں کہ تو ہم سے التجا کر تیری
خوشی نہیں ہے نہ کہہ ہم نے صرف
ہمدردی کی وجہ سے ایسا کہا تھا کچھ
یہی یاد رکھ کہ دریا سے بعض اوقات
کوڑیوں کی موج کے ساتھ موتیوں کی
سیپیاں بھی بہ کر آجاتی ہیں دنیا میں
اچھوں میں برے اور بروں میں اچھے
لوگ شامل ہیں۔

اتنا کہہ کر ساودھو اٹھا اور آخرکار
ایک مرتبہ اُس نے اور دعا دی اور
چلنے کے لئے تیار ہوگیا۔

مئووان سنگھ کو بھی اب یہ خیال پیدا
ہوا کہ یہ کچھ محض ایشور کا الہام معلوم ہوتا
ہے کہ بجائے اس کے کہ میں کچھ تمنا کرتا
ایک فقیر مجھ سے التجا کر رہا ہے۔ بہتر ہے
کہ اپنے دلی راز کو اس سے چھپانا نہ چاہیے
اور اپنے سب سے زیادہ اہم معاملہ میں
اس سے دعا کرانی چاہیئے ممکن ہے کہ
کچھ کارگر ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ قطعی
بے غرض ہے۔ اگر اس نے کوئی کام کر دیا
تو اچھا ہے اور اگر اس سے کچھ نتیجہ نہ ہوسکا

تو میرا کوئی نقصان نہیں۔ یہ سوچ کر
اُس نے دوبارہ ساودھو سے التجا کرنی
شروع کی کہ کم سے کم دو چار روز آپ
غریب خانہ پر کرم فرمایئے۔

ساودھو۔ نہیں بابا رہنے کی فرصت نہیں
ہوگی اور دریا کبھی ایک جگہ نہیں
رہ سکتے بس یہی غنیمت ہے کہ دو ورد تک
ہم یہاں ٹھہرے زیادہ ہم رہ نہیں سکتے۔
مہاراج۔ مگر جو کچھ میں عرض کرنا چاہتا
ہوں وہ کام کچھ ایسا نہیں ہے کہ
ایک دن میں پورا ہو جائے اس میں
کئی دن تک آپ کو رہنے کی ضرورت ہے
ساودھو۔ اگرچہ تیری بے پروائی
سے جی چاہتا تھا کہ جو کچھ ہم کہہ چکے پورا
نہ کریں گے۔ کیونکہ جہاں کسی کام کو
کوئی قدر کی نگاہ سے نہ دیکھے وہاں وہ
کام کرنا فضول ہے۔ مگر خیر چونکہ تو پھر
التجا کرتا ہے اس لئے ہم اس کام میں
دعا سے تیری امداد کرنے کو تیار ضرور ہیں
باقی رہ نہیں سکتے۔

مہاراج۔ میری خوشی یہی ہے کہ آپ
دو چار روز اور قیام فرمائیں۔

ساودھو۔ یہ بھی دیکھا جائے گا تم اپنا
مطلب بیان کرو۔

مہاراج۔ ساودھو جی پہلے تو جو کچھ میں

کہوں اُس کی معافی مانگتا ہوں کیونکہ میں تو اپنے دلی درد کی وجہ سے کہہ گذروں گا مگر ممکن ہے کہ ایک بزرگ سادھو اُسے سننا پسند نہ کرے۔

سادھو۔ ٹھہرو۔

ہنومان سنگھ خاموش ہو گئے۔ اور کچھ دیر کے لئے سادھو نے سر جھکا لیا بعد کو سر اُٹھا کر بہت آہستگی کے ساتھ ہنومان سنگھ کے کان میں کوئی بات کہی جسے سننے کے بعد ہنومان سنگھ کی زبان سے بے ساختہ نکلے - سچ ہے بجا ہے - یہی ہے

سادھو۔ اب کہو جو کچھ کہنا ہے۔

ہنومان سنگھ نے فوراً پھول دئی کا حال بیان کرنا شروع کیا کہ اس طریقہ سے میں اُس کو ایک بلا سے چھڑا کر لایا - اور یوں اس پر عاشق ہوں اور اس طریقہ سے اس کو ایک تصویر مل گئی ہے وہ اُس پر عاشق ہے مجھے نفرت کرتی ہے۔ غرض وہ تمام الف لیلہ کی داستان دُہرا دی جو پچھلے بابوں میں آپ پھول دئی کی زبانی سن چکے ہیں۔

سادھو۔ اچھا مطلب۔

مہاراج ۔ میں چاہتا ہوں کہ دوسرے کا عشق اُس کے دل سے نکل جائے اور مجھ سے بخوبی شادی کرنے کے واسطے راضی ہو جائے - بس دنیا کے مشکل سے مشکل کام میرے لیے اس سے زیادہ مشکل نہیں ہیں -

سادھو جی یہ سنکر ہنسے - اور دیر تک ساکت رہ کر کہنے لگے - مہاراج جیسے میں نے اس تھوڑی عمر میں ایک دنیا کی سیر کی ہے - دنیا کے نرم و گرم دیکھے ہیں ہر طرح کے آدمیوں سے سابقہ پڑا ہے طرح طرح کے مصائب برداشت کیے ہیں - اسی طرح میں نے حصول علم میں بھی کوتاہی نہیں کی کیونکہ بغیر اس کے کوئی انسان حیوان سے کم نہیں ہے - میں نے جہاں اور علم حاصل کیے وہاں قیافہ نجوم رمل کو بھی دل سے سیکھا اور وہ اکثر میرے کام آئے - لہٰذا اس کے لئے میں اپنے علم کے ذریعہ سے یہی جواب دیسکتا ہوں کہ پھول دئی کی تمام زندگی کے لئے تمہیں سے تقدیر وابستہ ہے - اور ضرور تمہاری ہی قسمت میں اُس کا برتنا ہے -

مہاراج - مگر ہاے اُس کی باتوں سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ کبھی میرے اوپر مہربان نہ ہوگی -

سادھو - نہیں گھبراؤ نہیں جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ سنو - دنیا عالم اسباب ہے ابھی کوئی کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا

جب تک کہ اس کے اسباب پہلے سے تیار
نہ ہو جائیں اس طرح سے تمھاری شادی
کے سارے تعلقات ایک عورت کے ذریعہ
سے قایم ہونے والے ہیں۔
مہاراج۔ کون عورت۔
سادھو۔ اس عورت کا نام ہونگا ہے
مہاراج۔ یہ ایک ایسی بات ہے
جو میرے خیال اور میری عقل سے باہر
ہے کیونکہ میرے محل میں کوئی عورت ہونگا
کے نام سے مشہور نہیں ہے۔
سادھو۔ اوہ۔ بچہ تم ابھی بات کو
نہیں سمجھے اس سے میرا یہ منشا نہیں ہے
کہ اس نام کی کوئی عورت تمھارے یہاں
موجود ہے بلکہ میری غرض یہ ہے کہ آج کل
میں اسی نام کی کوئی عورت تمھارے یہاں
آئے گی۔ مگر تم کو اس کی قدر کرنے کی
ضرورت ہے۔ یہ تمھارے سب کام
اسی کے ذریعہ سے طے ہونگے۔
مہاراج۔ بہت بہتر اور حکم۔
سادھو۔ اور یہ کہ ایک مرتبہ پھول وتی
کو ہم خود دیکھ لیں۔
مہاراج۔ یہ بھی کچھ مشکل نہیں ہے
اسی وقت آپ دیکھ سکتے ہیں۔
سادھو۔ ہاں ہم اپنے قیافہ سے بھی
تھوڑا سا کام لیں گے تب تمھیں بہت
کافی جواب دیں گے۔
مہاراج مہو مان سنگھ فوراً اُٹھے
اور ایک چپراسی کو بلایا اور حکم دیا کہ محل میں
خبر کر دو کہ مہاراج آتے ہیں۔ چپراسی چلا گیا
تھوڑی دیر پیچھے مہاراج معہ بڈھے
سادھو کے پھول وتی کے کمرے میں تھے
پھول وتی نے سادھو کو دیکھتے ہی
پردہ کر لیا۔ اور ایک گوشہ میں بیٹھ گئی۔
سادھو نے سر پر ہاتھ پھیرا اشیرباد کہی
اور پھر مہاراج کے ساتھ ساتھ باہر آ گئے۔
مہاراج۔ کہئے اب آپ کا کیا خیال ہے
سادھو۔ ممکن نہیں ہے کہ اس کی
شادی تمھارے ساتھ نہ ہو۔
مہاراج۔ کیا آپ نے خوب دیکھ لیا۔
سادھو۔ ہاں۔ مگر تم سے جہاں تک
ہو آنے والی ہونگا کی قدر کرنا۔
غرضکہ مہاراج کو ہر طرح سے اطمینان
اور تسلی دلا کر سادھو جی رخصت ہو گئے۔

بیسواں باب

واقعات مندرجہ باب بالا کو دو دن
روز گذر گئے تو ایک روز مہاراج مہو مان سنگھ
دربار عام میں بیٹھے ہوئے اپنے کاروبار
میں مصروف تھے اور معاملات چکا رہے تھے

کہ ایک عورت روتی پیٹتی دربار میں داخل ہوئی۔

قبل اس کے کہ ہم واقعہ بیان کریں قصہ نویسی کے اصول کے موافق یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں جیسے تمام راجہ قریب قریب خود مختاری کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتے تھے اسی طرح عام طریقہ سے اجازت تھی کہ ہر مرد اور ہر عورت آزادی کے ساتھ دادرسی کے واسطے دربار میں حاضر ہو سکتے تھے۔ یا جو کچھ ضرورت ہوتی تھی خود ہی حاضر ہو کر مہاراج سے عرض معروض کر سکتے تھے۔ اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہ تھی۔ اسی طریقہ سے یہ عورت بھی بے تکلفانہ مہاراج کے دربار میں آئی آتے ہی نہایت ادب سے دست بستہ سلام کر کے کھڑی ہو گئی۔

مہاراج۔ کیوں بڑھیا کیا چاہتی ہے۔

بڑھیا عورت۔ ایشور مہاراج کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔

مہاراج۔ تم کیوں آئی ہو کون ہو۔

بڑھیا۔ میں آپ سے بالکل تنہائی اور اکانت میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔

مہاراج۔ اس کے لئے کیا ضرورت ہے۔ اچھا پھر کسی وقت حاضر ہونا۔

بڑھیا۔ ہرگز نہیں۔ پھر کس وقت آپ سے اپنا حال کہوں گی ممکن ہے کہ شام تک میں زندہ نہ رہوں۔

مہاراج۔ میں تمام لوگوں کو جو اسوقت دادخواہی کے لئے کھڑے ہوئے ہیں نکال نہیں سکتا ہوں بلکہ بہتر یہ ہے کہ دوسرے وقت حاضر ہو۔ اگر تمہاری یہی مرضی ہے کہ اس وقت اپنا حال کہوں تو یہ کرو کہ اپنا تمام و کمال حال ایک پرچہ کاغذ پر لکھوا کر لے آؤ۔ اس پر غور کر کے کچھ حکم دیا جائے گا۔

بڑھیا۔ ہاں اس کو میں ماننے کے لئے تیار ہوں۔

یہ سنکر بڑھیا چلی گئی اور دو ایک گھنٹہ میں پھر ایک بڑا پرچہ لیکر دربار میں حاضر ہوئی۔ مہاراج کے حوالہ کیا۔

مہاراج۔ (دیوان سے) لو دیوان جی تم ہم کو سناؤ۔ اس میں کیا لکھا ہے۔

بڑھیا۔ (گھبرا کر) نہیں مہاراج یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر مجھے یہ منظور ہوتا تو اپنا حال سب کے سامنے بیان کرتی میں پھر کیا حرج تھا آپ اسے خود پڑھیے۔

مہاراج مسکرا کر۔ اچھا یہ کہکر مہاراج نے خود ہی کاغذ پڑھنا شروع کیا تھوڑا سا کاغذ پڑھکر ان کے چہرہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ اور حالت بالکل

متغیر ہو گئی۔ کبھی ایسا ہوا کہ پھر حالت میں
ایک تغیر پیدا ہوا اور خوشی نمودار ہونے
لگی۔ غرضکہ جس وقت تک درخواست
بالکل نہ تمام ہو چکی اس وقت تک وہ
اسی حالت میں رہے۔ ادھر انھوں نے
درخواست تمام کی ادھر بڑھیا کی آنکھوں
سے آنسو رواں ہو گئے بلکہ ہچکیاں بندھ
گئیں۔ جس سے سوائے مہاراج کے تمام
اہل دربار متحیر ہو گئے۔ آخر کار تھوڑی دیر
میں مہاراج نے دربار برخاست کر دیا۔
اور دیوان جی کے سوائے اور کوئی نہ رہا
تو وہ اس بڑھیا سے کہنے لگے۔

میں آپ کو اس وقت سے واجب التعظیم
سمجھنے لگا جب کہ مجھے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ
... مگر یہ یاد رہے کہ دیوان جی سے ایک
یہ بات کیا امور سلطنت تک بھی پوشیدہ
نہیں ہیں پھر ان سے یہ راز کہہ دینے
میں نقصان کیا ہے۔
بڑھیا۔ میں تو مصلحت نہیں سمجھتی
آیندہ تمھاری مرضی۔
مہاراج۔ نہیں۔ میرے نزدیک کوئی
نقصان نہیں ہے۔
دیوان جی۔ دراصل ابھی یہ ان
باتوں کو نہیں سمجھتی ہیں۔ کہ دیوان سے
امور سلطنت وملکی ومالی وغیرہ کہاں تک
پوشیدہ رکھے جا سکتے ہیں۔
مہاراج (بڑھیا سے) تمھارے کھڑے
رہنے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے تم
اطمینان سے بیٹھ جاؤ تو میں یہ کاغذ
دیوان جی کو بھی دکھا دوں اور کچھ رائے
لے لوں۔
بڑھیا۔ کاغذ دکھانے کو دکھا دیجئے۔
لیکن ایشور کے لئے یہ کہہ کر میرا دل نہ
دکھایئے کہ میں رائے لے لوں۔ ہائے
اگر رائے میرے خلاف ہوئی تو مجھے سمجھ لینا
چاہیئے کہ میری زندگی ختم ہو گئی ؂

ہم ایسے ہو گئے اللہ اکبر اے تری قدرت
ہمارا نام سنکر ہاتھ دہ کانوں پہ دھرتے ہیں

یہ شعر پڑھکر بڑھیا دھاڑیں مار مار کر
رونے لگی۔ جسے سننے والوں کا کلیجہ منھ
کو آتا تھا۔ اس کی زبان سے کچھ بین
کے الفاظ بھی نکل جاتے تھے۔ اُف
تقدیر اب کوئی دنیا میں میری بات کا
اعتبار کرنے کو بھی تیار نہیں۔ آسمان
او آسمان دیکھ دیکھ اس طرح کسی کو
ستانا نہ چاہیئے۔
غرضکہ بڑھیا کی یہ دردانگیز باتیں سنکر
مہاراج اور دیوان جی کا بھی تھوڑی
دیر کے واسطے دل بھر آیا اور آخر مہاراج
نے نہایت منت سے اسے سمجھایا۔ جب

خاموش ہوگئی تو کاغذ دیوان جی کو دیا گیا اور وہ اسے پڑھنے لگے۔ جب پڑھ چکے تو یہ کبھی بھوچکا سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگے اور متحیر اور حیران ہوگئے

مہاراج۔ کہو کیا رائے ہے۔ جواب دو۔

دیوان۔ خواب کا واقعہ معلوم ہوتا ہے

مہاراج۔ پھر کیا کریں۔

دیوانجی۔ میری رائے میں کچھ اور بھی تصدیق کی ضرورت ہے۔

مہاراج۔ بڑھیا سے۔ کیا آپ اور کوئی کاغذ بھی دکھا سکتی ہیں۔

بڑھیا نے اپنے کرتے کی جیب سے ایک اور کاغذ نکالا جس میں چند مہریں لگی ہوئی تھیں اور وہ مہاراج اور دیوان جی کو دیا گیا۔

اس کاغذ کے دیکھنے کے بعد دونوں کچھ ایسے قائل سے ہوگئے کہ پھر بڑھیا سے اور کوئی سوال وغیرہ نہ کیا۔ بلکہ مہاراج خوشامد آمیز سی باتیں کرنے لگے جو ایسی تھیں۔

تم کو اب سے میں جو کچھ سمجھتا ہوں اس کا بیان کرنا قریب قریب فضول ہے کیونکہ مجھے جو کچھ دیکھنا تھا وہ دیکھ چکا۔

بڑھیا۔ تو پھر اب میرے حق میں جو کچھ آپ کو فیصلہ کرنا ہو وہ کر دیجئے۔

مہاراج نے فوراً ایک کہاری سے کہا کہ انھیں اندر لے جاؤ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی حکم دیدیا کہ میں بھی کچھ دیر پیچھے اندر آتا ہوں۔

باندی کے ساتھ یہ عورت اندر چلی گئی۔ اور مہاراج دیوان جی سے یہ باتیں کرنے لگے۔

مہاراج۔ دیوان جی دیکھا یہ انقلاب بھی کیسی بلا ہے دم بھر میں کچھ سے کچھ کر دیتا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر اس وقت میرے دل میں وہ ہول پیدا ہوا ہے کہ تو بہ ہی تو بہ ہے کیا یہ گمان تھا کہ حالت بسا لقمہ میں یہ عورت ہمارے پاس اس طرح آئی۔ نہیں نہیں ایسا کب ہو سکتا تھا۔

دیوانجی۔ مہاراج یہ جو کچھ اس وقت آنکھوں نے دیکھا خواب و خیال میں بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔

مہاراج۔ مجھے تو اس میں بالکل شبہ نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ عورت سچی نہیں ہے

دیوان۔ اس میں کیا شک ہے کہ آج کے اس قطعی ثبوت ہے اس سے زیادہ ثبوت ملنا محال ہے۔

دونوں بیٹھے ہوئے یہ باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں پھر ایک چپراسی آیا۔

اور ایک پرچہ لاکر دیوان کو دیا - اور کہا کہ جلد اسے پڑھ لیجئے -

دیوان نے پہلے پہلے پرچہ کو ذرا آہستہ پڑھا پھر مہاراج کو سنایا کہ یہ خاص بڑی رانی جی کا لکھا ہوا پرچہ ہے محل میں فوراً آپ کو بلایا ہے -

مہاراج - اچھا ہم جاکر ابھی واپس آتے ہیں -

یہ کہہ کر مہاراج فوراً محل میں چلے گئے وہاں جاکر دیکھا کہ تمام محل کی عورتوں کا اژدہام ہو رہا ہے اور انھیں میں ایک عورت جو کہ سکت سے معمول سے کہیں زیادہ درست ہے مگر اسوقت شکستہ حالی نے اس کی وہ بری گت بنا رکھی ہے کہ دیکھکر ترس آتا ہے) کھڑی ہوئی ہے عورت کی زبان بند ہے مگر وہ اشارہ سے کچھ کہتی ہے - اس کے پھٹے ہوے کپڑوں اور کھلے ہوے بالوں نے وہ بھیانک منظر پیدا کر رکھا ہے کہ ہر کوئی آئینہ حیرت بنا ہوا ہے -

جوں ہی مہاراج محل میں پہونچے یہ عورت دوڑکر مہاراج کے قدموں پر گر پڑی اور پیٹ پر ہاتھ رکھکر کچھ اشارہ کرنے لگی جس سے یہ سمجھ میں آتا تھا کہ یہ کئی دن سے بھوکی ہے اور اسکی زبان وغیرہ سب اسی وجہ سے بند ہے - اگر کوئی بیماری ہے تو وہ بھوک کی بیماری ہے اور کچھ نہیں -

مہاراج (عورتوں سے) آخر یہ یہاں کیونکر داخل ہوئی اور کون ہے -

عورتیں - یکلخت اندر آئی اور آکر اس کی زبان سے صرف یہی لفظ نکلا (مہاراج مہاراج) اس کے بعد نہیں معلوم نہیں کہ کس صدمے سے اسکی زبان بند ہو گئی کوشش کرنے پر بھی یہ بول نہ سکی -

مہاراج - (باندی سے) اچھا فوراً اس کو کچھ کھانے کے لئے دو -

حکم پاتے ہی باندیوں نے فوراً اچھا کھانا اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی عورت کے سامنے رکھا - فاقہ کی ماری ہوئی عورت نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً کھانا شروع کر دیا - کھانے پینے کے بعد آنکھوں کے ساتھ ساتھ اس کی زبان بھی کھلی - اور آتے سب سے پہلے ان الفاظوں کے ساتھ خدا کا شکر یہ ادا کیا - دس پندرہ دن کے بعد پیٹ بھر رزق دینے والے میں تیرا شکر کرتی ہوں -

مہاراج (دوبارہ عورت سے کہنے لگے) کہ اب تو بتا تو کون ہے یہاں کیونکر آئی

اور آتے ہی تونے مجھے کیوں پکارا۔
عورت ۔ میں اپنی اور حالت تو کیا
بیان کروں وہ قریب قریب فضول
ہے نہ یہاں کہنے سے کوئی کام نکل سکتا
ہے ۔ صرف اتنا عرض کر دینا ضروری
ہے کہ ستم رسیدہ بے بس اور بیکس ہوں
دو روٹیوں کا سہارا چاہتی ہوں آج
تمام جہان میں میرا کوئی وسیلہ باقی نہیں
ہے جس کے ذریعہ سے میں دو روٹیاں
کھا کر اپنا پیٹ پال سکوں اور اپنے
حوائج زندگی پورے کر سکوں ۔ میں
بے دھڑک اور بے محابا حضور کے دربار
میں صرف اس لیے حاضر ہوئی ہوں
کہ جہاں اور بہت سی باندیاں حضور
کے گھر بار کی خدمت کر کے اپنا پیٹ
پالتی ہیں اسی طرح میں بھی خدمت کر دونگی
اور دو روٹیاں کھا لونگی ۔ آج مجھے
حضور کے سوائے کوئی نہیں معلوم ہوتا
جو میری مدد کر سکے ۔

یہ حالت زار دیکھکر بے اختیار
مہاراج کا دل بھر آیا اور کہنے لگے ہائے

آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

دیر تک سکتہ کی حالت میں رہ کر
کہنے لگے ۔ اچھا تمھارا نام کیا ہے ۔

عورت ۔ میرا نام مونگا ہے ۔
مہاراج ۔ (خوشی سے اچھل کر) اہا
تمھارا نام مونگا ہے ۔
عورت ۔ (متعجب ہو کر) میں نہیں
سمجھی کہ ایک ستم رسیدہ گمنام عورت
کا نام آپ کو کس نے بتایا ۔
مہاراج ۔ اس سے تمھیں کیا غرض ہے

اتنا کہہ کر مہاراج نے اس عورت
کو بھی بلایا جسے اس سے پہلے وہ محل
میں بھیج چکے تھے اور جس سے کاغذ
وغیرہ بھی دیکھے تھے ۔ دونوں کو ساتھ
لیکر وہ پھول وتی کے کمرے میں گئے
پھول وتی اس وقت بھی معمول کے
موافق متردد اور مغموم بیٹھی ہوئی تھی
ان تین آدمیوں کو دیکھکر وہ کچھ بھونچکا
سی ہو گئی کیونکہ معمولاً مہوبان سنگھ
اس کے پاس آتے تو روزانہ تھے مگر ہمیشہ
تنہا آتے تھے اور جس وقت کہ وہ
پھول وتی سے باتیں کرتے تھے اس
وقت اپنی اصلی رازدار ہیرا کو بھی
اپنے پاس نہ دیکھ سکتے تھے ۔

پھول وتی کی یہ تو ہمیشہ کی عادت
تھی کہ وہ گفتگو کرنے میں کبھی سبقت
نہ کرتی تھی سیدھی بات کا جواب سیدھا
دیدیتی ۔ اور اگر کچھ ایچ پیچ کی بات

ہوتی اس پر خاموش ہو جاتی تھی۔
آج بھی ایسا ہی ہوا۔ اُس نے نظر اُٹھا کر
دیکھنے کے سوائے اور کوئی بات نہیں کی
مہاراج۔ پھول وتی دیکھو یہ دونوں
عورتیں جن میں سے ان کا نام سونگا
ہے۔ اور اس کا موتی ہے تمھاری صحبت
کے لئے تجویز کی گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے
کہ ان سے تمھارا جلد ہی دل بہلے گا
بلکہ موتی کو تو تم اور کچھ پاؤ گی۔
پھول وتی۔ جیسا آپ کا خیال ہے
میرا ہے۔ موتی سونگا۔ غرض کہ جن جن
آدمیوں کو آپ نے میری مصاحبت میں
رکھا ہے اُن میں سے ہرگز کوئی میرا
دل خوش نہیں کر سکتا کیونکہ میرا رنج
و غم میرا درد و الم ایسا نہیں ہے کہ
وہ کبھی کسی صورت سے کم ہو جائے۔
مہاراج۔ ایسی نئی بات ہے کہ کیا
کوئی تمھارا دل خوش نہیں کر سکتی۔ خیر
پھول وتی۔ شکر اپنے دل میں
کچھ کھٹک تو ضرور رکھتی مگر خاموشی ضرور
تھی لہٰذا خاموش ہو گئی۔ اور یہی کہا
کہ آپ کے خیال کے موافق تو ایک
ہے کیا سب کے اندر قابلیت ہو
سہی۔ پھول وتی مہاراج سے یہ باتیں
تو کر رہی تھی مگر بار بار اُسکی نگاہ موتی
کے چہرہ پر پڑتی تھی اور وہ بے حد غور
کے ساتھ اُس کو دیکھتی جاتی تھی۔ ایک
آدھ مرتبہ بہت ہی دبی آواز سے یہ بھی
اُس کی زبان سے سنا گیا کہ الٰہی یہ بات
صحیح ہو اور یہ میرا خیال غلط نہ نکلے۔
ادھر موتی بھی نہایت ہی محبت بھری
نظروں سے پھول وتی کو دیکھتی جاتی
تھی۔ مگر سونگا اور مہاراج کی وجہ سے
مجبور تھی وہ کچھ نہ کہہ سکتی تھی۔ ان
دونوں کے سوائے اس وقت سونگا کی
نگاہیں بھی ایک کیفیت سے خالی نہ تھیں
جس وقت ان دونوں کی آنکھوں
سے باہمی اشتیاق پایا جاتا تھا اُس
وقت سونگا کی آنکھوں سے نفرت
اور حقارت کے آثار نمایاں تھے جن سے
قطعی یہ ظاہر تھا کہ یہ باتیں اسکو دل سے
ناگوار ہیں۔ اور وہ کبھی انھیں دیکھنا
پسند نہیں کرتی۔ تینوں دم بخود اور
خاموش تھیں آخرکار بڑھیا عورت کو
جس کا نام موتی تھا۔ مہاراج نے علیحدہ
بلایا اور یہ لفظ کہے۔
کیوں تم کو میرے نزدیک اور
کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں ہے
کیونکہ تم خود کوشش کرو گی اور مجھے امید
ہے کہ تم سے زیادہ اس عالم میں کبھی

کوئی دوسرا کامیاب نہ ہوگا۔
سوتی۔ ہاں آپ کے اقبال سے مجھے بھی امید ہے۔
مہاراج۔ اچھا جاؤ۔ یہ کہکر مونگا کو علحدہ بلا لیا اور کہنے لگے۔
تمھاری غربت اور اخلاص پر نظر کرکے میں نے تمھیں ضرور یہاں نوکر رکھا ہے۔ مگر میں تم سے سوائے اس ایک خدمت کے کوئی کام لینا نہیں چاہتا ہوں اور یہ بھی امید ہے کہ تم اسے خوشی خاطر سے قبول اور منظور کروگی
مونگا۔ حضور فرمائیں
مہاراج۔ یہ کہ تم دیکھ رہی ہو میں نے تمھیں پھول وتی کی مصاحبت میں رکھا ہے۔ اب اگر تم میری آنکھوں میں اپنا اعتبار اور عزت چاہتی ہو تو یہ کرو کہ پھول وتی سے اتنی محبت اور بے تکلفی بڑھاؤ کہ وہ بالکل تمھاری ہو جائے اور کبھی کسی بات سے انکار نہ کرے جو کچھ تم کہو وہ کرے
مونگا۔ میں حضور کو اطمینان دلاتی ہوں کہ ایسا ضرور ہو جائے گا۔ اور مجھے اس بات میں خاص ملکہ ہے۔
مہاراج۔ خیر اگر ایسا ضرور ہو جائے گا تو پھر تم یہ کرنا کہ میری طرف سے پھول وتی کا دل صاف کر دینا۔ اگر تم نے ایسا کیا تو یہ یاد رکھو کہ تم کو اتنا کچھ انعام دوں گا کہ تمام عمر کے لیے تم فکر معاش سے مستغنی ہو جاؤگی۔
مونگا یہ شکر و پوانہ وار بیساختہ کہنے لگی کہ مہاراج آپ اطمینان رکھئے چند روز میں یہ سب کچھ ہو جائے گا اور پھول وتی کو آپ سے ایسی ہی محبت پیدا ہو جائیگی جیسی آپ چاہتے ہیں۔
مہاراج۔ تو یہ بھی یاد رکھو کہ پھول وتی سے زیادہ نہیں تو اس کی برابر ہی برابر تم بھی مجھے عزیز ہوگی۔
اتنا کہہ کر سوتی اور مونگا کو چھوڑ کر مہاراج یہاں سے رخصت ہونے لگے اور وہ اس کمرہ سے ہو کر گذرے جہاں اُن کی بیاہتا رانی بالا رہتی تھی۔ اور اس وقت اپنی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی کچھ باتیں کر رہی تھی۔ رانی بالا مہاراج کو دیکھکر تعظیم کے لئے کھڑی ہو گئی اور مہاراج بھی دکھاوے کے لئے بالا کی طرف بڑھے۔
ہم اس سے پہلے کہ ہنومان سنگھ اور بالا کی کچھ گفتگو لکھیں مختصر سا رانی بالا کا حال لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ آیندہ اگر ہمارے قصہ میں کچھ بالا کے متعلق گفتگو ہو

تو ناظرین اسکو بخوبی سمجھ جائیں۔
بمالا ایک زمیندار کی لڑکی تھی اسکا باپ سندرگڈھ کا خود مختار راجہ تھا جو اسی ہنومان سنگھ کی ریاست سے لگا ہوا تھا۔ اور جس میں ایک نہایت ہی مضبوط قلعہ بنا ہوا تھا۔ جس کے اندر ایک طلسم بھی تھا اور مشہور تھا کہ اس طلسم کے اندر بہت زیادہ دولت ہے بمالا کا باپ اگرچہ اس دولت سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکتا تھا تاہم اور راجوں کی نظر میں اس کی بڑی وقعت اور عزت تھی اور سب اس کو ایک بڑا مالدار راجہ خیال کئے ہوئے تھے۔ اسکے دو سبب تھے ایک تو یہی جو ہم اوپر بیان کر چکے دوسرے اس نے اپنے اشیں وہ ایک چھوٹے چھوٹے موضعوں کی محدود آمدنی سے اپنی نیک چلنی اور سلامت روی کی چال کی وجہ سے بڑی دولت اکٹھا کر لی تھی۔ اس کے اور کوئی نرینہ اولاد نہ تھی صرف دو لڑکیاں تھیں ایک یہی بمالا۔ دوسری کملا تھا جو بمالا سے عمر میں کچھ کم تھی اور اب تک اس کی شادی نہ ہوئی تھی۔
بمالا نہایت سنجیدہ عورت تھی اس کی زبان سے کبھی کوئی فضول بات بھی نہ نکلتی تھی اس کی چوڑی پیشانی سے اس کی متانت کا ثبوت ملتا تھا وہ خندہ پیشانی ضرور تھی۔ مگر سوائے تبسم کے کسی نے کبھی اسکو قہقہہ مارتے نہ دیکھا تھا۔ وہ انتہا درجہ کی متحمل مزاج تھی اور جب تک کہ کسی بات کی اسکو سخت تکلیف نہ پہونچتی تھی اس کا کبھی اظہار نہ کرتی تھی۔ اس میں راستبازی اور سچی بات کہدینے کی ایک ممتاز صفت موجود تھی وہ عالی حوصلہ تھی۔ بچپن میں اس نے اور علموں کے ساتھ ساتھ کچھ نجوم اور قیافہ کا علم بھی حاصل کیا تھا۔ وہ اپنے پتی کی اطاعت کو اپنا فرض اور اس سے محبت کرنے کو اپنی سعادت جانتی تھی ہنومان سنگھ بھی اُن کی ان صفات پر عاشق تھا۔ مگر جب سے وہ پھول وتی کی محبت کے پھیر میں پڑا تھا اسوقت سے اس طرف اس کی توجہ کم ضرور ہو گئی تھی۔ مگر آج تک کبھی بمالا نے اس کی شکایت نہ کی تھی۔ اور وہ ٹھنڈے دل سے سب کچھ دیکھا کرتی تھی ہنومان سنگھ ظاہری جوش کے ساتھ جس سے تصنع اور بناوٹ صاف صاف ظاہر ہو رہی تھی بمالا کی طرف بڑھے

اور گرمجوشی کے ساتھ اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر مزاج پوچھا۔

بمالا۔ اچھی ہوں مہاراج کے لئے دعا کرتی ہوں۔

مہاراج۔ رانی آجکل میں خلاف معمول تمہیں کچھ زیادہ پریشان پاتا ہوں۔

بمالا۔ آپ پریشان ہوں اور میں پریشان نہ ہوں یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

مہاراج۔ میں کیا پریشان ہوں۔

بمالا۔ آئینہ میں صورت دیکھیے صورت سے حال ظاہر ہے۔ مگر مہاراج میں اتنا آپ سے ضرور عرض کئے دیتی ہوں۔ کسی مظلوم کو ستانا اچھا نہیں ہے۔ کاش اگر میں دیکھتی کہ پھول وتی کے بارے میں آپ کی کوشش کچھ کارآمد ہوگی تو کبھی ایسا نہ کہتی۔ مگر میں نجوم کے ذریعہ سے معلوم کر چکی ہوں کہ پھول وتی سے ملیں کر بجوشی دو دو باتیں کرنا آپ کے نصیب میں نہیں ہے نہ یہ کہ آپکی رانی بن کر رہ سکتی ہے۔

مہاراج۔ اچھا تم یہ ذکر نہ چھیڑو

بمالا۔ اگر آپ سے میں یہ ذکر نہ کروں گی تو اور کون کہے گا۔ آپ کی پچھلی رانی بھی تو اپنے ضعف پیری کی وجہ سے بالکل مجبور ہو گئی ہیں اس لئے وہ آپ سے کچھ نہیں کہتیں۔ یا شاید اُن کی اسمیں کچھ مصلحت ہوگی ورنہ وہ بھی۔۔۔۔

مہاراج۔ تم ناحق جلی مرتی ہو۔ یاد رکھو کہ دنیا کے سب کاموں میں، میں تمھاری مرضی کو ضرور مقدم سمجھتا ہوں۔ مگر پھول وتی کے بارہ میں تمھاری ایک بھی نہ مانوں گا۔

بمالا۔ خیر اگر آپ نہ مانیں گے تو میں بھی کچھ نہ کہوں گی۔ مگر سُن لیجیے کہ جو کچھ میں نے آپ سے عرض کی وہ جلنے کی وجہ سے نہیں کی بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں آپ کو نقصان بھی پہونچے اور جو آپکو نقصان پہونچے گا وہ عین میرا نقصان ہے۔

مہاراج۔ تمھاری ان باتوں سے آج مجھے تمھاری صورت سے نفرت ہو گئی

بمالا۔ خیر میری قسمت۔

مہاراج آخری جملے کو سنتے ہوئے دربار چلے گئے اور رانی بمالا روتی ہوئی رہ گئیں اور اس وقت خلاف عادت انھوں نے اپنے دل میں ٹھان لی کہ میں بھی اب کوشش کروں گی کہ مہاراج کو اپنے اس مقصد میں کامیابی نہ ہو۔ کیونکہ کامیاب ہونے میں اس نقصان کا اندیشہ ہے جسے میں پسند نہیں کر سکتی۔

اکیسواں باب

گذشتہ باب کے واقعات کو آٹھ دس روز گذر گئے۔ مونگا اور موتی پھول وتی کی آنکھ میں برابر رسوخ پیدا کرتی رہیں یہ فیصلہ ابھی تک ہم نہیں کر سکے کہ پھول وتی کو زیادہ تر پرواہ کس کی تھی اور اس کا دل کس کی محبت سے بھرپور تھا۔ مگر ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم ناظرین کو ہر دو کی وہ گفتگو جو پھول وتی سے ہوئی قلمبند کر دیں۔

رات کا وقت ہے شمع جھلملا جھلملا کر جل رہی اور اپنے سوز دل کو دیکھنے والوں پر ظاہر کرتی ہے۔ پروانے بے تحاشا تصدق ہونے کے لئے چلے آتے ہیں۔ پھول وتی اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی ہیرا سے کچھ ادھر اُدھر کی باتیں کر کے اپنے دل کو بہلا رہی ہے۔ مگر ہیرا اپنے کسی ضروری کام کی وجہ سے اس وقت جلدی کر رہی ہے اور بار بار اجازت مانگتی ہے۔ پھول وتی کا چونکہ کچھ غم غلط ہو رہا ہے اس واسطے وہ پوچھتی ہے آخر ہیرا تمہیں اس وقت کیا کام ہے۔

ہیرا۔ سکھی مجھے کچھ ضروری کام ہے اس وقت جانے دو صبح حاضر ہوں گی۔

پھول وتی۔ ہرج نہ ہو تو کچھ دیر اور بیٹھو

ہیرا۔ نقصان ہوگا۔

پھول وتی۔ خیر نقصان نکرو جاؤ۔

ہیرا۔ سلام کرتی ہوئی رخصت ہوگئی

ناظرین یاد کریں یہ وہی عیار بیری ناتھ ہے جو مہتاب سنگھ کے حکم کے بموجب یہاں رہتا ہے اور دن رات کی خبریں مہاراج کو پہونچاتا ہے اور اکثر شام کے وقت اپنی ڈیوٹی ختم کر کے چلا جاتا ہے نقلی ہیرا کے جانے کے بعد فوراً ہی موتی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کی باتوں کی وجہ اور اُس کے سفید بالوں کے لحاظ سے پھول وتی اسکا حد سے کچھ زیادہ لحاظ کرتی تھی اسواسطے وہ اُٹھنے لگی مگر موتی نے دعا دے کر کہا کہ نہیں اس تکلیف کی ضرورت نہیں ہے تم بیٹھی رہو۔ پھول وتی بیٹھ گئی دونوں تھوڑی دیر تک خاموش ایک دوسرے کا منھ تکتی رہیں۔ آخر ایکمرتبہ پھول وتی کو ہنسی آگئی۔ اور وہ کہنے لگی۔

موتی ایشور کے لئے اب بہت زیادہ نہ ستاؤ۔ اب تو جلد مجھے سب حال بتاؤ دیکھو اب تو مجھے ہر وقت اس شبہ کی

وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور تم
ہو کہ بالکل بتانے کا نام ہی نہیں لیتیں۔
موتی۔ چلو چھوڑو اس ذکر سے کیا حاصل
پھول وتی۔ یہ ٹھیک ہے مگر میں
اپنے مضطرب مچلے ہوئے دل کو کیونکر
سمجھاؤں۔
موتی جو کچھ یہ مجھے سمجھتا ہے وہی سمجھنے دو۔
پھول وتی۔ بس ان باتوں سے پتا
ہوتا ہے کہ تمھاری محبت بالکل مصنوعی
ہے اور تمھاری سب باتیں بناوٹ ہیں
کیونکہ جب ایک معمولی سی بات کے
بتانے میں تمھیں اس قدر اڑکا رہے تو
فی المثل میرا کوئی بڑا زبردست کام
تم سے آن پڑے تو تم اس میں میری کیا
امداد کر سکوگی۔

موتی نے یہ سن کر کچھ تیکھی نظروں
سے پھول وتی کو دیکھا۔ ایک آہ سرد
بھری اور کہنے لگی پیاری پھول وتی
جو کچھ تیرا خیال ہے اور جو تو سمجھی ہے
وہ غلط ہے۔ یہ بات نہیں ہے جو تو سمجھے
ہوئے ہے بلکہ بات یہ ہے آدمی کو مدت
میں کسی بات کا اعتبار ہوتا ہے۔
پھول وتی۔ اوہو کیا تم اب تک
میرا اعتبار نہیں کرتیں۔
موتی۔ اس میں لحاظ کی ضرورت نہیں

ہے۔ ہاں واقعی مجھے خوف ہے کہ تم میرا
پاس نہ کروگی اگر وہ بات کہہ دوگی تو
میری آبرو اور جان پر حرف آجائیگا
پھول وتی کو اب تک جو کچھ اشتیاق
تھا یہ بات سننے سے قریب قریب
دس گونہ ترقی کر گیا اب اس کے اصرار
کی کوئی حد باقی نہ رہی اور وہ کہنے لگی
موتی اس کا سوائے اس کے میں اور
کچھ جواب نہیں دے سکتی ہوں۔ کہ
جو ذریعہ تیرے اعتبار کرنے کے ہوں
مجھے بتا میں ابھی اسکو اختیار کرونگی۔
موتی۔ پیاری پھول وتی بس تو
صرف قسم کھالے تو میں اسی وقت تجھے
ہر بات بتانے کے لئے تیار ہوں۔
پھول وتی کو تاب کہاں تھی کہ
وہ کچھ انتظار کرتی لہذا اس نے فوراً
قسم کھائی گنگا جلی اٹھائی۔ موتی
کہنے لگی۔ سنو تمھیں میری صورت پر جو
کچھ شبہ ہے وہ صحیح ہے۔ تم نے مجھے
جو کوئی سمجھا ہے فی الواقع میں وہی ہوں
بیشک میں وہی ہوں جس نے تمھیں
اپنے بچوں کے موافق اپنے آغوش
میں پالا ہے۔ ہاے میں وہی ہوں کہ
جب تمھارا پتی نے موت سے بے بس
ہو کر اپنا سایہ تمھارے سر سے اٹھایا

تمھارے باپ نے میرے سپرد کیا۔ اور
جس وقت تک تم سن تمیز کو نہیں پہونچیں
اس وقت تک میری ذات سے بھی
تمھیں وہی آرام ملا جو ایک کم عمر بچہ کو
اپنی اصلی ماں سے ملنا چاہیئے۔ ہائے
زمانہ نے واقعات کو پلٹا اور تم کو مجھ سے
اور تم سے مجھکو جدا کر دیا۔ اور ایسا جدا
کیا کہ آئندہ کے لئے کوئی امید نہ رہی
کہ تم پھر مجھ سے ملکر میری آنکھوں کو منور
کروگی کہو کیا تمھیں میرے اوپر یہی
شبہ تھا یا اور کچھ۔

پھول وتی کے آنسو نکل آئے اسکی
حالت دگرگوں ہوگئی وہ چیخ مار کر اتنا
کہکر کہ ہاں پیاری اماں میں یہی سمجھی
تھی بیہوش ہوگئی اور سوتی کے قدموں
پر گر گئی۔

سوتی کی صورت پر بھی کچھ بدحواسی
چھا گئی۔ اور وہ پھول وتی کو ہوش میں
لانے کی تدبیریں کرنے لگی اور آخرکار
وہ کامیاب ہوئی۔ پھول وتی کو جب
ہوش آیا تو پہلا لفظ جو اس کی زبان
سے نکلا یہ تھا۔ ہائے اماں تم یہاں کہاں

سوتی۔ دیکھو اپنے آپ کو سنبھالو۔
بے تابی سے کام خراب ہو جاتا ہے
اور راز افشا ہو جاتا ہے ہم اب کسی پہلے

ہی طرح ایک دوسرے کی صورت کو
ترسنے لگیں۔

پھول وتی۔ نہیں میں اس وقت
بیہوش نہیں ہوں تم کہو۔ اچھی اماں
میرے بعد سے گھر کے تمام واقعات
مجھے سنا دو۔

سوتی۔ اتفاق وقت سے میں پھر
محل میں پہونچ گئی۔ اور ایک خدمت
پر مامور ہوئی یہ وہ وقت تھا کہ جب
آپ کے چچا جی مہاراج ایک ایسی
بیماری میں مبتلا ہوگئے تھے جسے بالاتفاق
اطبا نے مہلک قرار دیا تھا۔ اس وقت
جب وہ خود بھی اپنی زندگی سے مایوس
ہوگئے تو برہمنوں کو بلایا اور ان میں
سے اکثر نے یہ رائے دی کہ یہ صرف
پھول وتی کے آوارہ اور پریشان
پھرنے کا اثر ہے بہتر ہے کہ اس کی
خطائیں معاف کر دیجائیں۔ امید ہے کہ
پرماتما رحم کرے گا۔ مہاراج نے تمھاری
ساری خطائیں معاف کر دیں اور تمھیں
جا بجا تلاش کرایا پتہ چلتے چلتے تمھارا یہاں
کا پتہ چلا۔ مہاراج نے تو اسنو مانِ شکستہ
سے درخواست کی کہ وہ بہ احترام تمھیں
تمھارے گھر پہونچا دے مگر سنو ماں جی
کے دل میں جو جوش چھپا ہوا ہے اور اسکے

سر پر جو خبط سوار ہے وہ تمھیں معلوم ہی ہے اُس نے وہی کھرے پن سے جواب دیدیا۔ مہاراج نے فوراً سیناپتی کو حکم دیدیا کہ فوج کو آراستہ کرکے اس کے اوپر چڑھائی کی جائے۔ مگر ہوشیار برہمنوں نے پھر یہی رائے دی کہ ذرا سی بات کے لئے خلق خدا کی خونریزی نہ کی جائے۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے چنانچہ طے ہوتے ہوتے یہ امر طے ہوگیا کہ کسی عیار کو وہاں بھیجا جائے۔ ایسا ہی کیا۔ عیار بلائے گئے۔ اُنھوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ کوئی ایسی عورت کر دی جائے جو پھول وتی کو اچھی طرح جانتی ہو۔ پھول وتی کو وہ اور پھول وتی اُسے چاہتی ہو۔ چنانچہ اس کی بھی تلاش کی گئی۔ محل کی عورتوں پر نظر ڈالی تو سب سے مناسب اور بہتر اس کام کے واسطے مجھے پایا۔ میں اس سے بے حد خوش ہوئی کہ ایک تو دوبارہ پھر زندگی میں میں تمھاری صورت دیکھونگی دوسرے یہ کہ تمھیں مصیبت سے چھڑا کر اپنے ساتھ لانے کا مجھے فخر ہوگا۔ میں تیار ہوگئی۔ اور عیاروں کے ساتھ ساتھ یہاں آئی عیاروں نے ایک تو میرا نام تبدیل کردیا

چنانچہ پہلا نام میرا جو کچھ ہے وہ تمھیں معلوم ہے پھر اُنھوں نے مجھے رائے دی کہ تم ایک غریب عورت کی صورت بنا کر محل میں جاؤ۔ اور نوکری کی درخواست کرو۔ مہاراج سنہوان سنگھ یقینی تمھیں نوکر رکھ لیں گے اور تمھاری قدر کریں گے تم کہہ دینا کہ پھول وتی میری گودوں کی کھلائی ہوئی ہے۔ آپ مجھے نوکر رکھ لیں تو میں چند ہی روز میں پھول وتی کو تم سے شادی ہو جانے پر رضامند کر دوں گی۔ اس کے ساتھ ہی عیاروں نے مجھے ایک کاغذ دیا جس پر چند مہریں لگی ہوئی تھیں۔ اور پورا پورا اس بات کا ثبوت تھا کہ میں ضرور وہاں نوکر رہی ہوں۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر ثبوت مانگا جائے تو یہ کاغذ پیش کر دینا۔ چنانچہ اس کے دیکھتے ہی مہاراج بے انتہا تمھاری قدر کرینگے جب تم محل میں داخل ہو جاؤ تو موقع پا کر تمام اپنا حال پھول وتی کو سنا دینا اور پھر جو کچھ وہ جواب دے اُسکی ہمیں اطلاع دیدینا۔ میں نے عیاروں کی ہر ایک بات پر عمل کیا۔ دربار پہونچی اپنا تمام حال سنایا ثبوت میں میں نے یہ کاغذ دکھایا۔ اور اسی وقت

مہاراج نے مجھے نوکر رکھا اور اسی لئے
تمھاری مصاحبت میں جگہ دی۔ چلتے
وقت جو اس روز مجھ سے کچھ کہا تھا وہ
یہی بات تھی اب تمھارے دل کو اطمینان
ہوگیا یا نہیں۔
پھول وتی ۔ مگر چچا جی مہاراج کیا
اب بھی بیمار ہیں۔
موتی ۔ جس وقت سے کہ انھوں نے
تمھارے معاف کر دینے کا ارادہ کیا
اس وقت سے انھیں آرام تھا۔ اور
مرض کم ہونے لگا تھا۔
پھول وتی ۔ شکر ہے ۔ مگر پیاری
اماں اب جی نہیں چاہتا کہ جہاں سے
میں اس بے عزتی کے ساتھ جدا کر دی
گئی تھی اب پھر وہاں جاؤں۔
موتی ۔ ایسا خیال نہ کرو اپنے
بزرگوں کی تنبیہ کا برا ماننا فضول ہے
پھول وتی ۔ کچھ بھی ہو اس عزت
سے اب ذلت اچھی۔
موتی ۔ اگر تم اپنے اوپر میرا کچھ حق
سمجھتی ہو تو میری رائے پر عمل کرو اور
کی ہوئی محنت کو برباد نہ جانے دو
ورنہ اس صدمے سے میں مر جاؤں گی
اور میرا خون بھی تمھاری گردن پر ہوگا۔
پھول وتی ۔ خیر وقت تو آنے دو۔
موتی ۔ ایسا موقع بھی بہت جلد
آنے والا ہے۔
پھول وتی ۔ یہ سب صرف آپکی خاطر سے
کروں گی ورنہ اپنا حال جو کچھ تھا کہہ چکی
موتی ۔ اتنا کام میرے کہنے سے اور کرنا
کہ اب جب ہنومان سنگھ آئے تو اس سے
ذرا نرم باتیں کرنا تاکہ وہ سمجھے میری
کوشش کچھ موثر ہوئی اور پھر وہ
میرے اوپر بھی مطمئن ہو جائے اور مجھے
جلد اپنی کارروائی کا موقع ملے۔
پھول وتی خاموش ہو گئی۔
ابھی ان دونوں میں کسی اور بات
کا تذکرہ نہ چھڑا تھا کہ مونگا داخل ہوئی
اور اس کے آتے ہی موتی آب آمد
و تیمم برخاست کی مصداق بن گئی۔
یہ بھی کہہ دینا ضروری ہے کہ جسقدر
موتی نے پھول وتی کے دل میں اپنی
جگہ کر لی تھی اسی طرح مونگا نے بھی
اپنی موہنی صورت اور پیاری پیاری
باتوں سے پھول وتی کو رام کر لیا تھا
اور پھول وتی اسے بھی اپنا عزیز جان
سمجھتی تھی۔
مونگا اپنی مغموم سی صورت بنا کر
پھول وتی کے پاس جا بیٹھی اور پھول وتی
کو اس کے رنجیدہ دیکھنے کی تاب نہ تھی

تو کہنے لگی۔

پھول وتی۔ کیوں سکھی مونگا تم پریشان کیوں ہو۔

مونگا۔ میرے مقدر ہی میں پریشانی لکھی ہوئی ہے

پھول وتی۔ یہ کیوں کیا مجھ سے زیادہ

مونگا۔ ہاں ہر شخص اپنے افکار کو زیادہ سمجھا کرتا ہے۔ ع

کر گئی بے صبری نالوں کی میرے تو بلبل
شعلہ ذرا اتنا تو کر جا کے چاند پیدا

ہائے ع

میں گلستان جہاں میں سبزۂ خوابیدہ ہوں
پائمال گردش دوراں کا آفت دیدہ ہوں

پھول وتی۔ آخر کوئی وجہ بھی ہے کہ خواہ مخواہ آج کڑھی کی طرح ابال چلے آرہے ہیں کہو تو سہی اگر کوئی کام میرے کئے ہو سکتا ہے تو اس کے کرنے کیلئے میں تیار اور مستعد ہوں۔

مونگا۔ پیاری پھول وتی کچھ نہ پوچھ اگر میرا رونا اپنے حال پر ہوتا تو یقینی مجھے کچھ رنج نہ تھا مگر رونا صرف تمہارا ہے تم بڑی بھولی ہو۔

پھول وتی۔ یہ کیا۔

مونگا۔ ایک دو مرتبہ پہلے بھی تم سے کہہ چکی ہوں اور اب بھی کہہ رہی ہوں کہ مجھ سے زیادہ تمہارا خیر خواہ اس محل میں کوئی نہیں۔ کہنا مانو۔ اور میری قدر کرو۔ ورنہ۔ ع

یاد آئیگی تمہیں میری وفا میرے بعد

میں نے ابھی ابھی سنا کہ تم موتی کے ساتھ وہ باتیں کر رہی تھیں جس سے میرا دل ٹوٹ گیا اور میری رہی سہی امید خاک میں مل گئی۔ تم کچھ ہی سمجھو مگر دیکھو میں تم کو اچھی طرح سمجھائے دیتی ہوں کہ موتی تمہاری جانی دشمن ہے اور اگر تم اس کے کہنے پر کاربند ہوگی تو وہ ضرور تم کو کسی بڑی آفت میں پھنسا دیگی۔ اگر تم کو خواہش ہے کہ یہاں سے نکل چلو تو سمجھ رکھو کہ مونگا کے سوائے دوسرا تمہیں نکال نہیں سکتا۔ ہائے مجھے وہ سب معلوم ہے جس کا تم کو غم ہے۔ سمجھ لو کہ سوائے میرے دوسرا کوئی شخص تمہیں وہاں تک نہیں پہونچا سکتا ایک مرتبہ میں سختی کے ساتھ یہ بھی سمجھائے دیتی ہوں کہ اگر اب تم نے موتی کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا تو میں مہوماں سنگھ سے ضرور کہہ دونگی کیونکہ بعد کو میں بھی اس سازش میں شریک سمجھی جاؤں گی اور پھر میرے اوپر بھی سب آفت آئیگی کیونکہ تم اور

موتی تو دونوں غائب ہوں گی اگر تم میرے اوپر اطمینان کرتی ہو تو لو یہ دیکھو یہ کہہ کر مونگا نے ایک تصویر نکالی اور ایک جھلک پھول وتی کو دکھا کر پھر چھپالی تصویر دیکھتے ہی پھول وتی کی زبان سے بیساختہ نکل گیا ہائے پیاری مونگا ذرا پھر بھی مجھے یہ تصویر دکھا دو مونگا نے بجائے تصویر کے اس مرتبہ ایک کاغذ دیا جسے پھول وتی آہستہ آہستہ پڑھ کر رونے لگی۔ چنانچہ پورا پورا یہ ابھی کاغذ کو پڑھ نہ چکی تھی کہ موتی آگئی اور ایک دم کاغذ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ پھر پھول وتی نے لاکھ کوشش کی مگر وہ واپس نہ ملا۔

موتی۔ (مونگا سے) دیکھو ادھر دیکھو تو میرے ہوتے اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوگی۔

مونگا۔ میرا بھی یہی جواب ہے۔

موتی۔ خبردار۔ اگر اب کچھ زبان سے نکالا تو مہاراج سنگھ تک معاملہ جائے گا

مونگا۔ میں اس سے نہیں ڈرتی۔

دو چار سخت باتیں ہونے کے بعد دونوں میں سخت لڑائی ہونی شروع ہوگئی اور دھر پکڑ ہونی شروع ہوگئی اگر پھول وتی اٹھ کر بیچ بچاؤ نہ کرتی تو یقینی ان دونوں میں سے ایک کی جان جاتی پھول وتی نے ہاتھ جوڑ جوڑ کر ایک کو دوسرے سے جدا کیا اور وہ حیرت میں پڑ گئی کہ یہ کیا ہوا ان واقعات کو یہیں چھوڑ کر اب ہم راجگڑھ کو پلٹتے ہیں۔

بائیسواں باب

جہاں سے کہ ہم نے کمار ہری سنگھ کا ذکر چھوڑا ہے اب یہ تذکرہ اس سے دوسرے دن کا ہے عشاق کی صبح سے شام اور شام سے صبح ہمیشہ خیال یار ہی میں ہوتی ہے۔ دنیا کی عیش رنج و مصیبت دنیا کی مصیبت عیش معلوم ہوتی ہے۔ باغ میں پہنچ کر صحرا اور صحرا میں گھر۔ اور گھر میں پھر وہی باغ یاد آتا ہے۔ ایک شاعر نے مختصر الفاظ میں اس وحشت کا تذکرہ کیا ہے جو قدرتی ہر ایک عاشق مزاج کے دل میں ہوا کرتی ہے ؎

باغ میں لگتا نہیں صحرا سے گھبراتا ہے دل
اب کہاں لیجا کے بیٹھیں ایسے دیوانے کو ہم

ایک اور لکھتے ہیں کہ ؎

ایک بیمار [illegible] عاشق [illegible]
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

اب اسمیں کوئی دانا ہو یا نادان ہو
غرضکہ ہر کسی کو بھی واقعات درپیش
ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ناول کا
ہیرو کمار ہری سنگھ بھی اگرچہ نہایت
ہی ہوشیار اور ہونہار تھا۔ مگر جب سے
کہ اس پر محبت کا جن سوار ہوا اسکو ایک
ایک ساعت گذارنی بھاری ہوتی تھی
شہر سے نکلکر باہر جانے کو جی چاہتا تھا
ہر وقت گریبان کی طرف ہاتھ چلتا تھا
وہ وطن اور وہ گھر جنھوں نے اپنے
دامن شفقت میں اس کو پالا تھا اور
جن سے وہ بیحد مانوس تھا اُسے کاٹنے
کو آتے تھے۔ اُسے نہ کسی دوست کی
باتیں پسند آتی تھیں نہ کسی سے مذاق
کرنے کو اس کا جی چاہتا تھا۔ اگر وہ
کسی سے بات کرتا تھا یا اس کا کسی سے
بولنے کو جی چاہتا تھا تو وہ دلجیت سنگھ
تھا جو اس کا اول ہی سے رازدار تھا۔
چنانچہ جس روز کہ دلجیت سنگھ چلا گیا
کمار کو اس نے خبر نہ کی تھی اس میں
شاید اس نے اپنی کچھ مصلحت سوچی
ہو گی اور وہ بھی کسی جگہ اپنا پتہ معلوم
ہو جانے کی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ
کمار کو خبر کرنا نہ چاہتا تھا۔
کمار نے صبح سے شام تک تو دلجیت سنگھ
کے ساتھ ہی گذارا تھا۔ مگر دلجیت سنگھ
کی اور ہری سنگھ کی محبت ایسی تھی کہ
وہ کسی وقت کسی ضرورت سے مجبور ہو کر
بھی جدا ہونا پسند نہ کرتے تھے جب رات
ہو گئی اور دلجیت سنگھ نہ آئے تو اُسکی
بیقراریاں بڑھنے لگیں بار بار انتظار کیوجہ
سے دروازے کی طرف اس کی آنکھیں
اُٹھنی شروع ہوئیں۔ مگر اس کا انتظار
بیکار رہا۔ دلجیت سنگھ نہ آیا۔ وہ
آئے اور صحن میں ٹہلنا شروع کیا۔ آخر
ضبط نہ ہوا اُنھوں نے ایک چپراسی
کو بلا کر کہا کہ جاؤ دلجیت سنگھ کو فوراً
بلا کر لاؤ۔

چپراسی چلا گیا۔ اور کچھ دیر پیچھے آکر
جواب دیا کہ حضور آج صبح سے وہ
صرف ایک مرتبہ گھر میں گئے تھے پھر خبر
نہیں کہ کیا ہوا۔ اور کہاں گئے۔ وہاں یہ
خیال تھا کہ وہ آپکی خدمت میں حاضر ہوں
کمار۔ اچھا جہاں جہاں اُن کے
آنے جانے کی جگہ ہیں وہاں ڈھونڈو

چپراسی چلا گیا۔ مگر وہ دوبارہ بھی وہی
نا اُمیدی کا جواب لایا کہ (کمار وہ
کہیں نہیں ملتے) - یہ جواب سُن کر
راجکمار کو سخت وحشت ہوئی جب
رات کا زیادہ حصہ گذر گیا وہ اپنے

بستر پر لیٹ گئے اور یہ الفاظ اُن کی
زبان سے نکلتے رہے۔
پیارے دلجیت سنگھ میں تو یہ سمجھا
تھا کہ تو ہر وقت میری مدد کرے گا۔
اور ہر کام میں میرا ساتھی رہے گا۔ میری
مصیبت کے ایام میں میرا ساتھ دیگا
مگر ہائے مجھے کیا معلوم تھا۔ کہ تو بھی
مجھ سے بیحد گھبرا گیا ہے۔ اور مجھ سے روپوش
ہو کر مجھے رنج دینا چاہتا ہے۔ ہائے سچ
ہے مصیبت میں کوئی کسی کا ساتھی نہیں سچ ہے
بگڑی کا کون آشنا و بیچ تو ہم کہتے ہی
کیا قمر سے رہتا ہے نور قمر اگ اگ
کیا روز بد میں ساتھ کوئی دیوے ہمنشین
پتے بھی بھاگتے ہیں خزاں میں شجر سے دور
وہ دیر تک یہ باتیں آپ ہی آپ
کرتا رہا۔ ایک مرتبہ اس کے آنسو
نکل آئے وہ رونے لگا اور ایسا رویا
کہ بیہوش ہو گیا۔ اور بیہوش ہو کر سو گیا
تھوڑی دیر کے واسطے اُن کے دل سے
غم دو عالم فراموش تو ضرور ہو گیا۔ مگر
روح سیلانی نے جو فرانٹے بھرے تو ایک
عجیب عالم کی سیر کرائی۔ جس سے
کمار کے اوپر وہ صدمہ گذرا کہ اگر
وہ جاگتے ہوتے تو ہرگز انھیں اتنا
رنج نہ ہوتا۔ سچ ہے ؎

جسکی قسمت میں ہے کلفت انکو پھر راحت کہاں
دل کے سو ٹکڑے ہوئے غنچہ اگر کھل بھی گیا
یعنی انھیں ایک ہولناک دل ہلا دینے
والا کلیجہ کا دہلا دینے والا خواب
دکھائی دیا۔ یہ کہ ایک ہو کا بیابان
خواب میں دیکھا۔ جہاں خوف سے
انسان و حیوان کا پتہ پانی ہوتا تھا
کمار اس میں دور تک چلے گئے کوئی
ایسا آدمی نہ ملا جس سے وہ باتیں
کر کے یہ اپنا جی بہلا لیتے یا اپنا غم غلط
کرتے اب انھیں خواب میں بھی یہی
معلوم ہوا کہ دھوپ بڑی تیزی
سے پڑ رہی ہے آفتاب آفتاب روشن
بنا ہوا ہے۔ گرمی اس درجہ پڑ رہی
ہے کہ ہر شخص کو مجرم کی طرح عرق
خجالت میں نہلا رہی ہے۔ پانی کا
نام نشان نہیں۔ کمار کو بھی اسوقت
ایسی پیاس معلوم ہوئی کہ تلملا کر ادھر
اُدھر پانی ڈھونڈھنے لگے۔ بہت
زیادہ پریشان ہوئے دوڑ دھوپ
کی مگر بجز آنکھوں کے پانی کا ملنا دشوار
ہو گیا جب بہت ہی اس بیابان میں
مارے مارے پھرنے لگے دیکھا کہ ایک
سنگی چٹانیں کھڑے ہری ہری سے
نظر سے لگا تا ہوا ہری کے سنگ ترا نگے

طرف چلا آتا ہے۔ یہ کہہ کر کھڑے ہو گئے جوگی انکے
پاس آ پہونچا۔ لیکن جو آنکھوں پر پڑی
ہوئی تھیں اوپر اٹھا ئیں۔ کمار سے مخاطب ہوا
کہ بچہ تو کون ہے یہاں کیوں آیا اور اس
میدان جانفرسا میں تیرا کیا کام ہے۔
کمار۔ میرا نام و مقام نہ پوچھئے اس سے
کچھ حاصل نہیں ہے ہو سکے تو کوئی ایسی جگہ
بتا دیجئے کہ جہاں ایک چلو پانی پی کر
اپنی زبان اور حلق کو تر کر لوں۔
جوگی۔ یہی سہی آؤ میرے ساتھ چلو۔
ہری سنگھ ساتھ ہوئے چلتے چلتے ایک
سفید چیز انکھیں معلوم ہوئی جوگی بولا کہ یہ
کنواں ہے چلے جاؤ اس پر سے پانی
پی لو اور واپس آؤ۔ ہری سنگھ جوگی کا
ساتھ چھوڑ کر چلے گئے کنوئیں پر پہونچ کر
انھیں کوئی ڈول وغیرہ نہ دکھائی دیا۔ اندر
جھانک کر دیکھنے لگے جو کچھ دیکھا وہ ایسا
جانفرسا سانحہ تھا کہ ہے ہوش و حواس غائب
ہو گئے۔ یعنی وہی صورت نظر آئی جسکے ہجر
میں زندگی سے بیزار موت کے طلبگار تھے
مگر اس طرح سے کہ سامنے ایک شیر کھڑا ہے اور
بار بار آنکھیں نکالکر اسکے اوپر حملہ کرنا چاہتا
ہے پاس ہی ایک شخص کھڑا ہے جس کے ہاتھ
میں ایک تیز تلوار ہے۔ کہ اگر غریب
پھول وتی بھاگنے کا ارادہ کرتی ہے تو

یہ بیرحم ظالم اُسے کہیں جانے نہیں دیتا۔
جوں ہی پھول وتی نے ہری سنگھ
کو دیکھا چلائی۔ کہ ہائے پیارے کیا
تم مجھے بھول گئے کیا میری اس محبت
کا صلہ جس کے سبب سے زمین و آسمان
میری دشمنی پر کمر بستہ ہیں اپنے بیگانے
میرے قاتل بے مہر بنے ہوئے ہیں
یہی صلہ ہے کہ میں جانگزا مصیبت
میں پھنسی ہوئی ہوں۔ ایک چھوڑ
دو دو دشمن میری جان لینے کے لئے
تیار ہیں اور تم عیش سے اپنے گھر بیٹھے
ہوئے ہو۔ رحم کرو رحم کرو مجھے سزا دو
مگر اس طرح کہ میرے جرم کا خیال رکھئے
خیال اُسکے گناہوں کا بھی رہے دل میں
گنہگار محبت کو جب سزا دینا
ہاے اگر میری خبر لینا بُرا سمجھتے ہو
تو اپنے پیارے دوست دلجیت سنگھ
کی تو خبر لو وہ بھی میری طرح بلا میں
پھنسا ہوا ہے۔
یہ دیکھکر کمار کو تاب نہ رہی فوراً
میان سے تلوار نکال کر شیر پر حملہ کیا
سچی محبت کا جوش تھا ایک ہی وار
میں اس کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اسی طرح
دوسرے دشمن سے دیر تک مقابلہ کیا
اور اس پر بھی غالب رہا جب اُس

سے فراغت پائی کہنے لگا۔ پیاری آخر
پھر تم کہاں ہو اور یہ دونوں دشمن کیوں
تمھارے درپے آزار تھے—

پھول وتی۔ سب تمھاری محبت
میں دشمن ہیں۔

پیارے خدا کے لئے جلد سے جلد
ٹیلا گڑھ آؤ اور مجھے بلا سے چھڑاؤ۔
اپنے ساتھ نہ بھی لے جاؤ تو اپنی خون آشام
تلوار سے مجھے ٹھکانے لگا جاؤ۔ یاد رکھو
کہ اگر تم نہ آئے تو بہت جلد میں دنیائے
فانی کو خیرباد کہہ دوں گی اور تمھاری
تصویر خیالی کو چھاتی سے لگائے ہوئے
چلی جاؤں گی مگر ہاں۔ ع

یاد آئے گی تمھیں میری وفا میرے بعد

پس اگر تمھیں محبت ہے تو اسی وقت
اس کا ثبوت دوگے۔

راجکمار ہری سنگھ ابھی تک کوئی
جواب بھی نہ دینے پائے تھے کہ آنکھ
کھل گئی۔ پھر اس شہزادی کا نقشہ
بستر کا تا دیر آنکھوں سے معدوم رہا جو
اٹھنے کے بعد آنکھیں ملتی۔ اس کو ہم
ان ناظرین کے اندازہ پر چھوڑتے ہیں
جن کے دل ذرا بھی چوٹ کھائے
ہوئے ہیں۔ ان کی بیقراری کا مختصر
حال یہ ہے کہ وہ فوراً اٹھے اور تلوار اٹھا

لے کر ایک پرچہ کاغذ پر مختصر سا مضمون
لکھ کر تکیہ کے نیچے رکھ دیا۔

پیارے بھائی مان سنگھ
لاکھ کوشش کریں مگر تقدیر کا نوشتہ
مٹ نہیں سکتا۔ واقعات ایسے درپیش
آئے کہ مجھے وطن چھوڑنا پڑا۔ میری
غیرحاضری کو معاف کر دینا۔ اور کوئی
بھی میری تلاش میں تکلیف نہ اٹھانا
اگر میری زندگی ہے تو بہت ہی جلد
آ کر ملتا ہوں۔ ورنہ وطن کو اور سب
کو آخری سلام کرکے اپنے قصوروں
اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوا
سب سے رخصت ہوتا ہوں میں ملتا
مگر مجھے فرصت نہ تھی۔ ہری سنگھ

مگر قاعدہ ہے کہ جب انسان
پریشان ہوتا ہے اس کو ہر طرف پریشانی
ہی کے جان خراش واقعات دکھائی
دیتے ہیں چنانچہ کمار نے جس وقت تکیہ
کے نیچے خط رکھا انھیں وہی خط ملا۔
جس کو ناظرین سولھویں باب میں
دیکھ چکے ہیں۔ اگر یاد نہ ہو تو پھر اس کو
دیکھ سکتے ہیں۔

ہری سنگھ نے یہ مختصر سا مضمون جس میں
آنے کے لئے پیشتر زور کے ساتھ لکھا
گیا تھا اور دو مختصر خطوں سے جیتا جاگتا

کہ اسی عورت کا ہے جس نے پہلے بھی
دو خط بھیجے ہیں۔ اس خط میں اگرچہ لکھا
ہوا تھا کہ پہاڑی تک آؤ اور کمار یہ بھی
سمجھ گئے کہ طوطا گڑھ کے جاتے ہیں
وہ پہاڑی ضرور رکتے گی - یہ بھی اُنکے
خیال میں آگیا کہ جسکا دو مرتبہ میں کہنا
رد کر چکا ہوں اور تیسری مرتبہ اُس نے
غصہ میں یہ خط لکھا ہے وہ ضرور میری
دشمن ہے۔ مگر پھر بھی اُنھوں نے اسکی
کچھ پروا نہ کی۔ اور محبت کے سامنے
جان کی کچھ پروا نہ کرکے اُٹھے اصطبل
سے گھوڑا کھولا اُس پر سوار ہو گئے
اور چل دیئے۔

اگرچہ ان کے چلتے وقت اور عالم
تھا کہ بادل گھرے ہوئے گرج رہے تھے
بجلی دم بدم چمک رہی تھی موسلا دھار
مینہ زور سے برس رہا تھا گویا نہایت
ہی تیرہ و تار رات تھی - مگر اس رہرو
کی مصیبت کو دیکھکر ابر کا بھی دل
پھٹ گیا۔ اور تھوڑی دور چلے پر
صاف آسمان نکل آیا۔ تارے کھل گئے
چاندنی چھٹک گئی - راجکمار ہری سنگھ
پہاڑی پہاڑی چلے جا رہے تھے بعض
بعض دفعہ انھیں خیال ضرور آتا تھا
کہ وہ مردار ڈائن جس نے کئی مرتبہ

بیکار بیکار خط لکھکر مجھے ستایا ہے مل
نہ جائے۔ اہا اب مجھے یاد آیا۔ اُس نے
یہ بھی تو لکھا تھا کہ شدت کے ساتھ تمہارا
انتظار کیا جاوے گا اگر وہ مجھے مل گئی
تو بڑی بنے گی۔ مگر اوہ وہ میرا کیا
کر سکتی ہے۔ اچھا خیر اگر مل بھی گئی
تو اس سے بھی دو دو باتیں ہو جائینگی
کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

انھیں خیالات میں غرق وہ بہت
دور نکل گئے۔ یکایک انھیں ایک
بین کی آواز سنائی دی۔ جس نے
کمار کو اس غم میں بھی کانوں کے
پردوں کے راستہ سے داخل ہوکر
تھوڑی دیر کے لئے مدہوش و بدمست
بنا دیا۔ اور ہر چند کہ وہ بہت ہی
تیز رفتاری سے چل رہے تھے مگر
اُن کے دل میں بھی یہی ترنگ اُٹھی کہ
چلکر اس کے دلگداز نغموں سے اپنی
طبیعت بہلا دیں۔ چنانچہ جس طرف
سے آواز آ رہی تھی وہ اس طرف کو
چل دیئے۔ کچھ دور چلے جانے پر انھیں
ایک شمع نظر پڑی جو عاشق ہجراں نصیب
کے دل کی طرح جل رہی تھی۔ کمار کے
دل میں کھٹک تو ضرور پیدا ہوئی کہ
ایسا نہ ہو دیدہ و دانستہ میں بلا میں

پڑ جاؤں عقل نے ہر چند منع کیا۔ کہ
دیکھ دشمنوں کے رہنے کی جگہ ہے کیوں
خواہ مخواہ اپنے آپ کو دوبارہ دانستہ
آفت میں ڈالتا ہے۔ تیری تقدیر
برگشتہ ہے زمین دشمن ہے آسمان ستانے
پر کمر بستہ ہے تیری دل لگی یہاں بھی رنج
وغم کے سامان پیدا ہو جائیں گے۔
مگر ان سب باتوں پر بھی شوق گستاخانہ
چھیڑ کرتا رہا۔ اور آنکھیں کھینچے ہوئے
اسی شمع کے پاس لے گیا۔ جہاں انھیں
یہ نظارہ دکھائی دیا کہ ایک نہایت
صاف وشفاف پتھر کی چٹان پر ایک
قالین بچھا ہوا ہے جس پر ایک خوبصورت
زاہد فریب عورت جس کے کندھوں
پر پریوں کی طرح دو پر لگے ہوئے ہیں
نہایت ہی زرق برق پوشاک پہنے
ہوئے بین بجا رہی ہے۔ اس عورت
نے جسے ہم نام نہ معلوم ہونے کے سبب
پری کے نام سے یاد کریں گے جس وقت
راجکمار ہری سنگھ سامنے آئے صرف
ایک نظر بھر کر راجکمار کو دیکھا مگر اور
کچھ توجہ نہ کی نہ کوئی بات پوچھی۔ جیسے
پہلے بین بجا رہی تھی اسی طرح بین بجاتی
رہی۔ چونکہ ہری سنگھ کو بھی اس سے
اور کچھ کہنا سننا نہ تھا۔ تو انھیں اس کے
حسن عالم فریب کی کچھ پروا نہ تھی اسلئے
ذرا بھی اس بات سے رنجیدہ خاطر نہ ہوئے
کہ اس نے میرے آنے کی پروا نہ کی یا
معمولی طریقہ سے بھی میری آؤ بھگت
نہ کی۔ البتہ پہلے پہل دیکھنے میں سرسری
طریقہ پر انھیں ایک مرتبہ تعجب ضرور
ہوا کہ اس کے بازو پر یہ پر کیسے نکلے
ہوئے ہیں مگر یہ خیال بھی معاً ان کے
دل سے نکل گیا۔ اور وہ دل ہی دل
میں اس کی سریلی آواز اور دلگداز
نغموں کے مزے لینے لگے۔ یہ بین بھی
ختم ہوا۔ پری نے اپنے ہاتھ سے بین
رکھ دی اور ایک دل لبھانے والی نظر سے
ہری سنگھ کو دیکھ کر کہنے لگی۔ آپ
کون ہیں۔

ہری سنگھ۔ ایک مصیبت زدہ مسافر

پری۔ مسافر کا اس وقت کیا کام
بستیاں پاس ہیں کہیں ٹھہر رہتے

ہری سنگھ۔ خیر میری لائف پوچھنے
سے آپ کو کیا۔ آپ فرمائیے کہ ابھی
آپ ایک آدھ مرتبہ پھر بین اپنے
ہاتھ میں لیں گی یا نہیں۔

پری۔ جب آپ نے میرا جواب
نہ دیا تو مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں
آپ کا جواب دوں۔

تیرا یہ طور ہے اپنا بھی یہی طور سہی
تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی

ہری سنگھ۔ خیر مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں ایک ادنیٰ سی بات کے لئے آپ سے لڑنا شروع کر دوں آپ کو اگر میرا سوال ناگوار خاطر ہوا تو معاف فرمائیے۔ اتنا کہکر یہ شعر پڑھتے ہوئے کہ

سیر کی خوب بہت پھول چنے شاد رہے
باغباں جاتے ہیں گلشن ترا آباد رہے

چل دئے پری نے اگرچہ ہر طرح سے منت وسماجت کر کے انھیں روکا مگر انھوں نے ایک نہ سنی اور پیٹھ پھیر کر بھی نہ دیکھا۔

تیسواں باب

سولھویں باب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ موہنی رانی پہاڑی والی نے ہری سنگھ کے نام تیسرا خط روانہ کیا جس کا لہجہ عاشقانہ لہجہ سے کچھ زیادہ سخت تھا اور جس میں ملنے کے لئے تاکید تھی۔ تاکہ آپ پر کھل سکا ہے کہ مہادیو عیار نے اسی تیزی سے [illegible] وہ خط پہونچا دیا [illegible] اس سے پہلے باب میں آپ آ چکے ہری سنگھ کے ہاتھ میں دیکھ چکے ہیں صرف اتنی بات باقی رہ گئی ہے کہ وہ خط کس وقت پہونچایا گیا یہ آپ کو صرف قاصد کی ہی زبان سے سنتے ہوئے بھلا معلوم ہوگا۔ بہرحال ہمارا ذوق ہے کہ وہاں سے وہ خط جو روانہ کیا گیا تھا جو کمار کو چلنے وقت کمار کے چلنے سے ایک دن پہلے بھیجا گیا تھا۔ اور قیاس اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آج کی رات سے پہلی رات کو وہ خط یہاں پہونچایا گیا ہوگا۔

اب ہم اسی دوپہر کے وقت کا نقشہ دکھاتے ہیں جس روز کمار گھر سے چلے گئے یا ابھی تک انھیں وہ خط نہیں ملا تھا اور آپ کو موہنی رانی کے دربار میں لئے چلتے ہیں جسے آپ دو مرتبہ اور بھی دیکھ چکے ہیں۔ رانی اس وقت اپنے ایک چھوٹے سے باغ میں گلگشت میں مصروف تھی کہ مہادیو عیار نے سامنے آکر سلام کیا رانی اس کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئی۔ اور پوچھا کہو تم نے [illegible] کیا کیا۔

مہادیو۔ اگرچہ میں نے رات بھر تکلیف اٹھائی مگر پھر بھی خط ضرور پہونچا دیا گیا۔

رانی - ابھی تک جواب تو کیا لائے ہوگے
مہادیو - جواب کیونکر لاتا - کیونکہ آج
صبح کے وقت انھیں وہ خط ملا ہوگا -
رانی - بیشک - مگر تم کو جواب کا انتظار
دیکھکر کل آنا چاہیے تھا -
مہادیو - میں صرف یہی کہنے حاضر ہوا تھا -
اور مجھے اسکے سوائے اور بھی کچھ ذاتی
کاروبار تھے شام کے وقت پھر چلا جاؤنگا -
رانی - اچھا جاؤ - اور آج رات کو سرنگ
کے ذریعہ سے جاکر تم یہ چند پھول اُن کے
سرہانے رکھدو اور یقینی اُنھوں نے کچھ
نہ کچھ جواب لکھا ہوگا وہ لیکر کل صبح
یہاں آجاؤ - میں تمھاری منتظر رہونگی -
مہادیو - بہت بہتر میں رخصت ہوتا ہوں
اتنا کہکر مہادیو عیار اسی وقت
رانی سے رخصت ہوا - اور پھر وہ
اسی زمین دوز قلعہ میں اپنے اندر کچھ
ذاتی کام کرتا رہا - یہ کام جو کچھ ہیں ابھی
تک انھیں صرف مہادیو کی ذات تک
محدود رکھتے ہیں آیندہ اگر کوئی بات
ہوگی تو معلوم ہوجائیگی -
شام کے وقت وہ اپنے کسی راستہ
سے نکل کر راجگڑھ کے جنگل میں پہونچا
ایک جگہ پہونچکر اس نے ایک پتھر
اٹھایا جس [illegible] ایک سرنگ

نظر آئی - یہ سرنگ وہی معلوم ہوتی ہے
جس کا وہ ایک مرتبہ ذکر ہوچکا ہے کہ یہ
سرنگ چلتے چلتے خاص اس جگہ ختم
ہوتی ہے جہاں راجکمار ہری سنگھ
اور رنجیت سنگھ رہتے ہیں - بلکہ خاص
کمار کے سرہانے تک یہ سرنگ ہے -
یہ عیار کچھ رات گئے سرنگ کے
آخری انتہائی یا بالفاظ دیگر خاص
ہری سنگھ کے سرہانے بیٹھا رہا - اور
ہری سنگھ کے سونے کا منتظر رہا - مگر
ہری سنگھ آج رنجیت سنگھ کے نہ ہونے
سے مضطرب اور پریشان تھے انھیں
دیر میں نیند آئی - مگر جس وقت بھی
نیند آئی مہادیو نے سرنگ کے اندر
ہی اندر سے وہ پتھر ہٹادیا جس سے
کہ ہری سنگھ کے کمرے میں یہ سرنگ
ہے معلوم ہوتی تھی پتھر ہٹاتے ہی
تو ایک آدمی کے نکلنے کا راستہ اس
کمرے میں ہوگیا - یہ نہایت پھرتی سے
کمرے میں آیا اور کمار کا تکیہ اٹھا کر خط
کا جواب [illegible] لگا مگر [illegible]
راجکمار کی [illegible] سے چونکہ وہ [illegible]
تھا اسی [illegible] وہی کاغذ رکھا
ہوا تھا جسکو کل وہی عیار رکھ گیا تھا
مہادیو یہ [illegible] ہری سنگھ

نے خط نہیں دیکھا بہت ہی سخت مایوس ہوا
وہ چاہتا تھا کہ پھر سرنگ میں اتر کر اسے چیلا
کر دے اور اپنی جگہ پہونچے۔ مگر ابھی وہ
اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوا تھا کہ کمار کی
وہ خواب دیکھا آنکھ کھل گئی۔ جیسے ناظرین
پہلے باب میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

مہادیو ایک محفوظ جگہ میں کانپتا ہوا
چھپ گیا۔ اور وہ دیکھتا رہا کہ کمار
اب کیا کرتے ہیں۔ راجکمار چونکہ بیقرار
تھے لہذا فوراً وہ پرچہ لکھنے لگے جسے
مان سنگھ کے نام آپ پہلے باب میں
پڑھ چکے ہیں۔ یہ پرچہ لکھنے کے بعد وہ تو
اصطبل چلے گئے۔ ادھر مہادیو احتیاط
کی جگہ سے باہر نکلا اور اس پرچہ کو اس
امید سے پڑھنے لگا کہ شاید یہ میرا ہی
جواب ہو۔ مگر اس نے خلاف امید کمار
کے سفر کا حال معلوم ہوا۔ ایک مرتبہ تو
اُس کے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید رانی
کے بلانے کے موافق یہ پہاڑی پر جاتے
ہیں مگر پھر کمار کی عادت پر نگاہ ڈالتے
ہوئے یہ خیال باطل ہو گیا پھر بھی اس نے
اپنے دل میں خیال کیا کہ کچھ ہو اس سفر
کی خبر رانی کو ضرور ہی چاہیئے۔ ورنہ
میرے حق میں اچھا نہ ہوگا۔

وہ نہایت ہی عجلت کے ساتھ سرنگ
کا راستہ بند کر کے پلٹا اور وہاں آیا
جس جگہ سے کہ سرنگ میں داخل ہوا
تھا۔ اس کے بعد وہ سیدھا اسی درخت
کے جھنڈ میں پہونچا جسے ناظرین نے
کتاب کے دوسرے باب میں دیکھا ہے
اور جہاں ایک مرتبہ یہ اور اس کا ساتھی
جگنو ہن داخل بھی ہوئے تھے۔ یہ جھنڈ
کے اندر اس برج میں گیا۔ وہاں سے
وہ باہر نکلا تو دو اور آدمی وہاں سے
اس کے ساتھ نکلے جو یہاں کے پہرہ دار
تھے اور جنہیں اسی دوسرے باب میں
آپ نے پیشگوئیاں کرتے دیکھا تھا
اب مہادیو کی ان دونوں سے باتیں ہونے لگیں

مہادیو۔ ہاں تو تم مجھے اجازت دو۔
پہرہ دار۔ آخر ایسا کونسا ضروری کام
ہے جس کے لئے تم اسیوقت جانا چاہتے ہو
مہادیو۔ تمہارے بتانے کا نہیں ہے۔
پہرہ دار۔ ڈر معلوم ہوتا ہے کہیں ہم
پہ عتاب نہ ہو۔
مہادیو۔ اس کا میں ذمہ دار ہوں
پہرہ دار۔ پھر آپ جدا ہو جائیں گے
مہادیو۔ بڑے افسوس کی بات ہے
کہ تم خود جانتے ہو کہ عیاروں کو ہر وقت
اجازت ہے۔ مگر پھر بھی جہالت کی
باتیں کئے جاتے ہو۔

پہرہ دار۔ ہمیں حجت سے غرض نہیں ہے بلکہ صرف ہم کو خوف معلوم ہوتا ہے۔

مہادیو۔ اچھا تم انکار کر دو۔

پہرہ دار۔ نہیں انکار نہیں کرتے بلکہ آپ ہم کو ایک تحریر دے دیجیے کہ پہرہ داروں نے منع کیا مگر چونکہ ضروری کام تھا اس واسطے بضد ہو کر ان سے اجازت حاصل کی گئی

مہادیو نے فوراً جیب سے ایک قلمدان نکال کر جو کچھ پہرہ داروں نے کہا لکھ دیا۔

پہرہ دار۔ اب آپ کو سب اجازت ہے

مہادیو نے اجازت پاتے ہی اپنے کپڑے اتارے اور غڑاپ سے حوض میں کود پڑا اور غائب ہو گیا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ اس حوض میں کود کر کیونکر اس قلعہ میں پہونچ گیا جو اس پہاڑی میں زمین دوز بنا ہوا ہے۔ اس سے اگرچہ قلعہ کے دروازے کے پہرہ داروں سے کچھ دیر حجت ہوئی مگر پھر انہیں کھولتے ہی بنی اور یہ قلعہ کے اندر پہونچ گیا۔

اس قلعہ کا نقشہ آپ تیسرے باب میں دیکھ چکے ہیں مختصر طور پر ہم یہاں اتنا کہے دیتے ہیں کہ اس میں عمارتیں مختلف ہیں ماسوا ان کے ایک باغ ہے جس میں وہی سنگ مرمر کی عمدہ عمارت بنی ہوئی ہے جو آپ نے پہلے بھی دیکھی ہے۔ اسی میں رانی کا مکلف کمرہ ہے۔

مہادیو گھبرایا ہوا اسی کمرے میں پہونچ گیا۔ اس کی تقدیر سے ابھی رانی اپنی آرام گاہ میں نہ گئی تھی بلکہ کچھ سہیلیاں گرد و پیش بیٹھی ہوئی تھیں اور وہ ان سے کچھ درد انگیز اشعار سن رہی تھی۔ اتنے میں یہ وہاں پہونچا حسب قاعدہ ادب سے سلام کیا۔

رانی بھی گھبرا گئی۔ اور پوچھنے لگی خیریت ہے اس وقت تم کیوں آئے۔

مہادیو۔ میری حاضری غیر معمولی ضرور ہے مگر ضرورت نے اسی وقت حاضر ہونے پر مجبور کیا۔

رانی۔ جلد کہو کیا میرے خط کا کوئی جواب لائے۔

مہادیو۔ نہیں بلکہ عجیب معاملہ ہوا۔ حسب الحکم سرنگ کی راہ سے میں وہاں پہونچا مگر اول تو تعجب یہ ہے کہ وہاں حسب معمول دیجیت سنگھ نہیں پہونچا۔ پرتی سنگھ بھی بے انتہا بے قرار تھے انہیں دیر میں نیند آئی تو بیٹھ کر بیٹا باپ دونوں نے ایک خط لکھا اور کسی جگہ کے سفر پر آمادہ ہو گئے معلوم نہیں پہاڑی

دونوں آدمی ٹھہر گئے اور بولے
آپ کہاں جا رہے ہیں۔
ہری سنگھ۔ تم کون ہو۔ اور اس
سوال سے کیا مطلب ہے۔
ایک۔ آپ کے لئے حکم نہیں ہے کہ
آپ کسی دوسری جگہ جائیں۔
ہری سنگھ۔ یہ ایک ہی کہی کیا کوئی
میرے دل کا بھی مختار ہے۔
وہی شخص۔ ہاں ہم ہیں۔
کمار۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم دیوانے ہو
جاؤ اپنا کام کرو۔
وہی شخص۔ ورنہ
کمار۔ یہ کہ تلوار بجلی کی طرح تمہاری
گردن پر کوند جائے گی۔
یہ شخص ہنس پڑا گویا کمار کی بات
کی کوئی اصل نہ سمجھی۔ قاعدہ ہے کہ جو
شخص رنجیدہ ہوتا ہے اس کو غصہ
جلد اور معمول سے زیادہ آتا ہے چنانچہ
کمار نے فوراً تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
اور میان سے کھینچ کر چاہا کہ کم سے کم
دونوں کو اگر جہنم میں نہ پہونچا سکے
تو زخمی اسقدر کر دے کہ پھرتا پایا نہ
رہے کہ دونوں اکڑ فوں کر سکیں۔
ادھر تو دونوں شخص پھر خوب
قہقہہ مار کر ہنسے۔ اور ایک نے جنپے
کندھے پر سے چادر اُتار کر زور سے
جھٹکا دیا۔ کچھ گرد اڑی۔ اور بیچارے کمار
کو ایک چھینک آئی اور وہ بیہوش
ہو کر زمین پر گر پڑے۔
گرنے کے بعد دونوں آدمیوں نے
آپس میں کانا پھوسی کی باتیں کیں اور
آخر ایک نے کمار کو کمر پر اُٹھایا۔ اور ایک
طرف چلا گئے۔

پچیسواں باب

رات کا تھوڑا حصہ گذر چکا ہے۔
زمین دوز قلعہ میں اگرچہ دن کی سی
چہل پہل نہیں ہے۔ مگر پھر بھی جگہ جگہ
رنگ برنگ کے شیشہ کے لال ٹینوں
میں جو چراغ جل رہے ہیں اس سے
چراغاں کا عالم پیش نظر ہوتا ہے۔
سب جگہ کو چھوڑ کر رانی کے باغ پر جو
ہم نظر ڈالتے ہیں وہاں کچھ اور ہی سماں
دکھائی دیتا ہے۔ باغ کو معمول سے زیادہ
سجایا گیا ہے۔ پھولوں کے گملے قرینے
سے رکھے ہیں نہالوں کو پانی سے پر کیا
ہے حوض کے پہلے پانی کو نکال کر نیا پانی
اس کے اندر بھر گیا ہے۔ غرضکہ ایک
عجیب رونق ہے جو اس سے پہلے ...

خاص خاص موقعوں کے بہت کم دیکھی گئی ہے۔

باغ کی تمام آرائش سے زیادہ قابل ذکر خاص رانی کے کمرے کی آرائش ہے عدو حساب سے زیادہ زینت سے کام لیا گیا ہے۔ تمام کمرے میں سبز بانات چڑھائی گئی ہے دیواروں اور فرش تک پر بھی سبز مخمل ہے۔ کمرے کے درمیان میں ایک صندلی تخت بچھا ہوا ہے۔ جس پر اس زین دوئن قلعہ کی رانی یا مہارانی موہنی جلوہ افروز ہے گرد و پیش خواصیں بیٹھی ہوئی ہیں کچھ گا رہی ہیں کچھ بجا رہی ہیں کچھ لطیفہ کہہ کہہ کر رانی کو رجھا رہی ہیں۔ رانی ہیں کہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ بیٹھی ہوئی پان چبا رہی ہیں ایک عورت چھو رہے کھڑی ہے۔ ایک کے سامنے شراب ناب کا شیشہ بھرا ہوا ہے اور چھوٹے چھوٹے نقرئی گلاسوں میں بھر کر رانی کو دے رہی ہے نشہ شراب تیزی کے ساتھ اپنا اثر جماتا جا رہا ہے دمبدم رانی کی آنکھوں میں سرخی کے ڈورے نمودار ہوتے ہیں۔ آخر ایکا ایکی ترنگ اٹھی اور اپنی کنیز خاص سے کہا چھوا چمپا جاؤ جلد جاؤ۔ ہمارے قیدی کو ہمارے سامنے لیکر آؤ۔

چمپا۔ کیا اُس کو اُسی حالت میں حاضر کیا جائے جس حالت میں وہ رکھا گیا ہے اور ابھی حاضر کیا جاوے یا کچھ دیر پیچھے۔

رانی۔ نہیں اسی وقت ہمارے سامنے لاؤ۔

چمپا۔ میں نے عرض تو کیا کہ کیا اُسی حالت میں اس کو لے آؤں۔

رانی۔ ہاں وہاں سے اُسی صورت میں لاؤ یہاں لاکر اُسے ہوش میں لاؤ۔

چمپا دو ایک اور خواصوں کو ساتھ لے کر چلی گئی۔ اور وہ سیدھی ایک کوٹھری میں پہنچی۔ جس میں ایک اور مقفل دروازہ تھا اس نے کنجی نکالی۔ دروازہ کھولا۔ یہ ایک نہایت ہی مکلف کوٹھری تھی۔ جس میں ایک خوبصورت مسہری بچھی ہوئی تھی۔ اور اس پر ایک بے حس و حرکت لاش پڑی ہوئی تھی۔ جسے ایک دوشالہ اڑھا دیا گیا تھا۔

چمپا نے اپنے ساتھیوں سے کچھ سرگوشی کر کے دوشالہ اُٹھایا۔ اور اس قیدی کو دیکھا دیکھتے ہی معلوم نہیں کیوں چمپا کے دل سے ایک بے ساختہ آہ

نکل گئی۔ اور وہ دیر تک اس شخص کا
جیسے ہم اس وقت مردہ سے جان سے
زیادہ ہرگز نہیں کہہ سکتے تھے۔ دیکھتی رہی
اور کچھ دیر بعد نہایت ہی افسوسناک
لہجہ میں یہ الفاظ اس کی زبان سے
نکلے۔ ہائے معلوم نہیں کہ اس کے
ساتھ کیا سلوک کیا جاوے گا۔ اور
عشق پرست بدکار جادوگر رانی تیرے
ساتھ کیا برتاؤ کرے گی۔

ایک سہیلی۔ چمپا دیکھو ایسی باتیں
زبان سے نہ نکالو۔ ورنہ تمہارے حق
میں برا نتیجہ نکلے گا۔ سمجھ لو کہ ہم تینوں
چاروں میں سے اس وقت ایک بھی
ایسی نہیں ہے جو تمہاری ہم خیال ہو۔

چمپا۔ نہیں نہیں اگر اور کسی کا یہ دل
خیال بھی ہو تو میں کسی سے مخالف
نہیں ہوں بلکہ یوں ہی اس وقت
میری زبان سے یہ باتیں نکل گئیں۔

تو انہوں نے اس کا کچھ جواب تو
نہ دیا لیکن ایک دوسرے کی طرف
اشارے کرنے لگیں۔ اس کے بعد
سب نے مل جل کر اسے اٹھایا اور
رانی کے پاس لے چلیں۔

رانی بہت دیر تک عیش و عشرت
میں مصروف تھی یا دو گانا سنکر دل بہلا
تھا۔ کہ اتنے میں سامنے سے چمپا کو آتے
دیکھا فوراً سب گرد و پیش کی سہیلیوں
کو حکم دیا کہ اس وقت تک مجلس کا
رنگ جیسا تھا تھا۔ مگر اس وقت اور بھی
زیادہ رنگ جمنے کی ضرورت ہے۔

رانی نے ادھر حکم دیا۔ ادھر طبلے
پر تھاپ پڑنے لگی۔ ستار اور سارنگی
کو سازندوں نے درست کیا۔ ادھر
خوشنوا عورتوں نے گانا بجانا شروع
کیا۔ رانی کے سوا سبھی ہر ایک شخص
ایسا بدمست ہوا کہ اپنے بیگانے کی
خبر نہ رہی۔ اسی حال میں صبح کا سہانا
سماں شروع ہو گیا ٹھنڈی ہوا سنسن
چلنے لگی اس وقت رانی نے ایک
مرتبہ چمپا کو آواز دی اگرچہ اس وقت
وہ بھی بدمست اور بیہوش ہو رہی تھی
مگر پھر بھی اس نے اپنے آپ کو سنبھالا
اور جواب میں ہاں ہاں کی۔

رانی۔ بیہوشی دور کرنے کی شیشی لاؤ
اور اسے سنگھا کر ہوش میں لاؤ۔

چمپا گئی اور بہت جلد کہیں سے
ایک شیشی اٹھا لائی اور بیہوش آدمی
کی ناک سے لگائی۔ اس سے تھوڑی
دیر میں بیہوش قیدی کو ہوش آگیا۔
اور وہ اٹھ بیٹھا۔ ادھر ادھر دیکھنے

کے بعد وہ چپ چاپ رہ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس سین کو نہایت حیرت سے دیکھ رہا ہے۔ اسی طرح جب بہت دیر گذری تو رانی اس شخص سے مخاطب ہوئی۔ کہئے آپ کا مزاج تو بہت اچھا ہے۔ کب تشریف آوری ہوئی۔

کمار ہری سنگھ۔ اس کا جواب بھی میں آپ کو دونگا براہ کرم آپ مجھے یہ بتا دیجیے کہ یہ کونسی جگہ ہے اور میں یہاں خود بخود کیونکر آیا۔ آپ کون ہیں آپ کا اسم گرامی کیا ہے۔

رانی۔ کیا خوب۔ آپ کا ہر ایک سوال مجھے حیرانی میں ڈالنے والا ہے یہ مکان میرا ضرور ہے یہ میری ریاست ہے مگر میں نہیں بتا سکتی کہ آپ یہاں کیونکر تشریف لے آئے ہیں جو کوئی ہوں آپ کو جلد معلوم ہو جائے گا۔

کمار۔ تو براہ مہربانی یہ بتا دیجیے کہ آپ کا نام کیا ہے۔

رانی۔ میرا نام موہنی ہے۔ اور اب میں آپ کو یہ بھی بتائے دیتی ہوں کہ میں وہی ہوں جس نے آپ کے پاس خط بھیجے تھے۔ مجھے شکایت ہے کہ باوجود اس قدر اصرار کے آپ نے آنے کے واسطے انکار کیا جو ہرگز آپ کو زیبا نہ تھا۔

کمار یہ سنتے ہی حیران ہو گئے اور اسقدر فکر میں ڈوب گئے کہ بس انھیں کا دل خوب اندازہ کر سکتا تھا۔ وہ سمجھ گئے کہ اپنے ارادہ میں وہ اب بہت مشکل سے کامیاب ہونگے اور مشکل سے وہاں تک پہونچینگے جس جگہ کا ارادہ کرکے وہ گھر سے نکلے ہیں اگرچہ انکے اسوقت ہوش و حواس درست نہ رہے مگر پھر بھی انھوں نے اپنے آپکو سنبھالا اور جواب دیا کہ آہا آپ موہنی رانی ہیں مجھے بھی آپ سے ملنے کا اشتیاق تھا۔ میں خود حاضر ہوتا مگر افسوس ہے کہ آپ نے اپنا نام کسی خط میں بھی نہ لکھا تھا میں مدت سے آپ کا نام ضرور سنتا رہا تھا۔ مگر بعض لوگ اس کو صرف ایک افواہ خیال کئے ہوئے تھے۔ بعضوں کو یقین ہی نہ تھا۔ مگر اب مجھے یقین آگیا خیر اب مجھے صرف اتنا اور پوچھنا باقی ہے کہ آپ نے مجھے پہلے کہاں دیکھا تھا اور میرے بلانے سے آپ کا منشا کیا ہے۔

رانی۔ یہ باتیں دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھئے۔ جس وقت تخلیہ ہوگا میں سب کچھ آپ سے کہدونگی۔

کمار۔ مگر شاید آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میں گھر سے کسی دوسرے ارادہ سے نکلا ہوں اور میرے دوست بالکل [illegible]

ہوں۔ دوسرے وقت مجھے شاید ملاقات بہت عرصہ میں ہوگی۔

یہ جواب سنکر رانی نے ہری سنگھ کو تو کوئی بھی جواب نہ دیا۔ چمپا کو بلاکر کہا کہ تخلیہ ہونے کی ضرورت ہے فوراً تخلیہ کیا جائے۔

چمپا نے حکم سنتے ہی اور دو ایک خواصوں سے کہا اور دم بھر میں تمام مکان خالی نظر آنے لگا۔ صرف کمار اور رانی اور چمپا رہ گئیں۔ اب رانی پھر کمار سے مخاطب ہوئی اور کہنے لگی۔

ہاں آپ کے سوالوں کا اب میں جواب دیتی ہوں غور سے سنئے۔ جیسا کہ آپ کے اطراف و جوانب میں مشہور ہے کہ یہاں ایک جادوگر رانی رہتی ہے یہ قریب قریب کیا قطعی صحیح ہے۔ یہ اور اسکے سوا جسقدر رنگین افسانے مشہور ہیں اُن سب کی باعث میں ہوں۔ مجھے کچھ نجوم میں بھی دخل ہے۔ چونکہ مجھے نجوم کے ذریعہ سے چند باتیں آپ کے متعلق معلوم ہوئیں اس واسطے آپکے دیکھنے کا شوق بھی پیدا ہوا۔ اتفاق ہے کہ میری ریاست آپ کی ریاست سے ملی ہوئی ہے اس واسطے ایک روز آپ یہاں شکار کھیلنے آگئے تھے میں نے آپ کو اسی حالت میں دیکھا آپ کی پیاری پیاری صورت دیکھکر جو کچھ میرے دل پر گذری اس کا بیان کرنا فضول ہے اُسی دن سے مثل ماہی بے آب تڑپتی رہی پھر یہ مجبوری آپ کو خط لکھا۔ مگر افسوس کہ آپ نے میری ایک بھی نہ سنی اور برعکس میری اُمید کے آپ نے ہمت شکن جواب لکھا جس سے رہے سہے میرے ارمانوں پر اوس پڑ گئی اور میں مایوس ہوگئی۔ مگر سہ

کبھی تو کھینچ لائیگی اسے گور غریباں تک
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہے

کمار۔ اچھا یہ سب میں سن چکا اور آپ کی نیک عادات اور اطوار نے مجھے ممنون و مشکور کیا اس وقت میں بڑی ضرورت سے کسی جگہ جا رہا ہوں بہتر ہوگا اگر آپ مجھے اجازت دیدیں

رانی۔ نہیں یہ نہیں ہوسکتا کم سے کم آپ کو ایک دو روز تک میرا مہمان رہنا پڑیگا۔

کمار۔ آپ میری ضرورت کو اس وقت اپنے اشتیاق پر مقدم سمجھئے۔

رانی۔ آپ نے سنا ہوگا کہ دنیا اور مطلب

اپنا اپنا خیال ہر کوئی کرتا ہے۔
غرضکہ کمار ہر طریقہ سے رانی سے اصرار کرتے رہے مگر تو یہ وہ کب سنتی ہے۔ آخر کار بمجبوری کمار ایک دن کے رہنے پر راضی ہو گئے اور سمجھ گئے کہ دنیا میں لوگ سیکڑوں برس آفت اور مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں اور آخر انکی مدتیں بھی آخر ہو گئی ہیں بہرصورت میرا یہ مصیبت کا دن بھی کسی نہ کسی صورت تمام ہو جائے گا۔ اور اس خود مطلب رانی کا بھی مدعا پورا ہو جائے گا۔

خدا خوش رکھے دلمیں در دینکر آنیوالے کو
زمانہ بھر کی راحت دے سکے مرتڑ پانے والے کو

رانی۔ اچھا اگر آپ نے میری خاطر سے میری التجا کو قبول کر لیا ہے۔ تو اب آرام فرمایئے اور جب تک کہ آپ یہاں ہیں ہنسی خوشی رہیے۔

کمار۔ میرا صرف یہ سوال اور باقی رہ گیا ہے کہ میں یہاں کیونکر آیا ہوں

رانی۔ آپ اب اس سوال کو پھر دوسرے وقت پر اٹھا رکھئے۔

غنیمت جان لے یہ مجتمع احبس کی آکا دان
دگرگوں حال ہو جاتا ہے دم بھر میں زمانہ کا

یہ کہہ کر وہ اٹھ گئی اور کمار سے یہ کہہ گئی کہ آپ کچھ دیر کے لئے یہیں رہیئے چمپا آپ کے پاس ہے میں ابھی ابھی پلٹ کر آتی ہوں۔

رانی چلی گئی اور اب صرف کمار ہری سنگھ اور چمپا یہاں رہ گئے اور دیر تک خاموشی کے عالم اور سناٹے کے بعد اُن دونوں میں یہ گفتگو ہوئی۔

چمپا۔ کمار مجھے افسوس ہے کہ آپ بڑے پھنس گئے۔

ہری سنگھ۔ میں اس کا مطلب نہیں سمجھا۔

چمپا۔ یہ سب کچھ ایسا معمہ تو نہیں ہے کہ مجمل ہی نہ ہو سکے۔

ہری سنگھ۔ ہاں میرے لئے تو یہ بات معمہ سے کم نہیں ہے مہربانی سے جہاں آپ نے یہ لفظ اپنی زبان سے نکالے ہیں اسکا مطلب بھی سمجھا دیجئے۔

چمپا۔ افسوس آپ اب کبھی یہاں سے جا نہیں سکتے۔ یہ خود مطلب رانی آپ پر عاشق ہے مگر اس کی عاشقی بوالہوسی اور نفس پرستی سے کم نہیں ہے۔

کمار۔ میں کیونکر مانوں جب مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ کل آپ بخوشی جا سکتے ہیں۔

چمپا۔ یہ سب حیلے حوالے ہیں کل قریب ہے آپ دیکھ لیں گے۔

کمار۔ آخر کیوں۔

چمپا۔ آپ خیال فرمائیے کہ ایک چیز اگر کسی نے مدتوں کی محنت کے بعد حاصل کی ہو اُس کو وہ کیونکر مفت میں اپنے پاس سے ضایع کردے گا۔ یہی حال اس رانی کا ہے اس نے نجوم کے ذریعہ سے آپ کا زائچہ دیکھ لیا اور معلوم کر لیا ہے کہ بے انتہا عیش نامی، دودولت آپ کی قسمت میں لکھی ہوئی ہے صرف اسی وجہ سے یہ چاہتی ہے کہ آپ سے اپنی شادی کرے تاکہ بقیہ عمر جو کچھ دولت آپ کو ملے وہ سب اسی کے قبضہ میں رہے۔

کمار۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے۔

چمپا۔ افسوس کہ آپ نے میری بات کو خواہ وہ کچھ ہی زہر کیلیئے ہو مگر جھوٹ سمجھا

کمار۔ اچھا پھر اس کا علاج۔

چمپا۔ خاموش پھر کچھ کہیئے گا۔ دیکھئے رانی آرہی ہے۔

ادھر چمپا نے یہ بات ختم کی اُدھر رانی آپہونچی اور آتے ہی حکم دیا کہ جلد ہماری مسہری تیار ہو۔ چمپا نے جلد حکم کی تعمیل کی۔ بعد کو رانی کا اشارہ پاکر آپ وہاں سے چمپت ہوگئی۔ اودھر رانی نے کمار سے کہا کہ مسہری پر آرام فرمائیے اس تھوڑی دیر میں کمار کے وہ تمام حسن ظن جو اس رانی کی طرف تھے کافور ہوگئے تھے۔ اور اس کا چہرہ صاف صاف بتا رہا تھا کہ اب کے اور پہلے مزاج میں زمین و آسمان کا فرق ہوگیا ہے لہذا انھوں نے ایک افسردہ خاطری سے جواب دیا کہ میرا جی نہیں چاہتا کہ میں بستر پر لیٹوں۔ آپ آرام فرمائیے

رانی۔ آخر اس کی کوئی وجہ بھی ہے

کمار۔ ہاں اس کی وجہ بھی ہے یہ کہ میں نے عہد کیا ہے کہ جس وقت تک منزل مقصود پر نہ پہونچ جاؤں گا اُسوقت تک آرام کرنا حرام ہے۔

رانی۔ میں قسم کھاکر کہتی ہوں کہ آپ کی میں دلی خیر خواہ ہوں۔ اور اگر آپ تکلیف گوارا فرماکر مجھے بتائیں تو میں ضروری آپ کا وہ کام کر سکتی ہوں جس کے واسطے صعوبت سفر گوارا فرمارہے ہیں۔

کمار۔ میں یہ سب کچھ جانتا ہوں کہ آپ جو کچھ فرمارہی ہیں وہ قریب قریب سچ ہے اور اُسے آپ پورا فرماسکتی ہیں۔ مگر میں اس وقت اُس کے متعلق آپ سے کچھ نہیں کہہ سکتا کل دیکھا جائے گا۔ یا زندہ صحبت باقی۔

رانی بھی خاموش ہوگئی۔ اور سخت

اصرار کے بعد کمار کو آرام کرنے پر راضی
کیا۔ کمار مسہری پر خاموش پڑ رہے تھوڑی
دیر کے بعد رانی بھی اُسی مسہری پر پہونچی
اور خود بھی دراز ہونا چاہا۔
کمار۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ کیونکہ
میں اس کا عادی نہیں ہوں۔
رانی۔ پیارے ہری سنگھ کیوں ستاتے
ہو۔ کیوں جلی ہوئی کو جلاتے ہو۔ شاید
سنا نہیں ہے کہ ؎

ستانے والے شب غم کے ہوشیار رہیں
رہیں خیال مرے نالۂ سحر کی طرف

ہری سنگھ۔ نہ میں کسی کو ستاتا ہوں
نہ میں کسی کو جلاتا ہوں۔ نہ میں فضول
باتیں سننے کا ہرگز روادار ہوں۔ جو کچھ
آپ نے فرمایا اچھا کیا۔ اب کچھ نہ کہیے۔
رانی۔ نہیں نہیں مجھے اپنی داسی
تصور فرمایئے
کمار۔ افسوس۔ آپ نہیں مانتیں
حالانکہ آپ نے میرا کوئی قصور نہیں کیا
مگر آپ خواہ مخواہ معافی مانگتی ہیں۔ اگر
آپ نہ مانیں گی تو میں اب دہ سے آپ کو
کوئی جواب نہ دونگا۔
رانی۔ دیکھیے۔ ایک مرتبہ میں آپ سے
پھر خوشامد کے طریقہ سے کہتی ہوں۔
کمار نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور وہ
سمجھ گئے کہ رانی خبطی اور پاگل ہو گئی ہے
شہوت اور نفس پرستی نے اس کی
آنکھوں پر پردے ڈال دیے ہیں۔
جب رانی کو اس کی باتوں کا کوئی
جواب نہ ملا تو اس کا چہرہ اکدم سرخ
ہو گیا اور بہ آواز بلند جھنجلا کر اس نے
کہا کہ ہری سنگھ دیکھ تیرے غرور کی
ابھی تجھے سزا دیتی ہوں اب بھی کہنا مان۔
ہری سنگھ یہ سخت لہجہ کی آواز سنکر
اکدم گھبرا گئے اور بستر سے اُٹھ بیٹھے اور
دیکھنے لگے کہ اب یہ کیا کریگی۔
رانی۔ میں پھر کہتی ہوں کہ میرا کہنا مان
اور میری ہر خواہش اور دلی ارمان کو
پورا کر اور جلد جواب دے۔
کسی اُستاد نے کہا ہے کہ ؎

یہ نہ بولے نہ ہرگز دوں گر کوئی میری سُنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے

یہی حال اُس وقت رانی اور کمار
کے اوپر صادق آیا یعنی کمار بھی یہ خشم آگین
آواز سنکر تن گئے۔ اور ویسی ہی سختی کے
ساتھ اُنھوں نے بھی جواب دیا۔ بس ؎

اب کے کچھ منہ سے نکالا تو تمھیں جانوگے
داغ پھر مجھکو نہ کہنا جو برابر نہ کہوں

خبردار خاموش ہو جو کچھ کہنا ہے زبان
سنبھال کر کہہ ورنہ ایک کی دس سنوگی

کچھ خبر ہے کہ تیری جیسی ریاست تیرے معمولی جاہ و حشم کو میں کسی خاص عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ہوں تجھ سی ہزاروں باندیاں خود میرے گھر میں ملازم ہیں

رانی - سچ ہے - ؎

با بد نواخت فرق خزاں را بچوب دست
بیروں نہند چوں قدم کجروی ز راہ

بس محبت اور مروت کی حد ہو چکی اب میں جو کچھ کہ میرے کئے ہو سکتا ہے کرتی ہوں - یہ کہہ کر اپنے منھ میں سے دو گولیاں سفید پتھر کی نکالیں - اور پھر کہا کمار خیر ہے کہنا مانو ورنہ اب اندھیر ہوا جاتا ہے -

کمار - میں ایک خانماں برباد ہوں - جنون عشق میرے سر پر سوار ہے اور جان پر بنی ہوئی ہے آج نہ مرے کل مرے - اگر موت اور زندگی تیرے قبضہ میں ہے تو تمہارا تلوار اٹھا سر جدا کر اگر یہ نہیں اور کچھ کرنا ہے کسی اور طرح سے مارنا ہے تو بھی جان حاضر ہے - جو کچھ کرنا ہے کرو مگر یہ یاد رکھو کہ میں جیتے جی تمھاری کوئی جائز یا ناجائز خواہش پوری نہیں کر سکتا جان جائے تو بلا سے مگر آن کو ہاتھ سے دینا مردوں کا کام نہیں ہے - ؎

جب آپ ابھی ہی نہیں تو آپ میں آؤں کیوں جیسی تمھاری آن ہے ویسی ہی میری آن ہے

رانی - در اصل میں بھی بڑی نادان ہوں کہ ہر مرتبہ ایسے متکبر شخص سے اسکی جان بچانے اور اس کو تکالیف میں نہ پھنسانے کیلئے کچھ کہتی رہتی ہوں - اچھا اب کچھ نہ کہوں گی لے دیکھ -

اتنا کہہ کر اس نے ان گولیوں کو اچھالنا شروع کیا - اور گولیاں رنگ بدل کر انڈے کے برابر ہو گئیں دوبارہ اچھالنے پر پھر وہی عالم ہوا اس مرتبہ اس سے دگنی ہو گئیں نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ایک بڑے خربوزہ کے برابر ہو گئیں - تب اس نے انھیں زمین پر رکھ دیا - اور ایک سوئی لیکر دونوں میں چبھو دی فوراً تھوڑا تھوڑا خون نکلنا شروع ہوا تب اس نے انھیں ہاتھ میں لیکر کچھ پڑھا اور زمین پر دے ٹپکا - فوراً دونوں خربوزے ٹوٹ گئے اور ان میں سے دو آدمی ایسے کہ جن کی صورت دیکھکر خواہ مخواہ ڈر معلوم ہوتا تھا - انہیں سے نکلے

ان دونوں آدمیوں کے تمام بدن پر بال اگے ہوئے تھے - بالکل ننگے تھے - دونوں کے ہاتھ میں تلواریں تھیں - سیاہ رنگ تھا منھ میں کف بھرے ہوئے تھے -

نکلتے ہی رانی سے گویا ہوئے کیا حکم ہے
کیوں یاد فرمایا۔
رانی۔ اس لئے کہ یہ آدمی میرا حکم
نہیں مانتا۔

وہ آدمی جو صورت سے جن معلوم
ہوتے تھے۔ اور جنہیں ہم بھی اب جن
کہکر یاد کریں گے کہنے لگے تو پھر کیا اسکے
سزا دینے کا ارادہ ہے۔

نہیں محبت کے جن پر بڑا افسوس آتا
ہے کہ یہ ہر حالت میں انسان کو مجبور
رکھتا ہے۔ عشق و حسن دونوں کسی کے
کہنے میں نہیں ان سے کوئی آدمی جیت
نہیں سکتا۔ کسی نے بہت ہی خوب
کہا ہے۔ آسی

حسن وہ جس نے اسے دونوں جہان سے کھویا
آجتک بھی اسی ظالم کا ثناخواں ہے دل

یہی حال کمبخت موہنی رانی کا تھا۔
غصہ میں بھی تھی۔ کمار کی صورت سے بیزار
بھی تھی اس کی جان کی خواہاں بھی تھی
اور کمار اس کے قابو میں بھی تھے مگر پھر
بھی اس کے منھ سے سوائے اس کے اور
کوئی جواب نہ نکلا۔

(یہ مجرم موجود ہے اسی سے دریافت کرو)
یہ سنتے ہی دونوں نے راج پتر کے
ہاتھ اس زور سے پکڑے کہ وہ مجھے میرا
ہاتھ لوہے کے شکنجہ میں دبا دیا گیا۔
اس کے بعد کہنے لگے (اے نادان
آدم زاد تو اس رانی کا جس کے ہم
دونوں فرمانبردار ہیں حکم نہیں مانتا
راجکمار۔ (کانپتے ہوئے) ہاں میں
اس کی ناجائز خواہش اور اس کی
بدنیتی کی باتوں کو ہرگز ہرگز پورا نہیں
کر سکتا۔

(دونوں جن) رانی پوچھ لیا یہ شخص
بالکل منکر ہے تمھارا حکم ماننے کے لئے
ہرگز ہرگز تیار نہیں ہے۔
رانی۔ اچھا تم اپنا کام پورا کرو تین
مرتبہ اس سے پوچھ لو۔
دونوں جن (کمار سے) کہو تم حکم مانتے ہو
راجکمار۔ ہرگز نہیں
دونوں جن۔ کہو تم حکم مانتے ہو۔
راجکمار۔ ہرگز نہیں
دونوں جن۔ کہو تم حکم مانتے ہو۔
راجکمار۔ ہرگز نہیں۔

ادھر تین مرتبہ دریافت کرنے کے
بعد دونوں نے پھر رانی کی طرف رخ کیا
ادھر کمار اپنے عالم خیال میں پھول رتی
سے کہنے لگے۔

پیاری تصویر میں تیری محبت کا
گنہگار ہوں۔ میرا آخری وقت ہے۔

ایشور پرماتما کے لئے میری خطا معاف کر۔ ہاں ہاں تجھے معلوم ہے تو جانتی ہے کہ میں تجھے بچانے کے لئے چلا تھا تجھے اچھی طرح معلوم ہے تو خوب خبردار ہے کہ میں تیری محبت میں ثابت قدم رہا۔ مگر وہ جلاد اس وقت میرے قتل کے لئے مستعد ہیں میری زندگی اور موت کا فیصلہ صرف ان الفاظ پر منحصر اور موقوف ہے جو اس انکار عورت کی زبان سے نکلنے والے ہیں۔ ہائے حسرت دیدار بدستور دل کی دل میں لئے جاتا ہوں۔ ہاں ہاں یہ ممکن ہے اور بہت ممکن ہے کہ میں اس سے اقرار محبت کروں اور اپنا پیچھا چھڑاؤں اور اسے بھی اپنا تابعدار بنا لوں۔ مگر ہائے کیا یہ بیوفائی ہوگی مجھ سے ممکن ہے کیا میں تیرے حسن نور مجسم پر نظر ڈالکر کسی دوسرے کو ان آنکھوں سے دیکھ سکتا ہوں۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ نہ میری آنکھیں کسی کو گو وہ تجھ سے حسن میں زیادہ ہو دیکھ سکتی ہیں۔ نہ میرے کان کسی کے الفاظ کو سن سکتے ہیں۔ ناممکن اور محال ہے ؎

جسکی لو جس سے لگی ہے وہ جلاتا ہے آسے
شمع کیا خاک جلائے ترے پروانوں کو

مگر ایشور کے یہاں اگر انصاف ہے اگر سچی محبت میں تاثیر ہے اگر ایمانداری کا پھل ملتا ہے تو۔ میں اگرچہ موت کے منھ میں ہوں۔ میری جان جانے میں کوئی کسر نہیں ہے مگر پھر بھی مجھے امید ہے کہ میں اسکے پنجہ سے چھوٹ کر ضرور تجھ سے ملوں گا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو عدم کو حسرت دیدار لے جاؤنگا۔ اگر تمھیں کبھی یاد آؤں تو مجھے بھلا دینے کی کوشش کرنا۔ اگر ایسا نہ کرسکو تو مجھے دعاے خیر سے یاد کرنا۔ ہائے ؎

زحسرت چہ خوں در عدم خوردہ باشم
تو برگورم آئی و من مردہ باشم

مگر نہیں نہیں ایسا ہمیشہ ہوا ہے عاشقان صادق کو ازل سے یہی مرحلے پیش آتے رہے ہیں اس وقت زیادہ افسوس ہے تو اتنا کہ کوئی ایسا نہیں جسے دو بول لکھدوں اور وہ تمھیں پہونچا دے کاش باد صبا میرے قبضہ میں ہو اور وہ تمھاری خوشبو مجھے پہونچا دے۔ کاش میرا جذب صادق اس وقت یہاں تم کو کھینچ لائے مگر نہیں یہ سب میرا خیال خام ہے۔ افسوس میں جنون میں کیا کیا بک گیا ایسا نہ کہ اسکا تم پر کچھ اثر پڑے۔ مگر ؎

شکوہ سنجی تھی تقاضائے جنون الفت
ہو کے مجبور کرو تم نہ پشیماں مجھ کو

ادھر یہ اپنے خیال سے باتیں کرتے رہے اُدھر رانی نے دونوں حبشوں کو حکم دیا کہ تم اسے ابھی قتل نہ کرو دوسرا کوئی عذاب نہ دو صرف دس روز کیلیے اسے طلسمی قید خانے میں قید کردو۔

دونوں نے کمار کا ہاتھ پکڑا اور ایک طرف کو لے گئے۔ خدا جانے کہاں گئے کہاں نہیں اتنا ضرور ہوا کہ یہ فوراً بیہوش ہوگئے تھے۔

چھبیسواں باب

آفتاب عالمتاب افق مشرق سے نکل کر اپنا تھوڑا سا راستہ طے کرچکا ہے راجگڈھ کے ہر ایک مکان پر نہیں تو بڑے بڑے اور بلند پہاڑوں اونچی عمارتوں پر تو ضرور ہی اُس کی آڑی ترچھی شعاعیں پڑ رہی ہیں۔ راجکمار مان سنگھ اپنی نشست گاہ میں بیٹھے ہوئے اسوقت کوئی کتاب دیکھ رہے ہیں۔ اور اپنے بڑے بھائی ہری سنگھ کے آنے کا انتظار کھینچ رہے ہیں۔ کیونکہ ہری سنگھ عموماً روزانہ صبح کو اُن سے ملنے آتے ہیں اور ادھر اُدھر کی باتیں کرکے گھڑی بھر کو اُن کا جی بھی خوش کر جاتے ہیں اور خود بھی مسرور ہوتے ہیں۔ مگر آج چونکہ معمول سے کچھ زیادہ وقت گذرچکا ہے اس واسطے وہ بیتاب ہیں۔ اور ذرا سے کھٹکے پر بھی دروازے کی جانب اُن کی آنکھیں اُٹھ جاتی ہیں۔ انکی امید کے خلاف اس وقت آدے سنگھ آئے جو دلجیت سنگھ کے بھائی ہیں۔ اور عیاری وغیرہ جملہ فنون میں اُسی کے ہم پلہ ہیں۔ ان کی مان سنگھ سے بے تکلفانہ دوستی اور بے حد محبت ہے بس بعینہ وہی حالت ہے جو ہری سنگھ کے ساتھ دلجیت سنگھ کی ہے اور مان سنگھ کو بھی اسیقدر اُنس ہے جو ایک سچے دوست کو ہونے کی ضرورت ہے

مان سنگھ نے آتے ہی آدے سنگھ سے پوچھا۔ کہ تم آج بھائی صاحب کے یہاں گئے تھے یا نہیں۔ اور اگر گئے تھے تو وہ تم سے ملے یا نہیں۔

آدے سنگھ۔ نہیں میں اب تک وہاں نہیں گیا۔ بلکہ عجیب خلجان میں ہوں [illegible]

مان سنگھ۔ خیر باشد

آدے سنگھ۔ بھائی دلجیت سنگھ کل سے بالکل مکان پر نہیں گئے بلکہ راجکمار کا بھی اُسی اثنا میں دریافت کرنے بھی گیا تھا جس کا وہی معمولی جواب دیا گیا تھا

کہ وہ یہاں نہیں ہیں۔ کیونکہ خیال
تھا کہ وہ شکار کے شایق ہیں شاید اُسی
دُھن میں کسی طرف نکل گئے ہوں گے
پھر جب رات ہو گئی تو یہ خیال رہا کہ
ممکن ہے غیر وقت میں وہ واپس آتے
ہوں اور پھر کمار ہری سنگھ کی خدمت
میں حاضر رہے ہوں یہاں نہ آسکے ہوں
مگر وہ علی الصباح بھی نہیں آئے۔
مان سنگھ۔ میں بھی اسی خلجان میں ہوں
آج خلاف معمول معلوم نہیں بھائی صاحب
یہاں کیوں نہیں آئے۔
اودے سنگھ۔ ہاں تعجب ہے۔
مان سنگھ۔ میرے خیال میں تو یہ بہتر
ہوگا کہ میں اور تم مکان پر چلیں اور
خیریت دریافت کر کے واپس آجائیں
کیونکہ ممکن ہے کہ دشمنوں کا مزاج ناساز ہو
اودے سنگھ۔ مناسب ہے۔
مان سنگھ۔ وہاں تم کو بھی پتہ چل جائیگا
کہ وجیت سنگھ کہاں ہیں۔
یہ سوچ کر دونوں کے دونوں کمار
ہری سنگھ کے مکان کی طرف چل دیئے
وہاں پہونچ کر اول تو نوکروں ہی سے
معلوم ہوگیا کہ کل شام سے کمار کو نہیں
دیکھا معلوم نہیں کہ کہاں تشریف
لے گئے ہیں۔ پھر جب مکان کے اندر
خاص اس کمرے میں پہونچے جہاں کمار
ہری سنگھ سویا کرتے تھے۔ دیکھا کہ تمام
سامان اسی طرح پڑا ہوا تھا۔ ایسا معلوم
ہوتا تھا کہ بے ارادہ کہیں کو تشریف
لے گئے ہیں نہایت ہی متعجب ہوے۔
اور دونوں سخت تشویش میں پڑ گئے۔
یہاں تک کہ کمار مان سنگھ کے آنسو
نکل آئے تھے۔ یکایک اودے سنگھ
کی نظر اس پرچہ پر پڑی جو چلتے وقت
کمار ہری سنگھ تکیہ کے نیچے رکھ گئے تھے
پڑھنا تو قریب قریب بیکار ہے کہ
پڑھتے ہی آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا
قدموں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ دونوں
بے تاب ہو گئے بار بار پرچہ کو پڑھنے لگے
اور بار بار غور کرنے لگے کہ آخر گئے تو
کہاں گئے۔ اور بے اطلاع کیوں گئے
اول تو یہ صلاح ہوئی کہ مہاراج کو
اس کی خبر کر دینی چاہیئے۔ تاکہ ہم دونوں
الزام سے بری الذمہ ہوں۔ یا یہ کہ
وہ خود اس کی تدبیر کریں۔
مان سنگھ۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ اسکے
متعلق تم کو بھی بہت کچھ [illegible] باتیں تمہیں
معلوم ہے۔ یا یہ کہ میری طرح تم بھی [illegible]
[illegible]
اودے سنگھ۔ معلوم ہے۔ مگر یہ کہ

نہیں سکتا کہ یہ قیاس اس بارہ میں صحیح ہوگا یا غلط اور یہ دونوں وہیں گئے ہیں یا کہیں اور۔

مان۔ واہ پھر تم کہتے کیوں نہیں

آدے سنگھ۔ دراصل میں نے تو یہ سنا ہے کہ ایک دن کمار ہری سنگھ اور رنجیت سنگھ کسی کام کے لئے طوطا گڈھ گئے تھے۔ وہیں سے بیمار ہو کر آئے یہ بیماری محبت کی سنی گئی ہے۔ اگرچہ اس معاملہ سے میرا کوئی ذاتی تعلق یا واسطہ تو ہے نہیں مگر ہاں اتنا میں نے بھی اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ جب تنہا ہوتے تھے تو ہری سنگھ رو یا کرتے تھے۔ بلکہ ایک مرتبہ تو میں نے یہ الفاظ اُن کی زبان سے سُنے۔

ہائے پیاری مجھے معلوم نہیں ہے کہ تیری محبت میں کیا کیا آفتیں اور مصیبتیں میرے سر پر آئیں گی۔ اور اب میرا کیا حال ہوگا۔

مان۔ بس اب بات سمجھ میں آگئی ضرور یہ اُسی بات کا فساد ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ اک دم وہ غائب ہو جائیں اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو۔

آدے سنگھ۔ میرے نزدیک تو مہاراج سے یہ ظاہر کر کے جانا چاہیئے کہ ہم لوگ یا دو چار روز کے واسطے طوطا گڈھ جاتے ہیں۔ اور وہیں ہری سنگھ بھی گئے ہیں ایک جلسہ ہونے والا ہے جلد نہ آئیں تو آپ لوگ صرف خبر منگا لیں پریشان نہ ہوں۔

مان سنگھ۔ ہاں یہ رائے بہت مناسب اور بالکل ٹھیک ہے۔

غرض کہ یہی کیا گیا۔ دونوں نے اُسی وقت جا کر مہاراج دلیپ سنگھ اور رنجیت سنگھ کو خبر کر دی۔ ہاں اگرچہ اس سوال پر یہ تعجب ضرور کیا گیا کہ ہم کو کسی جلسہ وغیرہ کے متعلق خبر نہیں کی گئی۔ مگر پھر بھی دونوں کو اجازت مل گئی۔ دونوں خوش خوش واپس آئے اور سامان سفر درست کرا کر طوطا گڈھ کو چل دئے۔

چونکہ کھٹکا کچھ اور لگا ہوا تھا اس واسطے مان سنگھ کے حکم کے بموجب آدے سنگھ نے عیاری کا تمام و کمال سامان لیا۔ اور اس کے سوا گوپی ناتھ ایک عیار کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ اور یہ تینوں آدمی تن بہ تقدیر اُسی روز طوطا گڈھ کو چل دئے۔ اور اُسی دن طوطا گڈھ کے قریب پہونچ کر اُنھوں نے ایک

پر قضا میں ان میں قیام کیا۔ جیسے یہ
ذی رتبہ آدمی تھے اس حیثیت سے
اُنھوں نے اپنا استغراق کسی پر ظاہر
نہیں کیا ؎

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

ستائیسواں باب

یہ بتانا فضول بھی ہے اور معلوم
نہ ہونے کی وجہ سے مجبوری بھی ہے
کہ دونوں جن کمار ہری سنگھ کو کہاں
لے گئے۔ بس اتنا کہنا ہے اور یہی
کافی ہے کہ دوسرے روز جب راجکمار
کی آنکھ کھلی تو اُنھوں نے ایک چمن
میں اپنے آپ کو ایک بنچ پر پڑا ہوا
دیکھا جہاں اُنھوں نے دیکھا تو کسی
کو نہیں مگر ایک طرف سے ایک
دردناک آواز آتی ہوئی ضرور سُنی
جسے سُن کر اگرچہ خود بھی یہ مصیبت
میں مبتلا تھے مگر پھر بھی ان کا دل
دُکھ گیا۔

غور کر کے سُنا تو کوئی یہ کہتا معلوم
ہوا۔ ظالم خدا تجھے دنیا سے غارت کرے
جیسے کہ تو نے مجھے تکلیف میں پھنسایا
اور بے وجہ مجھ سے لڑائی پر تُلا
الٰہی۔ اسی طرح تجھے چین سے نہ رکھے
اور زمانہ زمین اور آسمان اسی طرح
تجھ سے برسرپیکار رہے۔ ہائے تو ایک
بیوہ کو تکلیف دے رہا ہے سمجھ لے
اور خوب سمجھ لے کہ اس سے تیرا بھلا
نہ ہوگا بلکہ تو بھی یوں ہی پریشان
اور برباد رہے گا۔

راجکمار ہری سنگھ نے یہ آواز
دردناک سُن کر اُس وقت یہ سوچنا
بھی کچھ زیادہ مناسب نہ سمجھا کہ یہ جگہ
کون سی ہے اور میں کہاں سے کہاں
آگیا۔ اس بنچ پر مجھے کس نے سلایا تھا
اُن دونوں بلاؤں نے میرے ساتھ
کیا سلوک کیا۔ وہ اسوقت بے تامل
اُٹھے اور اُس آواز پر قدم اُٹھایا۔
اندازہ کرنے پر اُنھیں معلوم ہوا کہ یہ
آواز ایک سہ دری میں سے آ رہی
ہے جو اس چمن میں بنی ہوئی ہے۔
وہ اُدھر چلے آخر سہ دری میں پہونچ
گئے اور اُنھیں یقین آگیا کہ یہ آواز
یہیں سے آتی تھی۔ کیونکہ اُسوقت
اُنھوں نے وہاں ایک مقفل کوٹھری
دیکھی جس میں اس وقت بھی بدستور
کوئی کسی کو کوس کوس کر رو رہا تھا

یہ کچھ دیر کھڑے ہوئے اور پھر انھوں
نے سوال کیا۔
کیوں تم کون ہو۔ اور اسقدر دردمند
ہونے کی وجہ کیا ہے۔
جواب۔ میں ایک ستم رسیدہ مظلوم
عورت ہوں جو یہاں کے کمبخت عیار
کے ہاتھوں اس طلسمی قید خانے میں
پڑی ہوئی ہوں۔
سوال۔ تم یہاں کب آئیں۔
جواب۔ زیادہ دن نہیں گذرے
سوال۔ کیا میں کچھ تمھاری مدد کرسکتا
ہوں۔
جواب۔ شاید تم کچھ مدد نہیں کرسکتے
کیونکہ میری طرح خود بھی مصیبت
میں مبتلا ہو۔
سوال۔ مگر تم مدد پر رضامند ہو۔
جواب۔ ہاں اندھے کو دو آنکھیں
بڑی عزیز ہوتی ہیں۔
اس کے بعد کمار نے کوئی سوال
نہ کیا اور ایک اینٹ لیکر تالا توڑ ڈالا
کوٹھری کا دروازہ کھولا اس میں
سے ایک خوبصورت سی عورت نکلی
جو عمر میں کچھ زیادہ نہ تھی۔ مگر ہاں
مصیبت زدہ ضرور معلوم ہوتی تھی
اُسے دیکھتے ہی راجکمار نے کہا اب
ہوسکے تو تم مجھے اپنا مفصل حال سُنادو۔
عورت۔ اس سے مجھے معاف رکھئے
راجکمار۔ نہیں یہ ہرگز نہ ہوگا۔ میں
تمھارے منھ سے تمھاری مصیبت
کی داستان سُننی چاہتا ہوں سناؤ
اور ضرور سُناؤ۔
عورت۔ آپ اپنا نام مجھے بتادیجیے
اپنا مکان بتائیے تو شاید پھر میں بھی
کچھ کہوں اور اپنا حال سناؤں۔
راجکمار۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔
عورت۔ (جو اس وقت کسی خوشی
کی وجہ سے کھلی جارہی تھی) اچھا یہی
بتاؤ کہ تم اس ہیبتناک جگہ میں کیونکر
آگئے۔ کیونکہ میں نے یہ سنا ہے یہاں
سے کوئی کبھی آکر باہر ہی نہیں جاسکتا
ہے یہ بتانے میں تو ہرج نہیں ہے۔
راجکمار۔ ہاں میں یہ بتادیتا۔ مگر
اس وجہ سے مجھے اپنا تمام حال آپکو
سُنانا پڑے گا جو کسی صورت سے مناسب
نہیں ہے۔ بس اتنا کہے دیتا ہوں کہ
میں کسی کے حسن جہاں سوز کا جلایا ہوا
ہوں اور اُسی حسن کی دیوی کے
درشنوں کی خاطر جارہا تھا کہ راہ میں
مجھے اس دُشٹ رانی نے جو یہاں
کی مالک ہے روکنا چاہا اور میں نہ رکا

تو مجھے اس آفت میں پھنسایا گیا ہے۔
عورت ۔ آہا آپ بہت ہی زیادہ
احتیاط کرتے ہیں۔
راجکمار ۔ ضرور یہی چاہیئے۔
عورت ۔ اور یہ بالکل ممکن ہے کہ
دوسرا آپ کو جانتا ہو۔ اور آپکے
حال سے بھی من وعن واقف ہو۔
راجکمار ۔ خیر یہ تو بہت مشکل بات
ہے۔
عورت ۔ میں ابھی بتا سکتی ہوں
کہ آپ کون ہیں کہاں جا رہے تھے
کون آپ کا معشوق ہے۔ کیا کیا آپکے
اوپر حالات گذرے ہیں۔ کہئے کیا
آپ مجھے ان سب باتوں کے بتانے
کی اجازت دیتے ہیں۔
راجکمار ۔ مجھے تعجب ہے اور بڑا
تعجب ہے کہ جس حال کی میرے
دل یا میرے ایک دوست کے
سوائے کسی دوسرے کو خبر نہیں ہے
اسے آپ کیونکر بتائیں گی۔ کیا آپ
غیب داں ہیں۔ کیا آپ نے نجوم
کا علم پڑھا ہے۔
عورت ۔ بہت ممکن ہے کہ میں
غیب داں ہوں اور میں نے نجوم
کا حال پڑھا ہو۔

راجکمار ۔ غیر ممکن اور محال ہے۔
عورت ۔ تو پھر اجازت دیجئے۔
راجکمار ۔ تم اس وقت وہی ز[illegible]
پر اڑی ہوئی ہو۔ حالانکہ نہیں بتا سکتیں
اور اگر تمھارا یہی دعوے ہے تو بے
اجازت ہے بتاؤ۔ اچھا اگر نہ بتا
تو بولو تمھاری کیا سزا ہے۔
عورت ۔ سزا یہ ہے کہ اسی وقت
تمھارے معشوق کو تم سے ملا دوں گی
کمار ۔ یک نہ شد دو شد۔
عورت ۔ خوب ہر ایک بات پہ
آپ تعجب تو کرتے ہیں اپنا پردہ فاش
ہونے کی اجازت نہیں دیتے
اجازت دو۔
راجکمار ۔ اجازت دیدی۔
عورت ۔ اگر میں نے سب حال
ٹھیک دیا تو بتاؤ تم مجھے کیا دو گے۔
راجکمار ۔ اس وقت یہ انگوٹھی ہے
اور کسی وقت اور کچھ بھی دونگا۔
عورت ۔ خیر اب سنئے۔ آپ رامگڈھ
کے رہنے والے ہیں۔ آپ کا نام ہری سنگھ
ہے آپ کے والد کا نام دیپ سنگھ
ہے۔ آپ رامگڈھ سے طوطا گڈھ
گئے تھے۔ آپ وہاں ایک آدھ دن
ٹھہرے تھے۔ آپ نے وہاں سے چلتے وقت

راج محل میں کسی کو دیکھا تھا۔ آپ کے ساتھ وہاں سے کسی نے کچھ شرارت تو کی تھی۔ اس کا نام پھول وتی ہے وہ بھوما ن سنگھ کی منظور نظر ہے۔ اور وہ بھی ایک مصیبت زدہ ہے اچھا اب آپ ایمان سے کہئے کہ جو کچھ میں نے کہا اس میں سے کوئی بات سچ ہے یا نہیں ہے۔

راجکمار۔ (گردن جھکا کر اور سخت متعجب ہوکر) ہاں سب صحیح ہیں مگر ایشور کے لیے ایک مرتبہ تم اس کا پیارا پیارا نام پھر میرے سامنے لو۔ کیا پھول وتی۔ پھول وتی۔ ہائے کیا اچھا نام ہے پھول وتی۔

عورت۔ کہئے تو دس بیس دفعہ بھی یہ نام لوں۔ پھول وتی پھول وتی پھول وتی سو دفعہ پھول وتی ہزار دفعہ پھول وتی۔

راجکمار کو اس کی مجنونانہ حرکت پر کچھ ہنسی آئی اور انھوں نے بہت التجا کے ساتھ اس سے کہا کہ ایشور کے لئے تم بھی اپنا نام بتا دو۔ اور اپنا صحیح صحیح حال سنا دو۔

عورت۔ تو تمھیں اس سے کیا غرض ہے۔

راجکمار۔ نہیں نہیں بتاؤ نہیں بتاؤ بتاؤ۔

کمار کے بار بار اصرار پر اس نے اپنی جیب سے ایک خط نکال کر کمار کو دیا جو خود انھیں کے نام تھا اور پھول وتی کا لکھا ہوا تھا۔ جو کچھ مختصر نہ تھا۔ کمار نے اسے پڑھ کر ایک مرتبہ بے ہوش اور از خود فراموش ہو گئے۔ اسی عورت نے سنبھالا۔ جب ان کی طبیعت ذرا بحال ہوئی بار بار پوچھنے لگے کہ خدا کے لئے مجھے بتا دو تم کون ہو کہاں سے یہ خط تم کو ملا۔

آخر عورت نے اپنا نام بتا دیا۔ کہ میرا نام سیتا ہے۔ اور وہ تمام حال سنا دیا جو آپ چودھویں پندرھویں باب میں پڑھ چکے ہیں۔ حال سن کر کمار کی رشک محبت وغیرہ سے جو کچھ کیفیت ہوئی مشکل ہے کہ اسے ہم لکھ سکیں۔ اس کے بعد وہ سیتا سے پوچھنے لگے کہ تم یہاں کیونکر آئیں۔

ختم شد حصہ اول

نام کتاب	قیمت
ناول زن مرید -	عہ/
ناول پریخانہ -	عہ/
راز عشق - در حال خفیہ پولیس	عہ/
گناہ بے لذت -	۸/
نئے بگڑے -	۸/
ریختی ناول -	۱۰/
بنگالی دلھن -	۱۲/
مار آستین -	۱۰/
التمش -	۴/
مرزالنی -	۱۰/
فسانہ حسرت وصل -	۶/
خاورنامہ جلد اول -	۱۰/
وعقو کا طلسمی فانوس -	عہ/
دلچسپ حصہ اول -	۸/
دلچسپ حصہ دوم -	۸/
شام جوانی - حصہ اول -	؎
ایضاً حصہ دوم -	۴/
خلق مجسم -	۴/
سبز باغ -	۸/
ابوالہوس -	عہ/
پرتاب -	۱۲/
الماس کماری -	۴/
تسخیر -	۱۰/
مہاتما بدھ جی کی سوانحعمری	۸/

نام کتاب	قیمت
وفایہ نادری -	۱۲/
عیاروں کا عیار -	۶/
معشوقہ فرنگ -	۸/
حرمان خانم -	۶/
مارگریٹ -	۴/
خوش نصیب -	عہ/
جوش خون -	۴/
ہم خرما و ہم ثواب -	۱۲/
گنگا رام	عہ/

قصہ جات نثر

داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترکیب وتزئین آٹھ دفتروں میں ہے اور اس کے ناموں کی تصریح حسب نقشہ مندرجہ ذیل ہے -

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
۱ -	نوشیروان نامہ	۲
۲ -	کوچک باختر	۱
۳ -	بالا باختر	۱
۴ -	ایرج نامہ	۲
۵ -	طلسم ہوشربا	۷
۶ -	صندلی نامہ	۱
۷ -	تورج نامہ	۲
۸ -	لعل نامہ	۲